ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

* ناشر *

میر محمد لقمان برادران

سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ القصص
سورۃ العنکبوت
سورۃ الروم
سورۃ لقمان

(مکمل)

جلد............۱۸

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑ والی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (سورۃ قصص، عنکبوت، روم، لقمان، مکمل)

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر حمید

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

تاریخ طباعت ----

قیمت ----

مطبع ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالہ

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

پیش لفظ

نحمده تبارك وتعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعین ۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیو بندی قدس سرہ العزیز پاک و ہند و بنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدو جہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیو بند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدو جہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار و زوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات و تنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد و مفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہند ؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ و لگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدوجہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن وحدیث کے علوم وتعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسطہ اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۱۹۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم ومعارف، کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض دفعہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آ کر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیۂ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور اَن گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (آمین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنھوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

یکم مارچ ۲۰۰۲ء　　　ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔ حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔ (چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کرو گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کر لیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم-اے پنجابی بھی کیا ہے۔ اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم-اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کردونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدّ راہ بن گئی۔قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علیٰ اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علمائے ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔لہٰذا اہل علم سے گزارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

نوٹ: اغلاط کی نشان دہی کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

0300-6450340

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تفسیر

(مکمل)

جلد............۱۵

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷

طٰسٓمّٓ ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ آیتیں ہیں کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی نَتْلُوْا عَلَيْكَ ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى حال موسیٰ علیہ السلام کا وَفِرْعَوْنَ اور فرعون کا بِالْحَقِّ حق کے ساتھ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے اِنَّ فِرْعَوْنَ بے شک فرعون

عَلَا اس نے سرکشی کی فِی الْاَرْضِ زمین میں وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا اور کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو گروہ درگروہ يَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً کمزور بنا دیا اس نے ایک گروہ کو مِّنْهُمْ ان میں سے يُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُمْ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو وَ يَسْتَحْيِ نِسَآءَ هُمْ اور زندہ چھوڑتا تھا ان کی عورتوں کو اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ بے شک وہ فسادیوں میں سے تھا وَ نُرِيْدُ اور ہم ارادہ کرتے ہیں اَنْ نَّمُنَّ اس بات کا کہ ہم احسان کریں عَلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں پر اسْتُضْعِفُوْا جن کو کمزور بنا دیا گیا ہے فِي الْاَرْضِ زمین میں وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً اور یہ کہ ہم بنائیں ان کو پیشوا وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ اور بنا دیں ہم ان کو وارث وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ اور ہم ان کو قدرت دیں فِي الْاَرْضِ زمین میں وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ اور دکھائیں ہم فرعون کو وَ هَامٰنَ اور ہامان کو وَ جُنُوْدَهُمَا اور ان دونوں کے لشکر کو مِنْهُمْ ان کمزوروں سے مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ وہ چیز جس سے وہ خوف کرتے تھے وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف اَنْ اَرْضِعِيْهِ یہ کہ تم اس کو دودھ پلاتی رہو فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ پھر جب تم خوف کھاؤ اس پر فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ پس تم اس کو ڈال دو دریا میں وَلَا تَخَافِيْ اور خوف نہ کرنا وَلَا تَحْزَنِيْ اور نہ غمگین ہونا اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ بے شک ہم اس کو لوٹائیں گے آپ کی طرف وَ جَاعِلُوْهُ اور ہم اس کو بنانے والے ہیں مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ رسولوں میں سے۔

سورۃ قصص کی وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام سورۃ القصص ہے۔ قصص کا لغوی معنٰی ہے حال، سرگزشت۔ اس سورت میں آگے آئے گا کہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے بھاگ کر مدین حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ''اپنا حال ان کے سامنے بیان کیا کہ میں کون ہوں، کہاں سے آیا ہوں اور کیوں آیا ہوں؟'' تو اس لفظ قصص کی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ القصص ہے۔ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے اڑتالیس (۴۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کے نو (۹) رکوع اور اٹھاسی (۸۸) آیتیں ہیں۔

حروفِ مقطعات کی وضاحت :

طسم کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ط سے مراد طیب ہے، س سے مراد سمیع ہے اور م سے مراد مالک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام لفظ اللہ ہے باقی سب صفاتی ہیں۔ جیسے رحمٰن ہے، رحیم ہے، جبار ہے، قہار ہے، نور ہے، ہادی ہے، وکیل ہے، رشید ہے، صبور ہے، اٹھانوے نام صفاتی مشہور ہیں ان کے علاوہ اور بھی ہیں جو پہلی کتابوں میں آئے ہیں جن کی تعداد پانچ ہزار ہے۔ فرمایا تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ یہ جو تمہارے سامنے پڑھی جا رہی ہیں یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں الْمُبِیْنِ جو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ ہماری زبان چونکہ عربی نہیں ہے اس لیے ہم عربی کی فصاحت و بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان لوگوں کی مادری زبان عربی تھی وہ سنتے تھے، سمجھتے تھے، متاثر ہوتے تھے حق والے کہتے تھے کہ یہ حق کا اثر ہے اور باطل والے کہتے تھے یہ سِحْرٌ مُّبِیْن ''یہ کھلا جادو ہے۔'' اثر دونوں مانتے تھے۔ تو جو کچھ بیان کرتا

ہے کھول کر بیان کرتا ہے نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَفِرۡعَوۡنَ حال موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لانا چاہے، اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے۔ مصر کے بادشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا، نام علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے جیسے ہمارے ملک کے صدر کا نام فاروق احمد لغاری ہے اس سے پہلے اور صدر ہوئے، آگے اور ہوں گے۔ تو یہاں جیسے صدر کا لفظ ہے ایسے ہی مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون ہوتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ریان بن ولید تھا۔ بڑا نیک فطرت آدمی تھا بالآخر مسلمان ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ولید بن مصعب تھا بڑا شاطر اور شیطان آدمی تھا جیسے آج کل ہمارے لیڈر ہیں۔ رب تعالیٰ کے ساتھ بھی دھوکا اور رب تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ بھی دھوکا، دھوکا ہی دھوکا، باتونی اتنے کہ کسی کو بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔

بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنے کی وجہ :

تفسیروں میں آتا ہے کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی ہے میری طرف اور اس نے قبطیوں کے مکانوں کو جلا دیا ہے۔ اس وقت مصر میں اصولی طور پر دو خاندان تھے......

۱) بنی اسرائیلی، جو موسیٰ علیہ السلام کا خاندان تھا اور ۲) قبطی، جو فرعون کا خاندان تھا۔

تو فرعون نے نجومیوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت اور قوم کی تباہی کا سبب بنے گا۔ اس پر فرعون نے بنی اسرائیلیوں کے بچے ذبح کرانے شروع کیے، غنڈہ گردی پر اتر آیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ بے شک فرعون نے سرکشی کی زمین میں وَ جَعَلَ اَهۡلَهَا شِيَعًا اور اس نے کر دیا زمین کے رہنے والوں کو گروہ در گروہ۔ ایک وقت تھا کہ انگریز کا بے شمار ممالک پر اقتدار تھا اس زمانے میں یہ مقولہ مشہور تھا کہ پبلک کو آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو۔ یہ فلسفہ برطانیہ کے انگریز نے فرعون سے سیکھا۔ فرعون نے وہاں کے لوگوں کو گرہ در گروہ بنا دیا تھا وہ آپس میں لڑتے رہتے تھے اور حکومت کی طرف رخ نہیں کرتے تھے۔ اور ہر باطل حکومت اس دستور پر آج تک عمل کرتی آ رہی ہے۔ وہ اپنی ضرورت کے تحت فرقہ واریت پھیلاتے رہتے ہیں لیکن الزام مولویوں کے سر لگا دیتے ہیں کہ انہوں نے فرقہ واریت پھیلائی ہے۔ حالانکہ علمائے سوء حکومت کے گماشتے ہوتے ہیں اور شیعان بدکرداران کو کافی رقم دے کر آگے کر دیتے ہیں وہ لوگوں کو بھڑکاتے اور فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ دوسرے لوگ بے چارے سادے ہوتے ہیں وہ دین پر اپنی جان اور مال قربان کر دیتے ہیں ان کی سادگی اور اخلاص سے یہ لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کے ذمہ لگا دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ تو ان لوگوں نے یہ فلسفہ فرعون سے لیا ہے کہ اس نے زمین کے رہنے والوں کو گروہ در گروہ کر دیا تھا۔ يَسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ کمزور بنا دیا اس نے ایک گروہ جو موسیٰ علیہ السلام کا خاندان تھا۔ کمزور اس طرح بنایا کہ يُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو وَ يَسۡتَحۡيٖ نِسَآءَهُمۡ اور زندہ چھوڑتا تھا ان کی عورتوں کو۔ کیونکہ عورتوں سے خطرہ کوئی نہیں تھا اس لیے ان کو قتل نہیں کرتا تھا۔ دوسرا اس طرح کمزور کیا کہ بنی اسرائیلیوں سے مزدوری کرواتے کہ ان کو اجرت پوری نہیں دیتے تھے۔ جس طرح آج کل ہمارے ملک میں کارخانہ دار کرتے ہیں کہ یہ مزدور کو دیانت داری کے ساتھ اس کا جو حق بنتا ہے وہ نہیں دیتے بلکہ سنئے

میں آیا ہے کہ بعض ایسے کارخانہ دار بھی ہیں جو مزدور کو پکا نہیں ہونے دیتے کہ اگر یہ پکا ہو گیا تو اس کو سارے حقوق دینے پڑیں گے۔ دو چار ماہ کے بعد اس کو نکال کر دوسرا رکھ لیتے ہیں۔ یہ سب دھوکا اور فراڈ کرتے ہیں۔ تو فرعون نے بنی اسرائیل کو مزدوری والے کاموں پر لگایا ہوا تھا۔ مصر چونکہ زرعی علاقہ تھا کاشت کاری ان سے کرواتے تھے، باغات کی نگہبانی ان کے ذمہ ہوتی تھی، مکانات، سڑکیں ان سے بنواتے اور پوری مزدوری نہیں دیتے تھے اور زیادہ تر بیگار لیتے، روٹی کھلا کر چلتا کرتے، کام بھی لیتے اور ساتھ ظلم بھی کرتے اِنَّـهٗ كَـانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ بے شک فرعون فسادیوں میں سے تھا۔ بارہ ہزار بچوں کو قتل کرایا یہ کوئی معمولی بات تو نہیں۔ لوگوں سے بیگار لیتا اور اس کا لقب ذوالاوتاد بھی تھا۔ سزا دیتا تھا اس طرح کہ ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا کہ آدمی ہل جل نہ سکے اور یہ تم پڑھ چکے ہو موسیٰ علیہ السلام پر جو جادوگر ایمان لائے تھے موسیٰ علیہ السلام کے صحابی، ان کو اس نے سولی پر لٹکایا ان کے بدنوں میں میخیں ٹھونک دیں۔ بڑا جابر، ظالم قسم کا آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اس کی جسم آج تک مصر کے عجائب گھر میں پڑا ہوا ہے تاکہ لوگ دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ یہ ہے وہ جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا۔ اس کا فوٹو کبھی اخبار میں آ جاتا ہے عجیب قسم کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اس کو دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ظاہری اسباب نہیں روک سکتے :

فرمایا وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم احسان کریں عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ ان لوگوں پر جن کو کمزور بنا دیا گیا ہے زمین میں وَ نَـجْعَلَهُمْ اَئِـمَّةً اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم ان کو پیشوا بنائیں۔ اپنے وقت میں وہ اپنی قوم کے پیشوا اور رہنما بنیں وَّنَـجْعَـلَهُـمُ الْـوٰرِثِيْنَ اور ہم بنائیں ان کو وارث زمینوں کا، مکانوں کا،

باغات کا۔ وہ بنے بنائے مکان ان مظلوموں کے قبضے میں آئیں گے۔ظاہری حالات کچھ بھی ہوں اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے متعلق فیصلہ کر لیتے ہیں تو اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ اور ہم ان کو قدرت دیں زمین میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی غرقابی کے بعد موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کو اقتدار دیا ان کے بعد اور بادشاہ آئے اور صدیوں تک اقتدار ان کے پاس رہا وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ اور ہم دکھائیں فرعون کو اور ہامان کو۔ یہ فرعون کا وزیر اعظم تھا فرعون کی طرح یہ بھی بڑا ہوشیار اور چالاک تھا فرعون کے قدم پر قدم رکھنے والا تھا اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا تھا بڑا مستعد تھا ایک لمحے کی تاخیر نہیں کرتا تھا وَ جُنُوْدَهُمَا اور ان کے لشکروں کو دکھائیں مِنْهُمْ ان کمزوروں سے ان کو دکھانا چاہتے ہیں مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ وہ چیز جس سے وہ خوف کرتے تھے کہ بنی اسرائیل میں لڑکا پیدا ہوگا جو ہمارے اقتدار کے زوال کا سبب بنے گا کیونکہ جب نجومیوں نے علم نجوم کے زور پر یہ بات بتلائی تھی یا فرعون نے خواب دیکھا اور اس کی تعبیر سامنے آئی تو اس کے بعد فرعون کی نیند حرام ہوگئی تھی۔ کرسی والے جتنے پریشان ہوتے ہیں ہم نہیں ہیں کہ ان کو ڈر ہوتا ہے اقتدار چھن جانے کا اور مال دار جتنا پریشان ہوتا ہے اتنا غریب نہیں ہوتا۔ تو ان کو جس چیز کا خوف تھا وہ رب تعالیٰ نے ان کو دکھا دیا۔

اُمِ موسیٰ کی طرف وحی کا مطلب :

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام عربی والے یوخابذ اور اُردو والے یوکابد لکھتے ہیں رحمہا اللہ تعالیٰ۔ بڑی نیک پارسا تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد گرامی کا نام عمران تھا، عمران بن جسر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ پیغمبروں کی نسل سے تھے بڑے

نیک اور پارسا تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی۔ اس وحی سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ خواب میں اشارہ ہوا تھا دوسرا گروہ کہتا ہے الہام ہوا تھا تیسرا گروہ کہتا ہے کہ فرشتہ آیا تھا۔ اگر فرشتہ بھی آیا ہو اور اس نے رب تعالیٰ کا حکم سنایا ہو تو اس سے نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی۔ چودھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ [نحل:۴۳] ''اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم نے وحی بھیجی۔'' یعنی ہم نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں مرد ہی بھیجے ہیں کوئی عورت نبیہ بنا کر نہیں بھیجی۔ تو یہ وحی اگر فرشتہ بھی لایا ہے تو ذاتی طور پر پیغام پہنچایا ہے اس وحی سے نبوت لازم نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا اَنْ اَرْضِعِیْهِ کہ آپ ان کو دودھ پلاتی رہیں فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ پھر جب تم خوف کھاؤ اس پر پس تم اس کو ڈال دو دریا میں۔ جب تمہیں خوف ہو کہ سرکاری کارندے آرہے ہیں کیونکہ گھروں میں عورتیں بھی پھرتی تھیں مرد بھی تلاشی لیتے تھے چیک کرتے تھے۔ تو فرمایا کہ جب تم خوف محسوس کرو تو اس کو دریا میں ڈال دو دریا میں ڈالنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اٹھا کر دریا میں ڈال دو۔ سورہ طٰہٰ میں تم پڑھ چکے ہو فِی التَّابُوْتِ صندوق میں موسیٰ علیہ السلام کو لٹا کر صندوق دریا کے حوالے کر دو۔ ان کا گھر بحر قلزم کے کنارے تھا صندوق کو دریا میں ڈال کر موسیٰ علیہ السلام کی بڑی ہمشیرہ جس کا نام کلثوم تھا کو فرمایا کہ بیٹی کنارے پر مخلوق چلتی پھرتی رہتی ہے لوگ سیر و سیاحت کے لیے بھی آتے جاتے رہتے ہیں تم اس کے ساتھ ساتھ چلتی رہو اور احتیاط کے ساتھ اس کو دیکھتی رہو کسی کو یہ بھی محسوس نہ ہو تم اس صندوق کے ساتھ ہو دیکھو کدھر جاتا ہے۔ فرعون کے مالی یا مچھیرے نے یا دھوبی

نے دیکھا کہ صندوق بہتا ہوا آرہا ہے اس کو پکڑا تو اس میں بچہ تھا وہ لے گیا۔ آگے آرہا ہے کہ فرعون نے کہا کہ اس کو قتل کردو یہ وہی خطرناک بچہ ہوسکتا ہے۔ بیوی مضبوط تھی آسیہ بنت مزاحم بن ہدیۃ بن ریان بن ولید۔ اس نے کہا کہ اس کو قتل نہیں کرنا ممکن ہے ہم اس سے فائدہ اٹھائیں یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں کیا خوبصورت بچہ ہے اس کو قتل نہیں کرنا فرعون نے کہا کہ تجھے کوئی فائدہ نظر آتا ہوگا مجھے تو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' اس کی نیت صاف تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو فائدہ دیا کہ اس کو کلمہ ایمان نصیب ہوا ایمان سے بڑا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو فرمایا دریا میں ڈال دینا وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اور نہ خوف کرنا اس کے ڈوب جانے کا، غرق ہونے کا اور نہ غم کرنا اس کی جدائی کا اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ بے شک ہم اس کو لوٹائیں گے آپ کی طرف۔ چند گھنٹوں کی بات ہے، ہم اس کو آپ کی طرف لوٹا دیں گے۔ وَ جَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور ہم اس کو بنانے والے ہیں رسولوں میں سے۔ باقی قصہ آگے آئے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًاؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـٕیْنَ۸ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۹ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًاؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۱۰ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ٘ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَۙ۱۱ وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ۱۲ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۠۱۳ ع۱

فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ پس اٹھالیا اس کو فرعون کے خادموں نے لِیَكُوْنَ لَهُمْ تاکہ ہوجائے ان کے لیے عَدُوًّا دشمن وَّ حَزَنًا اور پریشانی اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ بے شک فرعون اور ہامان وَ جُنُوْدَهُمَا اور ان کے لشکر كَانُوْا خٰطِئِیْنَ خطا کار تھے وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ اور کہا فرعون کی بیوی نے قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے وَلَكَ اور تمہاری آنکھوں کی بھی لَا تَقْتُلُوْهُ اس کو قتل نہ کرو عَسٰی قریب ہے اَنْ یَّنْفَعَنَآ یہ کہ نفع دے ہمیں اَوْ نَتَّخِذَهٗ

وَلَدًا یا ہم بنالیں اس کو بیٹا وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ کچھ شعور نہیں رکھتے تھے
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی اور ہو گیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل فٰرِغًا خالی
اِنْ کَادَتْ بے شک قریب تھا لَتُبْدِیْ بِہٖ کہ وہ ظاہر کر دیتی اس کو لَوْلَآ اَنْ
رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِھَا اگر ہم مضبوط نہ کرتے اس کے دل کو لِتَکُوْنَ تا کہ ہو جائے وہ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ایمان والوں میں سے وَقَالَتْ اور کہا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
نے لِاُخْتِہٖ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو قُصِّیْہِ اس کا سراغ لگاؤ فَبَصُرَتْ بِہٖ پس
وہ اس کو دیکھتی رہی عَنْ جُنُبٍ دور سے وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور نہیں
تھا وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ اور ہم نے حرام کر دیں موسیٰ علیہ السلام پر دودھ
پلانے والیاں مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے فَقَالَتْ پس کہا موسیٰ علیہ السلام کی بہن
نے ھَلْ اَدُلُّکُمْ کیا میں تمہیں بتلاؤں عَلٰٓی اَھْلِ بَیْتٍ ایک گھر والے
یَّکْفُلُوْنَہٗ وہ کفالت کریں گے اس کی لَکُمْ تمہارے لیے وَھُمْ لَہٗ نٰصِحُوْنَ
اور وہ اس کے لیے خیر خواہ ہوں گے فَرَدَدْنٰہُ پس ہم نے لوٹا دیا اس کو اِلٰٓی اُمِّہٖ
اس کی ماں کی طرف کَیْ تَقَرَّ عَیْنُھَا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو وَلَا تَحْزَنَ اور
غم نہ کھائے وَلِتَعْلَمَ اور تا کہ جان لے کہ اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ بے شک اللہ
تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں
جانتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ چلا آ رہا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا کہ جب خوف کریں تو اس کو دریا میں ڈال دیں اور

پریشان نہ ہوں ہم اس کو واپس آپ کے پاس لوٹا دیں گے اور ہم اس کو رسولوں میں سے بنانے والے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں لٹا کر بحر قلزم میں ڈال دیا فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ پس اٹھالیا اس کو آل فرعون نے۔ صندوق دریا میں بہتا ہوا جا رہا تھا بعض کہتے ہیں کہ آگے دھوبی تھا بعض کہتے ہیں مالی تھا بعض کہتے ہیں کہ مچھیرا تھا وہ فرعون کا آدمی تھا۔ بہرحال فرعون کے کارندوں میں سے کسی نے اٹھالیا لِيَكُوْنَ لَهُمْ تاکہ ہو جائیں موسیٰ علیہ السلام ان کے لیے عَدُوًّا دشمن۔ یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے لیے دشمن بنے وَّ حَزَنًا اور پریشانی کا ذریعہ بنے اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ بے شک فرعون اور ہامان اس کا وزیر اعظم وَ جُنُوْدَهُمَا اور ان کے لشکر كَانُوْا خٰطِئِيْنَ خطا کار تھے، گنہگار تھے کہ بارہ ہزار بچے فرعون کے حکم سے ہامان نے فوجیوں کے ذریعے قتل کرائے۔ فرعون بھی مجرم، ہامان بھی مجرم، ان کے لشکر بھی مجرم۔ جس کے لیے اتنے بچے قتل کیے وہ گھر میں پل رہا ہے۔

حماقتِ فرعون :

مولانا رومؒ نے فرعون کی حماقت ایک حکایت کے ذریعے سمجھائی ہے۔ وہ مثنوی شریف میں بڑی بڑی حکایتیں بیان فرماتے ہیں۔ سمجھانے کے لیے فرماتے ہیں کہ ایک بڑا امیر آدمی تھا۔ سونا، چاندی، ہیرے، موتی، جواہرات، بڑا کچھ اس کے پاس تھا۔ چوروں نے اس کو لوٹنے کا پروگرام بنایا اس کا مکان بڑا بلند قلعہ نما تھا۔ اس زمانے میں بنک تو نہیں ہوتے تھے لوگ دولت گھروں میں رکھتے تھے۔ چوروں نے مشورہ کیا کہ اس کو کس طرح لوٹیں اور اس کے مکان میں کس طرح داخل ہوں؟ طے یہ پایا کہ دن کو غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک آدمی اندر جا کر کہیں پلنگ وغیرہ کے پیچھے چھپ جائے اور رات کو

جب فلاں ستارہ طلوع ہوتو وہ دروازہ کھول دے پھر باقی ساتھی داخل ہو جائیں گے اور اپنا کام کریں گے۔ چنانچہ وہ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندر جا کر چھپ گیا۔ جب وہ ستارہ طلوع ہوا تو اٹھا اور کنڈی کھولی صاحب خانہ کی آنکھ کھل گئی چور پھر چھپ گیا صاحب خانہ نے اٹھ کر کنڈی لگا دی اس خیال سے کہ کوئی کنڈی کھول کر باہر نکل گیا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں......

در بہ بند دزد اندر خانہ بود

"اس نے دروازہ بند کر دیا اور چور اندر ہی تھا۔" یہی حال فرعون کا تھا۔

حیلہ فرعون زیں افسانہ بود

"فرعون کی کارروائی بھی نری افسانہ تھی۔" ظالم نے بارہ ہزار بچے قتل کروائے کہ کہیں میرا اقتدار نہ چھن جائے اور جس سے خطرہ تھا وہ گھر میں پل رہا ہے۔ خواہ مخواہ بے گناہوں کو قتل کرتا رہا، مجرم تھا۔ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ اور کہا فرعون کی بیوی نے جس کا نام آسیہ بنت مزاحم بن ہدیر بن ریّان بن ولید تھا۔ یہ ریان بن ولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عزیز مصر تھا بڑا نیک صفت انسان تھا۔ کیا کہا قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے وَلَكَ اور تمہاری آنکھوں کی بھی لَا تَقْتُلُوْهُ اس کو قتل نہ کرو۔ فرعون اس کو قتل کرنا چاہتا تھا کہ کہیں یہ وہ بچہ نہ ہو جس سے مجھے خطرہ ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ اس کو قتل نہ کرو عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے۔ ہوسکتا ہے اس سے ہمیں نفع حاصل ہو اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا ہم اس کو بنالیں بیٹا چونکہ اولاد نہیں تھی وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ کچھ شعور نہیں رکھتے تھے کہ رب تعالیٰ کی ذات کیا کر رہی ہے کہ رب تعالیٰ نے عالم اسباب میں آسیہ بنت مزاحم جیسی عورت کو آگے کر دیا کہ اس کو قتل نہیں کرنا۔

اس مقام پر تفسیروں میں لکھا ہے کہ فرعون نے کہا کہ تمہیں کوئی فائدہ نظر آتا ہوگا مجھے تو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' حسن نیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آسیہ کو ایمان کا فائدہ دیا اور ایمان، ہدایت اور دین سے بڑا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا کے سب فائدے ہیچ ہیں۔ وہ یہیں رہ جائیں گے یہ ساتھ جائے گا وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا اور ہوگیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل فارغ اس فکر سے کہ میرے بچے کا کیا بنے گا؟ آخر ماں تھی اِنْ کَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ بے شک قریب تھا کہ وہ اس کو ظاہر کر دیتی لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے تو صندوق دریا میں ڈالنے کے بعد ہوسکتا تھا کہ محلے کی عورتوں کے سامنے ذکر کر دیتیں کہ میں نے بچہ اس طرح صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدہ کے دل کو مضبوط کر دیا تاکہ کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرے لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تاکہ وہ ہو جائے مومنوں میں سے وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ اور کہا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثوم کو رحمہا اللہ تعالیٰ۔ جس کی عمر بعض گیارہ اور بعض بارہ اور بعض تیرہ سال بتاتے ہیں سمجھ دار بچی تھی اس کو کہا قُصِّیْهِ صندوق کا سراغ لگاؤ کہاں جاتا ہے اور احتیاط کرنا کسی کو معلوم نہ ہو کہ تم اس صندوق کی نگرانی کر رہی ہو وہاں اور لوگ بھی ہوں گے کیونکہ تماشائی کافی ہوتے ہیں تم بھی تماشائی بن کر دیکھتی رہو کیونکہ گھر میں کوئی اور فرد نہیں تھا۔ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے تین سال کے بچے نے کیا کرنا تھا؟ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ پس وہ اس کو دیکھتی رہی دور سے تاکہ لوگوں کو محسوس نہ ہو کہ اس کے پاس صندوق کا کوئی راز ہے۔ کبھی صندوق کی طرف دیکھتی آنکھ بچا کر اور کبھی دوسری طرف دیکھتی۔ آگے

چند میل کے فاصلے پر فرعون کی کالونی تھی جس کا نام مُنّف تھا۔ وہاں فرعون کا عملہ اور فوجی افسر وغیرہ رہتے تھے فرعون کا جہاں محل تھا وہاں بہت بڑے باغات تھے دریا سے ایک نالا باغات کو سیراب کرنے کے لیے جاتا تھا یہ صندوق دریا سے اس نالے میں چلا گیا۔ آگے اس کا دھوبی یا مچھیرا یا مالی تھا اس نے صندوق کو پکڑ لیا موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ صندوق کو دور سے دیکھتی رہی وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو کچھ شعور نہیں تھا کہ یہ بچی کون ہے اور کیا کر رہی ہے۔ جس وقت یہ فیصلہ ہو گیا کہ اس بچے کو قتل نہیں کرنا تو اس کے بعد بکری کا دودھ، اونٹنی کا دودھ، گائے، بھینس کا دودھ لایا گیا مگر موسیٰ علیہ السلام نے نہ پیا ارد گرد کی عورتوں کو فوری بلایا گیا دودھ پلانے کے لیے مگر موسیٰ علیہ السلام نے کسی کا دودھ نہ پیا۔

موسیٰ علیہ السلام دوبارہ اپنی والدہ کے پاس :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ اور ہم نے حرام کر دیں موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے۔ رب تعالیٰ نے تکوینی طور پر کسی عورت کا دودھ پینے ہی نہیں دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدہ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کو واپس آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔ صندوق اٹھانے کے بعد جب مرد عورتوں کا ہجوم اکٹھا ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ بھی ان میں شامل ہو گئی تھی سب کچھ دیکھ رہی تھی فَقَالَتْ پس اس نے کہا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ کیا میں تمہیں بتلاؤں ایک گھر والے وہ اس کی کفالت کریں گے تمہارے لیے وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ اور وہ اس کے لیے خیر خواہ ہوں گے۔ تم نے کافی عورتوں کا دودھ اس کو پلایا ہے مگر اس نے کسی کا دودھ نہیں پیا ہمارے محلے میں ایک عورت ہے اس کا دودھ اس کو پلاؤ شاید اس کا دودھ پی لے اس کا بچہ ہوا تھا غائب ہو گیا ہے۔ لیکن یہ نہ بتلایا کہ یہ بچہ کون ہے؟ فرعون نے پولیس کو

حکم دیا کہ فوراً اس عورت کو لے آؤ اگر وہ چل کر آ سکتی ہے تو ٹھیک ورنہ پالکی کا انتظام کرو۔
انتظام کر کے پولیس موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس پہنچ گئی والدہ نے کہا کہ میں چل کر
جاؤں گی مجھے پالکی کی ضرورت نہیں ہے گھر کے کام کاج کی وجہ سے بڑی صحت مند تھیں۔
آج جو عورتیں گھروں میں نکمی بیٹھی رہتی ہیں ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
انسان کے بدن کی وضع قطع ایسی بنائی ہے کہ ہاتھ پاؤں حرکت کرتے ہیں تو صحت برقرار
رہتی ہے اگر ان اعضاء سے کام نہ لیا جائے تو یہ سست ہو جاتے ہیں اور ان سے قوت ختم ہو
جاتی ہے۔ دیکھو! آج جو بوڑھے کام کرنے والے ہیں ان کی صحت بھی اچھی ہے اور
نوجوانوں سے طاقت ور بھی ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ چل کر وہاں گئی مخلوق اکٹھی
تھی انتظار کر رہے تھے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اوڑھنی اوپر کر کے موسیٰ علیہ السلام کو
چھاتی کے ساتھ لگایا تو انہوں نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ سارے خوش ہو گئے کہ مسئلہ حل
ہو گیا۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کہا کہ بی بی! یہ جو بچہ تو نے اٹھایا ہے اس کے
متعلق میرا تو ارادہ تھا اس کو قتل کرنے کا مگر بیگم صاحبہ نے کہا کہ قتل نہیں کرنا۔ اب ہم نے
اس کے قتل نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے ہم تمہیں یہاں کمرہ دے دیتے ہیں اور تمہاری خوراک
وغیرہ کا انتظام کر دیتے ہیں اور اس کے علاوہ ماہانہ وظیفہ بھی تمہیں ملے گا یہیں رہو اور بچے
کی خدمت کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میرا گھر ہے میرے بچے
ہیں میرا خاوند ہے میں نے ان کی خدمت کرنی ہے میں یہاں کسی قیمت پر نہیں رہ سکتی۔
فرعون نے بڑا اصرار کیا مگر بی بی نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور کہا کہ اگر تمہیں منظور ہے تو
بچے کو میرے ساتھ بھیج دو میں اس کو دودھ پلاتی رہوں گی اور ہفتہ پندرہ دن کے بعد معاینہ
کرا دیا کروں گی تاکہ تمہیں تسلی رہے کہ بچہ ٹھیک ہے۔ فرعون نے منشی کو کہا کہ بی بی کے لیے

اتنا وظیفہ مقرر کرو اور یومیہ اس کی خوراک وغیرہ کا انتظام کر دو اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کہا کہ ایک ہفتہ بعد بچہ لا کر دکھا جایا کرو یہ معاینہ کر لیا کرے گی اور عورتیں اور مرد بھی دیکھ لیا کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ان کو لے کر چلی گئیں۔ ان کا گھر فرعون کی کالونی سے تین میل دور تھا بعض چار میل بتاتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پیدل چل کر ہی واپس آئیں۔ شیخ الرئیس کہتے ہیں کہ آہستہ چلنا بدن کو رطوبت پہنچاتا ہے اور بدن میں رطوبت ہو تو بیماریوں کا دفاع ہوتا ہے۔ آج کل لوگوں نے بدن سے کام لینا بالکل چھوڑ دیا ہے جس سے صحتیں خراب ہو گئی ہیں۔ دیکھو! یہ نارمل سکول ہے اور یہ کالونی ہے یہاں سے بچے بس پر لٹک کر سکول جاتے ہیں اگر یہاں سے چل کر جائیں تو صحت برقرار رہے۔ بہر حال موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ان کو گھر لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ پس ہم نے اس کو لوٹا دیا اس کی ماں کی طرف كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا تاکہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ وَلَا تَحْزَنَ اور اور بچے کی جدائی پر غمگین نہ ہو وَلِتَعْلَمَ اور تاکہ جان لے اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا نہ خوف کھاؤ نہ غمگین ہو ہم اس کو واپس آپ کے پاس لوٹا دیں گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا برحق تھا وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔ رب تعالیٰ کے اوپر یقین نہیں کرتے اپنے اندازے لگاتے رہتے ہیں رب تعالیٰ کے فیصلوں کو قبول نہیں کرتے اور اپنے نظریات کو مقدم رکھتے ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ
حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ دَخَلَ
الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ
الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى
فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ
اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا
يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ
لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ
بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ
كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا
فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوتوں کو وَاسْتَوٰۤى اور تمام قوتیں برابر ہوگئیں اٰتَيْنٰهُ دی ہم نے ان کو حُكْمًا دانائی وَّ عِلْمًا اور علم دیا وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ہم بدلہ دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ اور داخل ہوئے موسیٰ علیہ

السلام شہر میں عَلٰی حِیْنِ غَفْلَۃٍ غفلت کے وقت مِّنْ اَھْلِھَا وہاں کے رہنے
والوں سے فَوَجَدَ فِیْھَا تو پایا اس شہر میں رَجُلَیْنِ دو آدمیوں کو یَقْتَتِلٰنِ جو آپس
میں جھگڑ رہے تھے ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ یہ موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے
وَھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ اور یہ اس کے دشمن میں سے فَاسْتَغَاثَہُ پس مدد طلب کی موسیٰ
علیہ السلام سے الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِہٖ اس نے جوان کی برادری میں سے تھا عَلَی
الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّہٖ اس شخص کے مقابلے میں جو اس کے دشمن سے تھا فَوَکَزَہٗ
مُوْسٰی پس مکا مارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو فَقَضٰی عَلَیْہِ پس اس کا کام تمام
کردیا قَالَ فرمایا ھٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ یہ شیطانی کارروائی ہوئی اِنَّہٗ
عَدُوٌّ بے شک وہ شیطان دشمن ہے مُّضِلٌّ بہکانے والا مُّبِیْنٌ کھلے طور پر قَالَ
کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ بے شک
میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر فَاغْفِرْلِیْ پس آپ بخش دیں مجھے فَغَفَرَلَہٗ پس اللہ
تعالیٰ نے اس کو معاف کردیا اِنَّہٗ بے شک اللہ تعالیٰ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وہ
بخشنے والا مہربان ہے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب بِمَآ
اَنْعَمْتَ عَلَیَّ اس وجہ سے کہ آپ نے مجھ پر انعام کیا فَلَنْ اَکُوْنَ پس میں ہرگز
نہیں ہوں گا ظَھِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ امداد کرنے والا مجرموں کا فَاَصْبَحَ فِی
الْمَدِیْنَۃِ پس صبح کی انہوں نے شہر میں خَآئِفًا خوف کرتے ہوئے یَّتَرَقَّبُ
انتظار کررہے تھے فَاِذَا الَّذِی پس اچانک وہ شخص اسْتَنْصَرَہٗ بِالْاَمْسِ جس

نے کل مدد طلب کی تھی یَسْتَصْرِخُهٗ وہ بلا رہا تھا مدد کے لیے قَالَ لَهٗ مُوْسٰی کہا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّکَ بے شک تو لَغَوِیٌّ البتہ گمراہ ہے مُّبِیْنٌ واضح طور پر فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ پس جب ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اَنْ یَّبْطِشَ کہ پکڑیں بِالَّذِیْ. اس شخص کو ھُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا جو دونوں کا دشمن ہے قَالَ کہنے لگا یٰمُوْسٰی اے موسیٰ علیہ السلام اَتُرِیْدُ کیا تم ارادہ کرتے ہو اَنْ تَقْتُلَنِیْ کہ آپ مجھے قتل کریں کَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا جیسا کہ آپ نے قتل کیا ایک نفس کو بِالْاَمْسِ کل اِنْ تُرِیْدُ. آپ نہیں چاہتے اِلَّآ مگر اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا یہ کہ ہو جاؤ تم جبر کرنے والے فِی الْاَرْضِ زمین میں وَمَا تُرِیْدُ اور آپ نہیں چاہتے اَنْ تَكُوْنَ کہ ہو جاؤ تم مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ اصلاح کرنے والوں میں سے۔

کل کے درس میں تم نے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ ماجدہ نے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا اور وہ صندوق فرعون کے کسی ملازم نے پکڑ کر فرعون کے پاس پہنچایا تو فرعون نے قتل کرنے کا فیصلہ کیا مگر بیوی آڑے آگئی اس نے قتل نہ کرنے دیا۔ پھر دودھ پلانے کا مسئلہ پیش آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کسی اجنبی کا دودھ نہ پیا والدہ کا دودھ پی لیا اور والدہ ان کو اپنے ساتھ گھر لے گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب چلنے پھرنے کے قابل ہوئے شد بد ہوئی تو کبھی فرعون کے گھر رہتے تھے اور کبھی اپنے گھر۔ فرعون اور اس کے ساتھی یہ سمجھتے تھے کہ یہ اس کی رضاعی والدہ ہے اور اس کی اولاد رضاعی بہن بھائی ہیں مگر وہ موسیٰ علیہ السلام کی حقیقی والدہ اور حقیقی بہن بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ ۔ اَشُدَّ شِدَّةٌ کی جمع ہے اور شِدَّه کا

معنٰی قوت ہے۔ تو معنٰی ہوگا اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوتوں کو وَاسْتَوٰٓی اور تمام قوتیں برابر ہوگئیں، تیس سال کے ہو گئے۔ طب والے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ظاہری بیماری نہ ہو تو تیس سے لے کر چالیس سال تک انسان کی تمام قوتیں عروج پر ہوتی ہیں۔ چالیس سال کے بعد پھر آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام جب اپنی جوانی کی قوت کو پہنچے اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا تو ہم نے ان کو دانائی اور علم دیا۔ یہاں حکم سے مراد دانائی اور قوت فیصلہ ہے کہ جب دو آدمی ان کے سامنے پیش ہوتے تھے تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیتے تھے۔ یہاں حکم سے مراد نبوت نہیں ہے کیونکہ نبوت تو اس وقت ملی جب مدین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے قوت فیصلہ بھی عطا فرمائی اور علم بھی عطا فرمایا نبوت سے پہلے جوان کی شان کے لائق تھا وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کوئی بھی اخلاص کے ساتھ نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ ضرور دے گا۔ مگر وہ بدلہ کب دینا ہے اس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ وہ خبیر ہے۔ لیکن بندے کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جب میں دعا کروں ابھی میرے ہاتھ نیچے نہ ہوں اور میری مراد پوری ہو جائے۔ لیکن ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

فرعون کی رہائشی کالونی کا نام :

فرعون جس کالونی میں رہتا تھا اس کا نام مُنَف تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا آبائی شہر دوسری طرف تھا۔ بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ درمیان میں چھ میل کا فاصلہ تھا طاقت ور آدمی کے لیے چھ، سات میل کا سفر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ دیہاتی لوگ آج بھی پانچ چھ میل کے سفر کو کچھ نہیں سمجھتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام کبھی فرعون کے گھر رہتے تھے اور کبھی اپنی

والدہ کے گھر۔

بنی اسرائیلی اور انچارج باورچی خانہ کی لڑائی کا قصہ :

ایک دفعہ عین دوپہر کے وقت اپنے آبائی گھر سے چل پڑے۔ گرمی کا زمانہ تھا لوگ سو رہے تھے۔ صنعت اور کارخانوں کا دور نہیں تھا کہ لوگ دن کو جاگتے رہتے ہیں۔ سادہ زمانہ تھا دوپہر کے وقت لوگ آرام کر رہے تھے وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ اور داخل ہوئے موسیٰ علیہ السلام شہر میں یعنی مصر میں عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ غفلت کے وقت مِّنْ اَهْلِهَا شہر والے لوگ آرام کر رہے تھے قیلولہ کر رہے تھے فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ تو پایا شہر میں دو آدمیوں کو۔ شہر کی منڈی کے قریب دو آدمیوں کو دیکھا يَقْتَتِلٰنِ آپس میں جھگڑ رہے ہیں مزید وہاں کوئی اور آدمی نہیں تھا هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ یہ ایک موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا وہ بنی اسرائیل میں سے سبطی خاندان کا تھا وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ اور یہ دوسرا اس خاندان میں سے تھا جو ان کا دشمن تھا قبطی خاندان میں سے۔ کہتے ہیں کہ فرعون کے باورچی خانے کا انچارج افسر تھا۔ اس کا نام تفسیروں میں قاب بھی آیا ہے اور قانون بھی آیا ہے۔ بعض فیلتون بھی لکھتے ہیں بڑا ہوشیار چالاک ٹکے ٹکے میں بددیانتی کرنے والا۔ جہاں بادشاہ فرعون ہو اور وزیر اعظم ہامان ہو تو وہاں ماتحت عملہ کہاں ٹھیک ہو سکتا ہے؟ اوپر والے بددیانت ہوں تو ماتحت کیسے دیانت دار ہو سکتے ہیں۔ جھگڑا کس بات پر تھا؟ اکثر تفسیروں میں یہ لکھا ہے کہ باورچی خانے کے افسر مجاز نے اس سبطی بنی اسرائیلی کو کہا کہ یہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر باورچی خانے میں پہنچا۔ اس نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کمزور آدمی ہو یہ گٹھا اٹھا نہیں سکتا آپ کسی طاقت ور آدمی سے کہیں وہ پہنچا دے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تجھے وہاں سے مزدوری ملتی ہے وہ جیب میں ڈال لیتا ہے اور ہم سے بیگار کے طور پر کام لیتا

ہے لہٰذا میں لکڑیاں نہیں پہنچاؤں گا۔ اُس نے کہا کہ تمہی نے اٹھا کر پہنچانی ہیں۔ اِس نے کہا میں نہیں اٹھا سکتا اور تیرا روز کا معمول بنا ہوا ہے کہ پیسے جیب میں ڈال لیتے ہو جو سرکاری طور پر ملتے ہیں اور وہاں لکھ دیتے ہو کہ اتنا پیسہ مزدوری پر خرچ ہوا ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ افسر کی بدیانتی کی حقیقت کھل جائے تو وہ بڑا جوش میں آجاتا ہے۔ اس کو بڑا جوش آیا کہ یہ تو میرا بھیدی ہے میرے کرتوت کو جانتا ہے کہنے لگا تمہی نے لے کر جانا ہے۔ یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ اتفاقاً موسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزر کر فرعون کے گھر کی طرف جارہے تھے۔ مزدور نے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی کہ حضرت یہ میرے ساتھ زیادتی کر رہا ہے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا جھگڑا ہے مزدور نے کہا کہ یہ لکڑیوں کا گٹھا دیکھو اور میرا جسم دیکھو کیا میں اس کو اٹھا سکتا ہوں اور یہ مجھے کہتا ہے کہ اس کو اٹھا کر باورچی خانے پہنچاؤ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ مزدوری بھی نہیں دیتا سرکاری خزانہ سے جو مزدوری ملتی ہے وہ اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے اور یہ لوگوں سے بیگار کے طور پر کام لیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس افسر سے فرمایا کہ مزدور کی بات صحیح ہے وہ کمزور آدمی ہے یہ لکڑیوں کا گٹھا نہیں اٹھا سکتا پھر اس نے یہ بات بھی صحیح کہی ہے کہ سرکاری طور پر تمہیں مزدوری کے پیسے ملتے ہیں وہ تم مزدوروں کو کیوں نہیں دیتے۔ انچارج افسر نے کہا کہ میں یہ سارا انتظام تمہارے پیٹ کے لیے تو کر رہا ہوں اور تم اس کی الٹی سیدھی حمایت کر رہے ہو تمہارا کام تو تھا کہ تم اس کو کہتے اٹھا کر چلو یہ سرکاری افسر ہے اس کی بات مانو۔ تم بھی تو وہیں سے کھانا کھاتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ تم اس طرح ظالمانہ طریقے سے کھانا پکاتے ہو میں حسن ظن کی بنا پر یہ سمجھتا تھا کہ تم حلال طریقے پر سارے کام کرتے ہو۔ اس افسر نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بدکلامی کی کہ اچھا اگر یہ نہیں

اٹھا سکتا تو آپ اٹھا کر چلیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہماری ڈیوٹی نہیں ہے کسی مزدور کو پیسے دیں اور لے جائیں۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف گھور کر دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مکا رسید کیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ پس مدد طلب کی موسیٰ علیہ السلام سے اس نے جوان کی برادری میں سے تھا عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ اس شخص کے مقابلے میں جو اس کے دشمن سے تھا فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ پس مکا مارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اور اس کا کام تمام کر دیا۔ بس گدی میں مکا مارنے کی دیر تھی وہ ڈھیر ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا نہیں تھا اور نہ ہی عادتاً مکوں سے آدمی مرتے ہیں اگر عادتاً مکے کے ساتھ آدمی مرتا تو پھر مکے بازوں کی کمائیاں نہ ہوتیں۔ محمد علی کلے امریکہ کا مشہور مکے باز ہے۔ وہ کرل کی کمائی سے چلتا ہے اب اس کا مکا کمزور ہو گیا ہے۔ غیر شعوری طور پر وہ قتل ہو گیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ یہ شیطانی کارروائی ہوئی إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ بے شک وہ شیطان ہے دشمن ہے بہکانے والا کھلے طور پر قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ قتل کا ارادہ نہیں تھا مگر آدمی ختم ہو گیا ہے فَاغْفِرْ لِي پس آپ بخش دیں مجھے فَغَفَرَ لَهُ پس معاف کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو کیوں کہ خطا کا معاملہ تھا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ بے شک اللہ تعالیٰ وہ بخشنے والا مہربان ہے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ اے میرے رب اس لیے کہ آپ نے مجھ پر انعام کیا مجھے پیدا کیا مجھے آپ نے قوتیں عطا کیں سمجھ عطا فرمائی فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ پس میں ہرگز نہیں ہوں گا مدد کرنے والا مجرموں کا جیسے یہاں میں

نے مزدور مظلوم کی مدد کی ہے ظالم کی نہیں کی آئندہ بھی مجرموں کی مدد نہیں کروں گا۔اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر چہ مزدور بظاہر مجرم نہیں تھا لیکن اس نے شکوہ و شکایت اس انداز سے کیا کہ اس کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ آدمی قتل ہوگیا۔افسر کا قصور تو تھا لیکن اتنا نہیں جتنی سزا اس کو مل گئی۔تو ان کا آپس میں جھگڑا تھا نوبت قتل تک پہنچ گئی تو آئندہ میں ایسے لوگوں کی امداد نہیں کروں گا۔ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَۃِ پس صبح کی موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں خَآئِفًا خوف کی حالت میں۔کیونکہ قتل کا معاملہ تھا اور کوئی بھی حکومت قتل کے معاملے کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔اس کی کچھ نہ کچھ تفتیش ہوتی ہے یَتَرَقَّبُ انتظار کر رہے تھے کہ اس طرف سے کوئی پولیس والا تو نہیں آگیا ادھر سے تو کوئی پولیس والا نہیں آگیا فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَہٗ بِالْاَمْسِ پس اچانک وہ شخص جس نے کل مدد طلب کی تھی موسیٰ علیہ السلام سے یَسْتَصْرِخُہٗ وہ مدد کے لیے بلا رہا تھا موسیٰ علیہ السلام کو۔کل موسیٰ علیہ السلام نے جس آدمی کی مدد کی آج پھر وہ کسی سے جھگڑ رہا تھا لڑاکا سا آدمی تھا انسان کی عادت نہیں جاتی۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا ہے تو مان لو اور اگر یہ سنو کہ فلاں آدمی نے عادت بدل لی ہے تو تصدیق نہ کرو۔اگر کوئی آدمی قدرتی طور پر سخت مزاج ہے تو اس سے سختی کبھی نہیں جائے گی اور اگر طبعی طور پر نرم مزاج ہے تو اس کا بھی مزاج نہیں بدلے گا۔تو عادت نہیں بدلتی اس کا مصرف بدلا جاتا ہے۔

شریعت نے عرب کی عادت نہیں بدلی مصرف بدلا:

شریعت بھی مصرف بدلتی ہے۔دیکھو! عرب کے لوگوں کی عادت بن گئی تھی لڑنا خاندانی طور پر نسلاً بعد نسلٍ۔باپ دادا سے لڑتے چلے آرہے تھے اب ان سے کہا جاتا کہ تم نہ لڑو یہ بہت مشکل تھا۔شریعت نے ان کا مصرف بدلا۔فرمایا پہلے تم ذاتیات کے لیے

لڑتے تھے اب تم خدا کے لیے لڑو کافروں پر سختی کرو۔ شیطان کے مقابلے میں سخت ہونا ہے غنڈوں، بدمعاشوں پر سختی کرو، ڈاکوؤں پر سختی کرو، نفس امارہ پر سختی کرو۔ تو شریعت نے ان کی عادت نہیں بدلی مصرف بدلا ہے۔

تو وہ آدمی دوسرے دن کسی اور سے الجھا ہوا تھا پھر اس نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی قَالَ لَهٗ مُوْسٰی فرمایا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ بے شک تو البتہ گمراہ ہے واضح طور پر۔ روزانہ تو لڑتا ہی رہتا ہے میں مکے مار کر لوگوں کو اگلے جہان بھیجتا رہوں؟ آج موسیٰ علیہ السلام مکا نہیں مارنا چاہتے تھے فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ پس جس وقت ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ پکڑیں اس شخص کو هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا جو دونوں کا دشمن ہے۔ دشمن برادری کا آدمی تھا اس کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا آگے بڑھے قَالَ مزدور نے کہا یٰمُوْسٰٓی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ کَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ ارادہ کرتے ہیں کہ مجھے قتل کریں جیسا کہ آپ نے قتل کیا کل ایک آدمی کو۔ بات سمجھنا! موسیٰ علیہ السلام کو بلایا اس مزدور نے جوان کی برادری کا تھا اور لڑاکا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھورا اور فرمایا اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ تو گمراہ ہے واضح طور پر یہ کہہ کر دوسرے کو پکڑنے لگے، یہ سمجھا کہ میری طرف آرہے ہیں چونکہ سخت لفظ کہے تھے اس کو وہ سمجھا کہ آج مکا مار کر مجھے قتل کردیں گے کیونکہ کل کا نقشہ ان کے ذہن میں تھا۔ کہنے لگا کہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آپ نے کل ایک آدمی کو قتل کیا ہے اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ نہیں آپ ارادہ کرتے مگر یہ کہ ہو جاؤ تم جبر کرنے والے زمین میں۔ تم جبارین میں سے ہونا چاہتے ہو وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ اور آپ نہیں ارادہ کرتے کہ ہو جاؤ تم اصلاح کرنے والوں میں سے۔ تم ہر

روز لوگوں کو مارتے ہو تمہارا بس یہی کام ہے اصلاح نہیں چاہتے۔ باقی قصہ آگے آئے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی قَالَ یٰمُوْسٰی اِنَّ
الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ
النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰی
رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ
وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ
امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی
یُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی
الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾
فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ
لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ
الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾

وَجَآءَ اورآیا رَجُلٌ ایک آدمی مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ شہر کے دوسرے کنارے سے یَسْعٰی دوڑتا ہوا قَالَ اس نے کہا یٰمُوْسٰی اے موسیٰ علیہ السلام اِنَّ الْمَلَاَ بے شک فرعون کی کابینہ اور اس کی جماعت یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ مشورہ کر رہی ہے آپ کے بارے میں لِیَقْتُلُوْكَ تا کہ آپ کو قتل کر دیں فَاخْرُجْ پس آپ نکل جائیں اِنِّیْ لَكَ بے شک میں تمہارے لیے مِنَ النّٰصِحِیْنَ خیر

خواہوں میں سے ہوں فَخَرَجَ مِنْهَا پس نکل گئے موسیٰ علیہ السلام اس شہر سے
خَآئِفًا خوف کرتے ہوئے يَّتَرَقَّبُ دیکھتے جاتے تھے قَالَ کہا رَبِّ اے
میرے رب نَجِّنِيْ نجات دے مجھے مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ظالم قوم سے وَلَمَّا
تَوَجَّهَ اور جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام تِلْقَآءَ مَدْيَنَ مدین کی طرف قَالَ
کہا عَسٰى رَبِّيْٓ قریب ہے کہ میرا رب اَنْ يَّهْدِيَنِيْ یہ کہ میری رہنمائی کرے
گا سَوَآءَ السَّبِيْلِ سیدھے راستے کی وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ اور جب وہ پہنچے
مدین کے پانی پر وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً پایا انہوں نے اس پر ایک جماعت کو مِّنَ
النَّاسِ لوگوں میں سے يَسْقُوْنَ جو پانی پلاتے تھے وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ اور پایا
ان سے ورے امْرَاَتَيْنِ دو عورتوں کو تَذُوْدٰنِ جو اپنے جانوروں کو روک رہی
تھیں قَالَ فرمایا مَا خَطْبُكُمَا تمہارا کیا معاملہ ہے قَالَتَا ان دونوں عورتوں نے
کہا لَا نَسْقِيْ ہم پانی نہیں پلاسکتیں حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ یہاں تک کہ
سارے چرواہے واپس لے جائیں اپنے جانوروں کو وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ اور
ہمارا باپ بوڑھا ہے عمر رسیدہ ہے فَسَقٰى لَهُمَا پس انہوں نے ان کے
جانوروں کو پانی پلایا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ پھر پھرے سائے کی طرف فَقَالَ پس
کہا رَبِّ اے میرے رب اِنِّيْ بے شک میں لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ جو چیز آپ
میری طرف نازل کریں گے مِنْ خَيْرٍ خیر سے فَقِيْرٌ اس کا محتاج ہوں فَجَآءَتْهُ
اِحْدٰىهُمَا پس آئی ان دو عورتوں میں سے ایک تَمْشِيْ جو چل رہی تھی عَلَى

اسۡتِحۡیَآءٍ حیا کے ساتھ قَالَتۡ اس نے کہا اِنَّ اَبِیۡ بے شک میرے والد صاحب یَدۡعُوۡکَ آپ کو بلا رہے ہیں لِیَجۡزِیَکَ تاکہ آپ کو بدلہ دیں اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا بدلہ اس چیز کا کہ آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے فَلَمَّا جَآءَہٗ پس جب گئے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وَ قَصَّ اور بیان کیا عَلَیۡہِ ان کے سامنے الۡقَصَصَ حال قَالَ انہوں نے کہا لَا تَخَفۡ آپ خوف نہ کریں نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ آپ نے نجات پالی ہے ظالم قوم سے۔

مومن آدمی کا موسیٰ علیہ السلام کو سازش قتل سے آگاہ کرنا :

کل کے درس میں تم نے یہ بات سنی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں غیر ارادی طور پر ایک آدمی مر گیا اس راز کو اگلے دن اس آدمی نے فاش کر دیا جس نے مدد کے لیے طلب کیا تھا۔ اب عام لوگوں کو بھی پتا چل گیا اور فرعون تک بھی بات پہنچ گئی کہ وہ افسر موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔ اس نے فوراً کابینہ کا اجلاس طلب کر لیا اس لیے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی خوف زدہ تھا اور بہانے ڈھونڈ رہا تھا اور اب اس کو بہانہ مل گیا موسیٰ علیہ السلام کو راستے سے ہٹانے کا۔ اس کی کابینہ مشورہ کر رہی تھی کہ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ اور آیا ایک آدمی شہر کے دوسرے کنارے سے یَسۡعٰی دوڑتا ہوا۔ اور یہ بات تم سن چکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام مصر کے دوسرے کنارے پر رہتے تھے اور فرعون کی کالونی مُنَف دوسری طرف تھی۔ درمیان میں فاصلہ تھا فرعون جہاں رہتا تھا اس کا دفتر اور کچہری وہیں تھی وہاں سے ایک آدمی دوڑتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس کا نام حزقیل تھا اور یہ فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اس کے نام پر آگے سورت مومن ہے۔ اس میں

ہے قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ [مومن:۲۸] یہاں مومن مرد سے مراد حزقیل ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بڑا نیک آدمی تھا۔ یہ فرعون کی کابینہ میں وزیر داخلہ تھا۔ بعض کہتے ہیں وزیر مال تھا۔ بہرحال بڑے عہدے پر تھا۔ یہ شروع ہی سے طبعاً موسیٰ علیہ السلام کا بڑا ہمدرد اور خیر خواہ تھا اس کے متعلق کسی کو گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ جا کر موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع کر دے گا۔ وہ کابینہ کے اجلاس سے اچانک کسی بہانے سے نکلا اور دوڑتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ قَالَ اس نے کہا یٰمُوْسٰٓی اے موسیٰ علیہ السلام اِنَّ الْمَلَاَ بے شک جماعت، فرعون کی کابینہ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ مشورہ کر رہی ہے آپ کے بارے میں لِیَقْتُلُوْکَ تاکہ وہ آپ کو قتل کر دیں۔ میں بھی اجلاس میں تھا بہانہ کر کے باہر آیا ہوں فَاخْرُجْ پس آپ فوراً نکل جائیں اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ بے شک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت سنا فَخَرَجَ مِنْهَا پس موسیٰ علیہ السلام فوراً اس شہر سے نکل گئے جیب میں اس وقت کوئی چیز نہیں تھی نہ گھر گئے کہ دیر ہو جائے گی اور مرد مومن نے کہا تھا کہ فوراً نکل جاؤ خَآئِفًا خوف کرتے ہوئے یَّتَرَقَّبُ پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے کہ میرے پیچھے پولیس تو نہیں لگی ہوئی قَالَ کہا۔ ساتھ یہ دعا کی رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ اے میرے پروردگار! مجھے نجات دے ظالم قوم سے۔ اس نے بنی اسرائیل کے بارہ ہزار بچے قتل کیے ہیں قصداً اور ارادتاً اور مجھ سے تو یہ آدمی خطأً مارا گیا ہے اور یہ میرے قتل کے درپئے ہو گئے ہیں مجھے اس ظالم قوم سے نجات دے۔ مصر سے مدین اس زمانے میں آٹھ دن کی مسافت پر تھا یعنی طاقت ور آدمی آٹھ دن میں مصر سے مدین پہنچتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام یہ دعا کر کے شہر سے نکل پڑے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے راستے پر ڈال دیا جو مدین کی طرف جاتا تھا۔ یہ علاقہ فرعون کی عمل داری سے

باہر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ اور جب موسیٰ علیہ السلام متوجہ ہوئے مدین کی طرف قَالَ آپ کی زبان سے یہ نکلا عَسٰى رَبِّيٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ قریب ہے کہ میرا رب میری رہنمائی کرے گا سیدھے راستے کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے سروسامانی کی حالت میں چل پڑے آپ کے پاس کوئی سفر خرچ نہیں تھا راستے میں کھانے کے لیے درختوں کے پتے اور گھاس کے علاوہ کچھ نہیں تھا یا کوئی جنگلی پھل دار درخت ہوں گے مسلسل سفر کرتے مدین کے کنوئیں پر پہنچے۔

موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنوئیں پر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر یعنی کنوئیں پر پہنچے وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ پایا موسیٰ علیہ السلام نے اس کنوئیں پر لوگوں کی ایک جماعت کو يَسْقُوْنَ جو جانوروں کو پانی پلا رہی تھی۔ مدین کی بستی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بیٹے کے نام پر موسوم تھی۔ اب مدین کی بستی موجود نہیں ہے سیاح اس کے کھنڈر دیکھنے کے لیے جاتے ہیں وہاں دو ویران کنوئیں بھی ہیں۔ ایک کنواں وہ ہے جس سے پانی نکال کر موسیٰ علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پلایا تھا اور اس زمانے کے لوگ پانی کی ضرورت اسی کنوئیں سے پوری کرتے تھے۔ تو موسیٰ علیہ السلام جب اس کنوئیں پر پہنچے تو لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ اور پایا ان لوگوں سے ورے دو عورتوں کو جو اپنے جانوروں، بھیڑ، بکریوں کو روک رہی تھیں پانی پر جانے سے۔ موسیٰ علیہ السلام تو شروع ہی سے کمزوروں کے حامی اور ظالموں کے دشمن تھے یہ حالت دیکھ کر رہ نہ سکے اور ان دونوں عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے قَالَ فرمایا مَا خَطْبُكُمَا تمہارا کیا معاملہ ہے کہ تم اپنی بکریوں کو پانی کی

طرف جانے سے روک رہی ہو؟ انہوں نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا قَالَتَا دونوں نے کہا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ہم نہیں پلاسکتیں یہاں تک کہ سارے چرواہے واپس لے جائیں اپنے جانوروں کو۔ یہ چرواہے جب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلائیں گی وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ اور ہمارا باپ بوڑھا ہے عمر رسیدہ ہے وہ نہ تو ان جانوروں کو چرا سکتا ہے اور نہ پانی پلا سکتا ہے اور ہمارا بھائی بھی کوئی نہیں ہے تو یہ لوگ جب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو بچا کھچا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلالیں گی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ لوگوں کو کتنی عداوت تھی۔ اگر اس قدر شدید عداوت نہ ہوتی تو کم از کم اتنا خیال تو کرتے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں عورتیں ہیں وہ خود بوڑھے ہیں اور ان کا بھائی ہے نہیں چلو ان کی بکریوں کو پانی پلا کر فارغ کر دو پھر دوسرے پلالیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے ساتھ عداوت انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھی بہت تھوڑے تھے اور ان بے چاروں میں بھیڑ بکریوں والے نہیں تھے کوئی جوتیاں سیتا تھا کوئی لوہا کوٹتا تھا لوہار تھا، کوئی بڑھئی تھا لکڑیاں چھیلتا تھا، کوئی مزدوری کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا ساتھ دینے والے ہمیشہ غریب ہی ہوئے ہیں امیر بہت کم ہوئے ہیں جنھوں نے پیغمبروں کا ساتھ دیا۔ اسی لیے آنحضرت نے فرمایا بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ اِلَى الْغُرَبَآءِ "اسلام کی ابتدا غریبوں سے ہوئی ہے اور رہے گا بھی غریبوں میں فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ تو میری طرف سے غریبوں کو مبارک باد ہے۔" یہ دین غربت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے امارت کے ساتھ نہیں۔ لیکن امیری سے مراد تھوڑے اور معمولی پیسے مراد نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے دولت مند مراد ہیں۔ بڑے دھن والوں میں سے بہت کم دین دار

ہوتے ہیں۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو صحیح معنیٰ میں مال دار بھی ہو اور دین دار بھی ہو کہ نماز روزے کا پابند ہو اور مسجد میں غریبوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا گوارا کرے۔ وہ سلسلہ ہی دوسرا ہے۔ تو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں نے کہا کہ ہمارے والد صاحب کافی بوڑھے ہیں وہ نہیں آسکتے مجبوراً یہ کام ہم خود کرتی ہیں۔ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد کنوئیں پر بھاری پتھر رکھ جاتے تھے تاکہ کوئی دوسرا شخص پانی نہ نکال سکے۔ وہ پتھر دس آدمی بھی مل کر بہ مشکل ہٹاتے تھے مگر موسیٰ علیہ السلام نے تن تنہا اس پتھر کو سرکا کر پانی کا ایک ڈول نکال کر بکریوں کو پلایا۔

اور تفسیروں میں یہ بھی آتا ہے کہ اس کنوئیں کے پاس ایک اور کنواں تھا جس پر بھاری چٹان رکھی ہوئی تھی موسیٰ علیہ السلام نے تن تنہا اس چٹان کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں کا منہ لٹک گیا ان میں سے کسی کے اندر بھی اتنی طاقت نہیں تھی۔ وہ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ اس پتھر کو تو دس آدمی مل کر بھی نہیں ہٹا سکتے جو اس اکیلے نے ہٹا دیا ہے۔ ان بچیوں کے پاس ڈول اور رسی اپنی تھی اس کے ذریعے پانی نکال کر پلا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَسَقٰى لَهُمَا پس موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ پھر پھرے سائے کی طرف۔ کیکر کا درخت تھا اس کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے اور یہ صدا لگائی فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ پس کہا اے میرے رب بے شک میں جو چیز آپ میری طرف نازل کریں خیر سے اس کا محتاج ہوں۔ راستے میں ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ کبھی کسی درخت کے پتے کھا لیتے، کبھی گھاس کھا لیتے، کبھی کسی درخت کی جڑیں نکال کر کھا لیتے۔ آج ہم تو ان چیزوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پر ایسا

وقت بھی آیا کہ ہم کیکر کی پھلیاں کھاتے ، درختوں کے پتے کھاتے ، جڑی بوٹیاں کھاتے تھے اور بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے ۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں اپنا ریوڑ لے کر چلی گئیں ۔ چونکہ وہ خلاف معمول جلدی چلی گئی تھیں اس لیے والدہ محترمہ نے پوچھا کہ کیا آج تم نے بکریوں کو پانی نہیں پلایا وقت سے پہلے آگئی ہو؟ انہوں نے کہا نہیں امی جان ! ہم نے ان کو پانی پلایا ہے ۔ حضرت شعیب علیہ السلام بھی سن رہے تھے اندر سے باہر تشریف لائے پوچھا کیا بات ہے تم آج جلدی آگئی ہو بھیڑ بکریوں کو پانی نہیں پلایا ؟ نہیں ابا جی ! پلایا ہے ۔ ابا جی ! ایک آدمی تھا اجنبی ، درخت کے سائے کے نیچے بیٹھا کچھ دیر تو وہ منظر دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے آکر ہم سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں ؟ ہم نے اسے بتایا کہ ہمارے والد صاحب عمر رسیدہ بوڑھے آدمی ہیں ہم نے گزر اوقات کے لیے یہ بکریاں رکھی ہوئی ہیں ہم کنوئیں سے پانی نکال کر نہیں پلا سکتیں ۔ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو ان کا بچا کھچا پانی ہم پلائیں گی ۔ اس نے ساتھ والے کنوئیں سے چٹان ہٹا کر ہمارے جانوروں کو پانی پلا دیا اور ہم نے یہ الفاظ بھی سنے ہیں کہ وہ دعا کر رہا تھا فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ قریب کا آدمی نہیں معلوم ہوتا ۔ ایک بچی کو بھیجا کہ بلا کر لاؤ مسافر ہے ہم بھی اس کی کچھ خدمت کر دیتے ہیں فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا پس آئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس ان دو عورتوں میں سے ایک تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ چلتی تھی بڑے حیا کے ساتھ ۔ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے بڑی شرم کے ساتھ چل رہی تھی ۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ کہنے لگی بے شک میرا باپ آپ کو بلاتا ہے لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا

سَقَیۡتَ لَنَا تاکہ وہ آپ کو بدلہ دے اس کا جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ هَلۡ جَزَاءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَان ''نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔'' مگر ہمارے زمانے میں اس کا الٹ ہے۔ نتیجہ اس زمانے میں بھلائی کا برائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ چل پڑے۔

موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام کی خدمت میں :

تفسیروں میں آتا ہے کہ ہوا بڑی تیز چل رہی تھی۔ بی بی کی شلوار کبھی ٹخنوں سے اوپر ہو جاتی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم بڑے شرم وحیا والے خاندان کے لوگ ہیں ہوا تیز چل رہی ہے جس سے کبھی آپ کے ٹخنے ننگے ہو جاتے ہیں لہٰذا میرے پیچھے پیچھے چلو اور دائیں بائیں جدھر مڑنا ہو بتاتے جانا۔ چنانچہ شرم وحیا کی وہ پتلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی۔ فَلَمَّا جَآءَهٗ پس موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے وَ قَصَّ عَلَیۡهِ الۡقَصَصَ اور بیان کیا ان کے سامنے حال۔ اپنی ساری سرگزشت اور آپ بیتی آغاز ہی میں سنا دی کہ فرعون کے حکم سے بنی اسرائیل کے بارہ ہزار بچے قتل کیے گئے۔ میں جب پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو وحی کی، اشارہ کیا کہ اس کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دو۔ وہ صندوق فرعونیوں کو ملا۔ میں اس طرح پلتا رہا اور جوان ہوا کبھی فرعون کے گھر اور کبھی اپنے گھر۔ ایک دن اپنے گھر سے فرعون کے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں دو آدمی لڑ رہے تھے جھگڑا کر رہے تھے۔ ظالم کو میں نے مکا مارا تو مر گیا۔ دوسرے دن راز فاش ہو گیا۔ فرعونیوں کو پتا چل گیا وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ میرے ایک خیر خواہ نے مجھے اطلاع دی اور مشورہ کیا کہ آپ اس شہر سے نکل جائیں میں وہاں سے چلتے چلاتے یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔ جب

شعیب علیہ السلام نے سارا حال سنایا۔ قَالَ لَا تَخَفْ فرمایا خوف نہ کریں نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ آپ نے ظالم قوم سے نجات پالی ہے۔ یہ علاقہ فرعون کی عمل داری سے باہر ہے۔ مدین کے علاقہ میں فرعون کا کوئی اثر ورسوخ نہیں ہے یہاں رہو۔ باقی قصہ آگے آئے گا کہ پھر کیا بنا؟

قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ اِنَّ خَيۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِىُّ
الۡاَمِيۡنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّىۡۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَى ابۡنَتَىَّ هٰتَيۡنِ
عَلٰٓى اَنۡ تَاۡجُرَنِىۡ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ‌ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِكَ‌ۚ
وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَيۡكَ‌ؕ سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ
الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ‌ؕ اَيَّمَا الۡاَجَلَيۡنِ قَضَيۡتُ
فَلَا عُدۡوَانَ عَلَىَّ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوۡسَى
الۡاَجَلَ وَسَارَ بِاَهۡلِهٖۤ اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا‌ۚ قَالَ
لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ
جَذۡوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ مِنۡ
شَاطِیٴِ الۡوَادِ الۡاَيۡمَنِ فِى الۡبُقۡعَةِ الۡمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ
يّٰمُوۡسٰٓى اِنِّىۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ ﴿۳۰﴾

قَالَتۡ کہا اِحۡدٰهُمَا ان دو عورتوں میں سے ایک نے یٰۤاَبَتِ اے میرے ابا جان اِسۡتَاۡجِرۡهُ اس کو آپ نوکر رکھ لیں اِنَّ خَيۡرَ مَنِ بے شک بہتر شخص اسۡتَاۡجَرۡتَ جس کو آپ ملازم رکھیں الۡقَوِىُّ الۡاَمِيۡنُ جو طاقتور اور ایمان دار ہو قَالَ فرمایا شعیب علیہ السلام نے اِنِّىۡۤ اُرِيۡدُ بے شک میں ارادہ کرتا ہوں اَنۡ اُنۡكِحَكَ کہ میں آپ کو نکاح کر کے دے دوں اِحۡدَى ابۡنَتَىَّ هٰتَيۡنِ اپنی ان دو بیٹیوں مین سے ایک کو عَلٰٓى شرط یہ ہوگی اَنۡ تَاۡجُرَنِىۡ کہ آپ خدمت کریں گے میری ثَمٰنِىَ حِجَجٍ آٹھ سال فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ پس اگر آپ پورے

کردیں عَشْرًا دس سال فَمِنْ عِنْدِکَ پس یہ آپ کی نوازش ہوگی وَمَآ اُرِیْدُ
اور میں نہیں ارادہ کرتا اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ کہ میں مشقت ڈالوں آپ پر
سَتَجِدُنِیْٓ بہ تاکید آپ پائیں گے مجھے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا مِنَ
الصّٰلِحِیْنَ نیک لوگوں میں سے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے ذٰلِکَ بَیْنِیْ وَ
بَیْنَکَ یہ میرے اور آپ کے درمیان بات طے ہوگئی اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ
ان دو میعادوں میں جس کو میں پورا کروں فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ پس مجھ پر کوئی
زیادتی نہیں ہوگی وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ اور اللہ اس پر جو ہم کہتے ہیں گواہ
ہے فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ پس جس وقت پوری کر لی موسیٰ علیہ السلام نے
میعاد وَ سَارَ بِاَھْلِہٖ اور چل پڑے اپنے گھر والوں کو لے کر اٰنَسَ محسوس کی مِنْ
جَانِبِ الطُّوْرِ طور کے کنارے پر نَارًا آگ قَالَ لِاَھْلِہِ فرمایا اپنے گھر والوں
کو امْکُثُوْٓا تم ٹھہرو اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا بے شک میں نے محسوس کی ہے آگ
لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْھَا شاید کہ میں لاؤں تمہارے پاس اس آگ سے بِخَبَرٍ کوئی
خبر اَوْ جَذْوَۃٍ مِّنَ النَّارِ یا آگ کا شعلہ لَعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ تاکہ تم سینکو آگ
فَلَمَّآ اَتٰھَا پس جب آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس نُوْدِیَ آواز دی گئی
مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ اس میدان کے دائیں طرف فِی الْبُقْعَۃِ
الْمُبٰرَکَۃِ مبارک خطے میں مِنَ الشَّجَرَۃِ درخت سے اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اے موسیٰ
علیہ السلام اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ بے شک میں اللہ ہوں رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ تمام جہانوں

کا پالنے والا۔

شعیب علیہ السلام کی بیٹی کی سفارش:

اس سے پہلے سبق میں تم پڑھ چکے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ جب وہ لڑکیاں واپس گئیں اس وقت سے پہلے کہ جس وقت جاتی تھیں تو حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا کہ تم جلدی کیسے واپس آگئیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک نوجوان نے ہمارے ریوڑ کو پانی پلا دیا اس لیے ہم جلدی آ گئی ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے کہنے پر ایک بچی موسیٰ علیہ السلام کو بلا کر لائی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی سرگزشت سنائی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ آپ نجات پا گئے ہیں ظالم قوم سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ قَالَتْ اِحْدٰهُمَا ان دو عورتوں میں سے ایک نے يٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اے میرے ابا جان آپ اس کو نوکر رکھ لیں اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ بے شک بہتر مرد جس کو آپ نوکر رکھیں گے طاقتور بھی ہے اور ایماندار ہے۔ قوت انہوں نے دیکھی تھی کہ جس چٹان کو دس آدمی بہ مشکل اٹھاتے تھے موسیٰ علیہ السلام نے آسانی کے ساتھ وہ چٹان کنوئیں سے ہٹا کر ایک طرف کر دی اور امانت یہاں سے دیکھی کہ جب وہ بلانے کے لیے آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے نگاہ نیچی کر لی بی بی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ جب ساتھ جانے لگے تو فرمایا کہ میں آگے چلتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے آؤ اور دائیں بائیں بتاتے جانا۔ تو کہا ابا جان یہ قوی بھی ہے اور امانت دار بھی ہے آپ اس کو نوکر رکھ لیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام اس بات پر آمادہ ہو گئے مگر یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے گھر جوان سال دو لڑکیاں ہیں اور لوگوں کی میرے ساتھ عداوت بھی کافی ہے اگر انہوں نے شوشہ چھوڑ دیا

کہ گھر میں نوجوان لڑکیاں ہیں اور موٹا تازہ نوکر گھر رکھا ہوا ہے اور وعظ کرتا پھرتا ہے۔ اس لیے شعیب علیہ السلام نے پہلی ہی مجلس میں فرما دیا قَالَ اِنِّیٓ اُرِیْدُ فرمایا بے شک میں چاہتا ہوں اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھٰتَیْنِ کہ میں نکاح کر کے دے دوں آپ کو اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو عَلٰٓی شرط یہ ہوگی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ۔ حِجَجٌ حِجَّۃٌ کی جمع ہے اور حِجَّۃٌ کا معنٰی سال۔ معنٰی بنے گا کہ آپ خدمت کریں میری آٹھ سال۔ اگر آپ کو یہ شرط منظور ہے تو میں اپنی لڑکی کا نکاح کر کے دینے کے لیے تیار ہوں فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا پس اگر آپ پورے کر دیں دس سال فَمِنْ عِنْدِکَ تو یہ آپ کی نوازش ہوگی۔ شرط تو میرے اور آپ کے درمیان آٹھ سال ہے اگر دس سال پورے کر دیں تو آپ کی نوازش ہوگی وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ اور میں نہیں ارادہ کرتا کہ مشقت ڈالوں آپ پر کسی قسم کی۔ بس گھر کے کام ہیں بھیڑ بکریاں چرانی ہیں ان کو پانی پلانا ہے گھر کے لیے ایندھن وغیرہ لانا ہے مزید کوئی سختی میں نہیں کروں گا سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ بہ تاکید آپ مجھے پائیں گے نیکوں میں سے۔ یہ شعیب علیہ السلام کا مقولہ ہے کہ آپ مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔

مسئلہ حق مہر :

اس موقع پر ایک مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ آیا حق مہر کی جگہ خدمت طے ہو جائے یا تعلیم قرآن ہو جائے تو جائز ہے یا نہیں ہے۔ یعنی ایک آدمی ایک عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے اور حق مہر خدمت ہی ہے نقد پیسے یا سامان نہیں ہے یا حق مہر کی جگہ قرآن پڑھانا کہ تو میرے ساتھ نکاح کر لے میں تجھے قرآن پڑھاؤں گا اور کوئی حق مہر نہیں ہے۔ تو اس مسئلے میں امام شافعیؒ کا موقف یہ ہے کہ مہر میں خدمت اور تعلیم قرآن جائز ہے۔ امام ابو حنیفہؒ

کی تحقیق یہ ہے کہ جائز نہیں ہے بلکہ مہر میں صرف مال ہوگا خدمت اور تعلیم قرآن وغیرہ مہر نہیں بن سکتیں۔ امام ابوحنیفہؒ سورۃ النساء آیت نمبر ۲۴ سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ ''اور حلال کردی گئی ہیں تمہارے لیے ان سب عورتوں کے علاوہ (جن کا ذکر پہلے ہوا ہے) یہ کہ تلاش کرو تم اپنے مالوں کے ساتھ۔'' اس سے پہلی آیت کریمہ میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن کے ساتھ نکاح حرام ہے ان کے علاوہ تمہارے لیے حلال ہیں اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ کہ تلاش کرو تم اپنے مالوں کے بدلے۔ تو قرآن پاک میں مال کا ذکر ہے نکاح ہوگا مال کے ساتھ۔ نہ خدمت مال ہے اور نہ تعلیم قرآن مال ہے لہٰذا امام ابوحنیفہؒ کا موقف بڑا صحیح ہے۔ یہاں جو فرمایا عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ۔ یہ لفظ علٰی شرط کے لیے ہے کہ اس شرط پر نکاح کر دیتا ہوں کہ آپ میری آٹھ سال خدمت کرو گے۔ حق مہر الگ ہے۔ اسی چیز کے پیش نظر لوگ حق مہر کے ساتھ کچھ مزید شرائط بھی رکھتے ہیں تاکہ خاوند بیوی کو تنگ نہ کرے۔ امام شافعیؒ اپنی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک عورت جس کی کنیت ام شریک تھی نے آنحضرت ﷺ کو آ کر کہا وَهَبْتُ نَفْسِیْ لَکَ ''میں نے اپنی ذات آپ کو بخش دی۔'' آپ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو نفی یا اثبات میں کوئی جواب نہ دیا وہ عورت کافی دیر تک کھڑی رہی۔ صحابہ کرام ؓ میں سے ایک غریب آدمی تھا اس کے پاس صرف تہ بند تھا جو اس نے باندھا ہوا تھا کرتہ چادر وغیرہ کوئی نہیں تھی۔ کہنے لگا حضرت! اگر آپ کو اس کے ساتھ نکاح کی حاجت نہیں ہے تو میرے ساتھ نکاح کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس عورت سے پوچھا کہ اس کا تمہارا ساتھ نکاح کرا دوں؟ کہنے لگی کرا دو۔ آپ ﷺ نے اس ساتھی سے فرمایا مہر کے لیے کوئی چیز لے کر آؤ۔ وہ بے چارہ گیا پھر پھرا کر آ گیا

کہنے لگا حضرت! کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتِمًا مِّنْ حَدِيْدٍ ''تلاش کرو اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔'' اس زمانے میں لوہے کی انگوٹھی جائز تھی بعد میں لوہے کی انگوٹھی مکروہ ہوگئی۔ واپس آ کر اس نے کہا حضرت! میرے پاس سوائے اس لنگی کے کوئی شے نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں حضرت! یاد ہے۔ فرمایا میں نے اس عورت کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ''اس قرآن کی برکت سے جو تیرے سینے میں ہے۔'' امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن کی تعلیم حق مہر تھا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مہر تو اس کے ذمہ ہوگا قرآن کی برکت سے نکاح ہوا۔

تو فرمایا کہ اس شرط پر نکاح کر دیتا ہوں کہ آپ آٹھ سال میری خدمت کریں گے قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ذٰلِكَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی میں منظور کرتا ہوں اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ان دو میعادوں میں سے جو بھی پوری کر دوں آٹھ سال پورے کروں تب دس سال پورے کروں تب مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ اور اللہ تعالیٰ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں گواہ ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد تھے اور بڑے فاضل آدمی تھے۔ عراق کے علاقے میں حیرہ ایک جگہ تھی یہ بین الاقوامی منڈی تھی جیسے آج کل ہانگ کانگ ہے۔ یہ وہاں تشریف لے گئے ایک پادری نے ان کو دیکھ کر کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا پوچھو۔ انہوں نے ان کی تمام باتوں کے جواب بڑے معقول دیئے۔ ایک بات کا جواب نہ دیا۔ وہ بات یہ تھی کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آٹھ سال میری خدمت کرو گے اگر دس سال

پورے کرو تو آپ کی نوازش ہوگی۔سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال خدمت کی یا دس سال۔اس نے جواب میں فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں ہے اپنے استاذ عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔سفر سے واپس آ کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتلایا کہ باقی باتوں کا تو میں نے اس پادری کو جواب دے دیا تھا لیکن اس بات کا جواب مجھے معلوم نہیں تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال پورے کیے یا دس سال۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ دس سال پورے کیے تھے۔کیونکہ نبی کی زبان سے دس سال کا جملہ بھی ادا ہوا تھا اور جو بات نبی کی زبان سے نکلتی ہے نبی اس کو پورا کرتا ہے۔تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بڑی بیٹی صفورا کا نکاح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔دس سال پورے ہو گئے۔تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ اس دوران میں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچہ بھی عطا فرمایا۔جب دس سال پورے ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنے آبائی وطن مصر چلا جاؤں؟ اگر حالات سازگار ہوئے تو وہیں رہ جاؤں گا اور آپ کی ملاقات کے لیے آتا جاتا رہوں گا۔اگر حالات سازگار نہ ہوئے تو جلدی واپس آ جاؤں گا۔حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے۔کیونکہ تمہارے ماں باپ، بہن بھائیوں کا بھی حق ہے ان کے حقوق کا بھی خیال ہونا چاہیے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ اور بچے کو ساتھ لیا اور تفسیروں میں آتا ہے کہ ایک خادم بھی تھا کچھ بکریاں بھی تھیں وہ جہیز کے طور پر ہوں یا حق خدمت کے طور پر۔وہاں خوراک کا ذریعہ عموماً یہی تھا کہ دودھ وغیرہ پی لیتے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے واپسی :

مدین سے موسیٰ علیہ السلام مصر کی طرف چل پڑے۔اس کا ذکر ہے فَلَمَّا قَضٰى

مُوْسَی الْاَجَلَ پس جب پوری کی مدت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال وَ سَارَ بِاَهْلِهٖ اور چل پڑے گھر کے افراد کو لے کر اور طور پہاڑ کے قریب پہنچے اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا دیکھی طور کے کنارے پر آگ۔ اس وقت سڑکیں تو ہوتی نہیں تھیں راستہ بھی بھول گئے رات کا وقت تھا سردی کا موسم تھا آگ سینکنے کی ضرورت تھی۔ اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ بچی بچہ بھی پیدا ہونے والا تھا۔ ایسے موقع پر عورت کو طبی لحاظ سے گرم رکھنا پڑتا ہے ٹھنڈی چیز کا عورت کو نقصان ہوتا ہے قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے تم یہاں ٹھہرو اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا بے شک میں نے آگ محسوس کی ہے لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ شاید کہ میں لے آؤں وہاں سے تمہارے لیے کوئی خبر۔ آگ ہے تو وہاں کوئی آدمی بھی ہوگا اس سے راستہ پوچھ کر آتا ہوں اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ یا آگ کا شعلہ لے آؤں گا سلگا کر لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ تاکہ تم آگ سینکو۔ آگ ذرا وہاں سے دور نظر آرہی تھی فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ پس جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے آواز دی گئی۔ اس جگہ کا نام وادی طویٰ تھا بڑی برکت والی جگہ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ اس میدان کے دائیں طرف فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ مبارک خطے میں درخت سے۔ اس پاکیزہ مقام پر ایک درخت تھا اور سورۃ طٰہٰ میں ہے فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ''پس اتار دو اپنے جوتے کو بے شک تم ایک مقدس وادی میں ہو۔''

پاک جگہ آدمی جوتوں سمیت نہ جائے :

مسئلہ یہ ہے کہ پاکیزہ جگہ میں آدمی کو جوتے سمیت نہیں جانا چاہیے۔ ہاں جوتا پاک ہو تو اس کا مسئلہ الگ ہے۔ ہمارے علاقے میں جہاں گلیوں میں نجاستیں ہیں اور

جوتوں کے نیچے والے حصے بھرے ہوئے ہوں اور کوئی نادان کہے کہ میں نے سنت پر عمل کرنا ہے کہ جوتوں سمیت نماز پڑھنی ہے تو اس کو پہلے اپنے دماغ کا علاج کرنا چاہیے۔ بھئی! عرب کا علاقہ صاف ستھرا، ریتلا اور پھر وہاں بارشیں کم ہوتی ہیں وہاں جوتے صاف رہتے ہیں ہمارے علاقے کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کون سا درخت تھا؟ تفسیروں میں عموماً تین چیزوں کے نام آتے ہیں۔ ایک عناب کا یہ مشہور درخت ہے اس پر سرخ سرخ رنگ کے دانے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عناب میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ خشک ہونے کے بعد بھی اتنا ہی مفید ہوتا ہے جتنا تازہ ہوتا ہے۔ دوسرا کیکر کا درخت بتاتے ہیں اور تیسرا علیق، یہ پیلے رنگ کی بیل ہوتی ہے جو درختوں کے اوپر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور بعض تفسیروں میں عوسج کا نام بھی ملے گا۔ اس پاک وادی میں پہنچے تو آواز آئی اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اے موسیٰ علیہ السلام اِنِّیْٓ بے شک میں جو بول رہا ہوں اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ میں اللہ ہوں تمام جہانوں کو پالنے والا۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے تو تھے خبر معلوم کرنے یا آگ لینے کے لیے مگر وہاں معاملہ کچھ اور پیش آگیا۔ باقی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا

رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ
وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ
الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا
فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا
فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْۤ ۫ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾
قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا
يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَا ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

وَاَنْ اَلْقِ اور یہ کہ آپ ڈالیں عَصَاکَ اپنی لاٹھی کو فَلَمَّا رَاٰھَا پس جب دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو تَھْتَزُّ حرکت کرتی ہے کَاَنَّھَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے وَّلّٰی مُدْبِرًا بھاگے پشت پھیر کر وَّلَمْ یُعَقِّبْ اور مڑ کر نہ دیکھا یٰمُوْسٰی اے موسیٰ علیہ السلام اَقْبِلْ آگے آئیں وَلَا تَخَفْ اور خوف نہ کر اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ بے شک آپ امن والوں میں سے ہیں اُسْلُکْ یَدَکَ ڈالیں اپنا ہاتھ فِیْ جَیْبِکَ اپنے گریبان میں تَخْرُجْ نکلے گا بَیْضَآءَ سفید مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے وَّاضْمُمْ اور ملاؤ

اِلَیۡکَ اپنی طرف جَنَاحَکَ اپنے بازو کو مِنَ الرَّھۡبِ خوف سے فَذٰنِکَ پس یہ دو بُـرۡھَانٰنِ دلیلیں ہیں مِنۡ رَّبِّکَ آپ کے رب کی طرف سے اِلٰی فِرۡعَوۡنَ فرعون کی طرف وَمَلَا۠ئِہٖ اور اس کی جماعت کی طرف اِنَّھُمۡ بے شک وہ سب کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ہیں قوم نافرمان قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِنِّیۡ قَتَلۡتُ مِنۡھُمۡ بے شک میں نے قتل کیا ان میں سے نَفۡسًا ایک جان کو فَاَخَافُ پس میں خوف کرتا ہوں اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ یہ کہ وہ مجھے قتل کردیں گے وَاَخِیۡ ھٰرُوۡنُ اور میرا بھائی ہارون علیہ السلام ھُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے لِسَانًا زبان کے لحاظ سے فَاَرۡسِلۡہُ پس رسول بنا کر بھیج دیں اس کو مَعِیَ میرے ساتھ رِدۡاً جو میرا مددگار ہو یُّصَدِّقُنِیۡۤ جو میری تصدیق کرے اِنِّیۡۤ اَخَافُ بے شک میں خوف کرتا ہوں اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ اس بات کا کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے قَالَ فرمایا پروردگار نے سَنَشُدُّ عَضُدَکَ ہم مضبوط کردیں گے آپ کے بازو کو بِاَخِیۡکَ آپ کے بھائی کے ساتھ وَنَجۡعَلُ لَکُمَا سُلۡطٰنًا اور بنائیں گے ہم تم دونوں کے لیے غلبہ فَلَا یَصِلُوۡنَ اِلَیۡکُمَا پس وہ نہیں پہنچ سکیں گے تم دونوں کی طرف بِاٰیٰتِنَاۤ جاؤ ہماری نشانیاں لے کر اَنۡتُمَا تم دونوں وَمَنِ اتَّبَعَکُمَا اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی الۡغٰلِبُوۡنَ غالب رہیں گے۔

کل کے درس میں تم نے یہ بات سنی کہ موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر اپنی بیوی کے ہمراہ مدین سے مصر جا رہے تھے سردی کا موسم تھا رات

اندھیری تھی راستہ بھول گئے۔ آگ سینکنے کی بھی ضرورت تھی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دائیں طرف طور پہاڑ کے دامن میں پاکیزہ مقام، وادی طویٰ میں دیکھا تو ایک درخت پر آگ تھی۔ دور سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے آگ جلائی ہے قریب پہنچے تو معلوم ہوا درخت جل رہا ہے۔ وہ ظاہری آگ تو نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی تھی۔ قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جوتے پیچھے اتار کر آؤ آپ پاکیزہ وادی میں ہیں۔ اور اس درخت سے آواز آئی کہ جو آپ کے ساتھ بول رہا ہے میں اللہ رب العالمین ہوں وَاَنْ اَلْقِ عَصَاکَ اور یہ کہ آپ ڈالیں اپنی لاٹھی کو۔ لاٹھی پھینکی فَلَمَّا رَاٰهَا پس جب دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو تَهْتَزُّ حرکت کرتی ہے۔ یہ لاٹھی لاٹھی نہیں رہی وہ تو سانپ بن کر حرکت کر رہی ہے۔

ثوبان اور جان کی وضاحت :

كَاَنَّهَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا باریک سانپ ہے۔ اس مقام پر لاٹھی باریک سانپ بنی اور فرعون کے دربار میں جب لاٹھی پھینکی تو ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ [اعراف: ۱۰۷] اژدہا بن گئی۔'' باریک سانپ بننے کا مقام الگ ہے اژدھا بننے کا مقام الگ ہے۔ لاٹھی حرکت کرتی ہوئی سانپ نظر آئی وَّلّٰى مُدْبِرًا موسیٰ علیہ السلام بھاگے پشت پھیر کر وَّلَمْ يُعَقِّبْ اور مڑ کر نہ دیکھا۔

طبعی خوف ایمان کے خلاف نہیں :

اس سے معلوم ہوا کہ موذی چیزوں سے ڈرنے سے ایمان پر زد نہیں پڑتی۔ موسیٰ علیہ السلام مومن تو پہلے ہی تھے کیونکہ نبی نبوت سے پہلے بھی مومن ہوتا ہے اور اب نبوت بھی مل چکی ہے نور علی نور ہو گیا، اس کے باوجود سانپ دیکھ کر دوڑ لگا دی۔ تو موذی

چیزوں سے طبعی طور پر ڈرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے۔ مثلاً کتے سے ڈرنا، شیر سے ڈرنا، سانپ سے ڈرنا بھیڑیئے سے ڈرنا، ڈاکو وغیرہ سے ڈرنا یہ سب موذی چیزیں ہیں ان کے خوف سے ایمان پر زد نہیں پڑتی۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معجزہ پیغمبر کا اپنا فعل نہیں ہوتا۔ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔ اگر معجزہ پیغمبر کا اپنا فعل ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کو ڈرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ان کو علم ہونا چاہیے تھا کہ ابھی میں اس پر ہاتھ رکھوں گا تو یہ پھر لاٹھی بن جائے گی اور سورہ طٰہٰ میں ہے سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ''عنقریب ہم اس لاٹھی کو پھیر دیں گے پہلی حالت پر۔'' ہاتھ رکھنا آپ کا کام ہے اور لاٹھی بنانا ہمارا کام ہے۔ تو معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے نبی کا ذاتی طور پر اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا صرف نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔

فرمایا يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام آگے آئیں لاٹھی کی طرف متوجہ ہوں وَلَا تَخَفْ اور خوف نہ کریں اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ بے شک آپ امن والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے پشت پھیر کر اس پر ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے وہی لاٹھی بنا دی جو ان کے ہاتھ میں تھی۔ دوسرا معجزہ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالیں تَخْرُجْ بَيْضَآءَ نکلے گا سفید مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے۔ ہاتھ گریبان میں ڈالتے ہی سفید ہوگا تپش سوزش وغیرہ کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں ہوگی آپ کا کام ہے ہاتھ کو گریبان میں ڈالنا اس کو روشن کرنا ہمارا کام ہے۔ فرمایا وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ اور ملاؤ اپنی طرف اپنے بازو کو۔ اس سے بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ کوئی اور نشانی ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم لاٹھی پھینکتے ہو تو سانپ بن جاتی ہے تو طبعی طور پر خوف تو آتا ہے تو

اس وقت اپنے بازو کو اپنی چھاتی کے ساتھ لگالیں تو خوف ختم ہو جائے گا یہ کوئی اور نشانی نہیں ہے۔ نشانیاں دو ہی ہیں عصا اور ید بیضا۔ تو فرمایا ملاؤ اپنے بازو کو اپنی طرف مِنَ الرَّهْبِ خوف کی وجہ سے۔ بازو کو چھاتی کے ساتھ لگاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ڈر خوف دور ہو جائے گا فَذٰنِکَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ پس یہ دو دلیلیں ہیں آپ کے رب کی طرف سے۔ ایک عصا اور دوسری ید بیضا۔ یہ گفتگو رب تعالیٰ نے براہ راست کی ہے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف جانا ہے۔ کیوں جانا ہے؟ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ بے شک وہ نافرمان قوم ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی بھائی کے حق میں سفارش :

قَالَ. موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا اے میرے پروردگار! میں نے تو ان کا ایک آدمی قتل کیا ہے وہ جو مکا مارنے سے ڈھیر ہو گیا تھا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ پس میں خوف کرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے میں آپ کا پیغام کیسے پہنچاؤں گا تبلیغ کس طرح کروں گا وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا اور میرا بھائی ہارون علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے درجہ موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ تھا۔ وہ زیادہ فصیح ہیں میری نسبت زبان کے لحاظ سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی اور سولہویں پارے میں تم پڑھ چکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ "اور کھول دے میری زبان کی گرہ کو کہ وہ میری بات سمجھ سکیں۔ میں جب بات کرتا ہوں تو میری زبان اٹک جاتی ہے۔ زبان کیوں رکتی تھی؟ اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں جب کبھی فرعون اٹھاتا تو یہ اس کی ناک میں انگلی ڈال دیتے کبھی کان اور آنکھوں میں کبھی تھپڑ مار دیتے۔ عجیب

عجیب حرکتیں اس کے ساتھ کرتے۔فرعون نے اپنی بیوی آسیہ بنت مزاحمؓ سے کہا یہ بچہ بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے یہ وہی بچہ نہ ثابت ہو جس نے میری حکومت کے زوال کا سبب بننا ہے۔بیوی بڑی سخت تھی اس نے جھڑک دیا اور کہا کہ چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے ہاتھ مارنے کی اسے کیا تمیز ہے کہ ہاتھ کہاں لگ رہا ہے۔فرعون نے کہا کہ یہ محض بچہ نہیں ہے کوئی اور شے لگتا ہے۔چنانچہ امتحان لیا گیا۔پلیٹ میں ایک طرف ہیرا رکھ دیا اور دوسری طرف جلتا ہوا کوئلہ کہ اگر یہ سمجھ دار ہوا تو ہیرے کی طرف ہاتھ بڑھائے گا اور اگر ناسمجھ ہوا تو کوئلے کو پکڑے گا۔تفسیروں میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے ہاتھ ہیرے کی طرف بڑھایا۔جبرائیل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ دوسری طرف پھیر دیا انہوں نے کوئلہ پکڑ کر جلدی سے زبان پر رکھ لیا۔جیسے آپ نے چھوٹے بچوں کو دیکھا ہو گا کہ ان کو جو چیز ملے منہ میں ڈال لیتے ہیں میٹھی کڑوی کی بھی تمیز نہیں کرتے۔تو موسیٰ علیہ السلام نے انگارا اٹھا کر زبان پر رکھ لیا۔ننھی منی زبان تھی رگیں متاثر ہو گئیں بولنے میں بعض الفاظ پر زبان رک جاتی تھی۔تو جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری زبان کی گرہ کھول دے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی بہت سارا حصہ ٹھیک ہو گیا لیکن ایک فیصد یا دو فیصد لکنت رہ گئی تھی۔اور یہ بھی سوال کیا کہ میرے بھائی ہارون کو بھی رسول بنا دیں وہ میری نسبت زیادہ فصیح ہے اور سورہ طٰہٰ میں ہے وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ''میرے گھر کے افراد میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دیں۔'' اس مقام پر رِدْاً کا لفظ ہے معین و مددگار بنا دے۔ فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً پس رسول بنا کر بھیج دیں اس کو میرے ساتھ جو میرا مددگار ہو یُّصَدِّقُنِیْٓ جو میری تصدیق کرے۔میں بیان کروں گا وہ میری تصدیق کرے گا اور ہم دونوں بھائی آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ بے شک میں خوف کرتا ہوں اس بات کا کہ

وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔ وہ کہیں گے کہ کل تو آپ نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے اور آج واعظ بن گئے ہو۔ اور سورۃ شعراء میں تم یہ بھی پڑھ چکے ہو کہ اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا ''کیا ہم نے آپ کو پالا نہیں ہے اپنے درمیان بچپن میں اور گزارے آپ نے ہم میں کئی سال اپنی عمر کے وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ اور کیا آپ نے وہ کام جو کیا تھا'' یعنی بندہ قتل کیا تھا آج ہمیں وعظ کرتے ہو۔ دوسرا یہ کہ زبان میں لکنت کی وجہ سے جو تھوڑی سی رہ گئی ہے مذاق کریں گے لہٰذا میرے بھائی ہارون کو رسول بنا کر میرا معاون بنا دیں قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ ہم مضبوط کر دیں گے آپ کے بازو کو آپ کے بھائی کے ساتھ۔ ان کو بھی نبوت دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وادی طویٰ میں نبوت عطا فرمائی اور ہارون علیہ السلام کو مصر میں اپنے گھر نبوت ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں ان کے ہاتھ پر معجزے صادر ہوں گے تم نے ان کی مدد کرنی ہے میرے دین کی تبلیغ میں ان کا ساتھ دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی فرمایا وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطٰنًا اور بنائیں گے ہم تم دونوں کے لیے غلبہ فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا پس نہیں پہنچ سکیں گے آپ کے دشمن فرعون اور اس کی جماعت تم دونوں کی طرف۔ زبانی کلامی جتنی باتیں کریں مگر وہ تمہیں تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے تم دونوں تک رسائی نہیں ہوگی بِاٰیٰتِنَآ جاؤ ہماری نشانیاں لے کر۔ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۴۲ میں ہے اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ بِاٰیٰتِیْ جاؤ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ۔'' تو یہاں بھی اِذْهَبَا کا لفظ محذوف ہے۔ عبارت یوں بنے گی اِذْهَبَا بِاٰیٰتِنَآ جیسا کہ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۴۳ میں ہے اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ ''جاؤ تم دونوں بھائی فرعون کی طرف۔'' اور یہ بھی فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا ''نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا۔''

انداز تبلیغ کیسا ہونا چاہیے :

تبلیغ کا انداز رب تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ فرعون سرکش ہے باغی ہے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کے نعرے لگا تا ہے اس کے سامنے بات نرمی کے ساتھ کرنا۔ یہ قیامت تک آنے والے مبلغین کے لیے ایک سبق ہے کہ تبلیغ کے وقت سختی نہ کریں۔ بات صحیح ہو موقف میں ہیرا پھیری نہ ہو اور لہجہ نرم ہو۔ فرمایا اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَکُمَا تم دونوں اور جنھوں نے تمہاری پیروی کی جو تمہیں نبی مانیں گے میری توحید کا اقرار کریں گے حق کا ساتھ دیں گے الْغٰلِبُوْنَ غالب رہیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک دو دن میں غالب ہو جائیں گے بلکہ مطلب یہ ہے انجام کار تم ہی غالب ہو گے اور جو تمہاری پیروی کریں گے وہ بھی آپ کے ساتھ غلبہ پائیں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس بِاٰيٰتِنَا ہماری نشانیاں لے کر بَيِّنٰتٍ صاف صاف قَالُوْا ان لوگوں نے کہا مَا هٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا سِحْرٌ مگر جادو مُّفْتَرًى گھڑا ہوا وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا اور نہیں سنی ہم نے یہ بات فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ اپنے باپ دادا سے جو پہلے گزر چکے ہیں وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّيْٓ اَعْلَمُ میرا رب

خوب جانتا ہے بِمَنْ اس کو جَآءَ بِالْهُدٰى جو آیا ہے ہدایت لے کر مِنْ عِنْدِهٖ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اور اس کو جس کے لیے ہے اچھا گھر آخرت کا اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بے شک شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پائیں گے ظالم وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اے جماعت والو مَا عَلِمْتُ لَكُمْ میں نہیں جانتا تمہارے لیے مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کوئی الٰہ اپنے سوا فَاَوْقِدْ لِيْ پس تم آگ جلاؤ میرے لیے يٰهَامٰنُ اے ہامان عَلَى الطِّيْنِ گارے پر فَاجْعَلْ لِّيْ پس بناؤ میرے لیے صَرْحًا محل لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ تاکہ میں جھانک کر دیکھوں اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو وَ اِنِّيْ اور بے شک میں لَاَظُنُّهٗ البتہ میں خیال کرتا ہوں اس کے بارے میں مِنَ الْكٰذِبِيْنَ جھوٹوں میں سے ہے وَاسْتَكْبَرَ هُوَ اور تکبر کیا فرعون نے وَجُنُوْدُهٗ اور اس کے لشکر نے فِي الْاَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق وَ ظَنُّوْٓا اور انہوں نے خیال کیا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ کہ بے شک وہ ہماری طرف نہیں لوٹائے جائیں گے فَاَخَذْنٰهُ پس ہم نے پکڑا اس کو وَجُنُوْدَهٗ اور اس کے لشکر کو فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ پس ہم نے پھینک دیا ان کو دریا شور میں فَانْظُرْ پس دیکھ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ کیسا ہوا انجام ظالموں کا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً اور ہم نے بنایا ان کو رہنما يَّدْعُوْنَ جو دعوت دیتے ہیں اِلَى النَّارِ آگ کی طرف وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت کے دن لَا يُنْصَرُوْنَ ان کی مدد نہیں کی جائے گی

وَ اَتۡبَعۡنٰهُمۡ اور ہم نے ان کے پیچھے لگائی فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا اس دنیا کی زندگی میں لَعۡنَةً لعنت وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اور قیامت والے دن هُمۡ مِّنَ الۡمَقۡبُوۡحِیۡنَ وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کی برائی بیان کی جاتی ہے۔

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا فرعون کو تبلیغ کرنا :

کل کے سبق میں آپ حضرات نے یہ بات سنی (اور پڑھی) کہ اللہ تعالیٰ نے مدین سے واپسی پر موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام کے سوال پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت عطا فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے بھی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ فرعون اور اس کی قوم کے پاس جا کر ان کو سمجھاؤ اور صحیح راستے سے آگاہ کرو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام مصر پہنچے اپنے گھر تشریف لے گئے بیوی بچوں کو گھر چھوڑا۔ ہارون علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے فرمایا ہاں! میرے علم میں ہے۔ مجھے آپ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس کے احکامات پہنچائیں۔ دفتری اوقات کا انتظار کیا کہ فرعون اور اس کی کابینہ دفتر میں پہنچ جائے پھر جا کر ان کو تبلیغ کریں گے۔ فرعون کا بہت بڑا تخت تھا اس پر شاہی کرسی تھی۔ فرعون جب اقتدار والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور اس کا سارا عملہ وزیر مشیر دائیں بائیں آگے پیچھے آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں بھائی بھی پہنچ گئے تیسرا آدمی ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّکَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ [طٰہٰ: ۴۷] ”بے شک ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے پروردگار کے پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔“ پہلے رب کی دعوت دی، رب کی توحید کی دعوت دی پھر رسالت کا مسئلہ بتایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ہماری رسالت پر یقین کرو قیامت کا

مسئلہ بھی سمجھایا۔توحید، رسالت، قیامت یہ بنیادی مسئلے ہیں۔پھر بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا اَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ [شعراء:۱۷] ''بنی اسرائیل کو آزاد کردے۔'' اَنۡ عَبَّدۡتَّ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ تونے ان کو غلام بنا رکھا ہے میں ان کی آزادی کا مطالبہ کرتا ہوں۔ مذہبی مطالبے بھی کیے اور سیاسی بھی کیے۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبی ہونے پر معجزے دکھائے۔اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالا تو وہ اژدہا بن گیا۔

تفسیروں میں بڑا عجیب منظر لکھا ہے کہ وہ اژدہا جب فرعون کی طرف متوجہ ہوا تو فرعون بدحواس ہو کر کرسی سے نیچے گر گیا۔دفتر میں افراتفری مچ گئی۔مگر دفتر سے باہر کوئی نہیں گیا کیونکہ فرعون بڑا ظالم تھا ان کو معلوم تھا کہ باہر گئے تو باز پرس ہوگی کہ تم مشکل وقت میں مجھے چھوڑ گئے وَفِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ بدن میں میخیں ٹھونک کر سولی پر لٹکا دیتا تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے دوسرا معجزہ دکھایا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سورج کی طرح روشن تھا۔فرعون نے ماننے کے بجائے کہا کہ یہ سب جادو ہے ہم تمہارا مقابلہ کریں گے۔ ہمارے ساتھ کوئی تاریخ مقرر کرو۔اس کی تفصیل سولھویں پارے میں گزر چکی ہے۔قریب ہی ان کا عید والا دن آنے والا تھا یَوۡمُ الزِّیۡنَه موسیٰ علیہ السلام نے عید کا دن مقرر کیا اور چاشت کا وقت طے کیا کہ عید کے دن لوگ فارغ ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ آئیں گے۔اور وقت بھی ایسا مقرر فرمایا کہ قریب و دور کے لوگوں کے لیے آنے جانے میں دقت نہ ہو۔وقت پر پہنچ بھی جائیں اور شام سے پہلے گھروں کو بھی چلے جائیں۔بہت بڑا میدان تھا اس میں گھوڑے بھی دوڑتے تھے، فوجی ٹریننگ بھی ہوتی تھی لوگ اس میں خوشی کے موقع پر اپنے رواج کے مطابق کھیل تماشے کرتے تھے۔سولہویں پارے میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے

میں ستر ہزار ماہر جادوگر آئے موسیٰ علیہ السلام سب پر غالب آگئے جادوگر ناکام ہوئے اور سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام سے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ جادو نہیں ہے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور سجدے میں گر گئے۔ لیکن فرعون اور اس کی قوم ایمان نہ لائی۔

فرعون پر تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ پس جب آئے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہماری واضح نشانیاں لے کر قَالُوْا ان لوگوں نے کہا۔ فرعون اور اس کی قوم نے مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى نہیں ہے یہ مگر جادو گھڑا ہوا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے جو معجزے ظاہر کیے ہیں یہ گھڑا ہوا جادو ہے۔ انہوں نے معجزات کو جادو کہہ کر انکار کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ اور نہیں سنی ہم نے یہ بات اپنے باپ دادوں سے جو پہلے گزرے ہیں کہ ساری کائنات کا خدا ایک ہی ہے۔ وہی سب کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی سارا نظام چلانے والا ہے۔ وہ سب کو فنا کر دے گا پھر دوبارہ زندہ کرے گا، حساب کتاب ہوگا، جزائے عمل کا فیصلہ ہوگا۔ ہم نے تو ایسی باتیں پہلے کبھی نہیں سنیں وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو آیا ہے ہدایت لے کر میں جو کچھ تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اپنی مرضی سے نہیں اور نہ اس میں میری کوئی ذاتی غرض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا اسی کا پیغام تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اور وہی بہتر جانتا ہے وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ کہ آخرت کا اچھا گھر کس کے لیے ہے مگر اتنی بات یقینی ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بے شک شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پائیں گے ظالم، وہ ہمیشہ نامراد رہیں گے۔ ظلم میں

سرفہرست کفر اور شرک ہے۔ فرعون پر موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا کہنے لگا ملک مصر کا بااختیار حاکم تو میں ہوں سیاہ وسفید کا مالک میں ہوں ملک زرخیز ہے اس میں نہریں چل رہی ہیں ڈیم بنے ہوئے ہیں یہ سارا نظام میں چلا رہا ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کسی اور الٰہ کی بات کر رہے ہیں وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے یٰٓاَیُّھَا الْمَلَاُ اے جماعت والو! اے اہل دربار! مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ میں نہیں جانتا تمہارے لیے کوئی الٰہ اپنے سوا۔

فرعونیتِ فرعون :

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا قائل نہیں تھا۔ وہ پاگل نہیں تھا بڑا سمجھ دار تھا وہ سمجھتا تھا میں پیدا ہوا ہوں میرے باپ دادا پیدا ہوئے ہیں اور ملک پہلے سے آباد اور چلا آ رہا ہے۔ بلکہ اس کا موقف یہ تھا کہ میں اس ملک کا مطلق العنان بادشاہ ہوں مصر کا ملک میرا ہے اس ملک میں میری بات چلتی ہے یہاں اور کسی کی بات نہیں چلتی، یہاں میرے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ خدا کے وجود کا وہ قائل تھا اپنے سوا کسی کی حکمرانی کا قائل نہیں تھا۔ یہاں کسی اور کی حکمرانی نہیں ہے یہاں میں ہی ہوں۔ پھر کہنے لگا فَاَوْقِدْ لِیْ یٰھَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ ہامان فرعون کا وزیراعظم تھا۔ یہ بھی فرعون جیسا تھا۔ مشہور محاورہ ہے.....

جیسی روح ویسے فرشتے

تو فرعون نے ہامان کو کہا پس تم آگ جلاؤ میرے لیے اے ہامان! گارے پر۔ گارے پر آگ جلانے کا مطلب یہ ہے کہ بھٹے میں پکی اینٹیں تیار کرو میرے لیے فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا پھر میرے لیے محل بناؤ بہت بڑا۔ کیوں؟ لَّعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی تاکہ

میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو محل پر چڑھ کر کہ موسیٰ علیہ السلام کا الٰہ کیسا ہے؟ بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ یہ اس نے مذاق کیا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ حقیقت ہے۔

تفسیر مدارک وغیرہ میں لکھا ہے کہ ہامان نے ملک سے پچاس ہزار مستری بلوائے اور ان کو بلڈنگ کا نقشہ دیا کہ اس طرح کا محل بنانا ہے جس میں اس طرح سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں۔ تفسیر مدارک والے فرماتے ہیں کہ شاید دنیا میں کسی نے اتنی بلند بلڈنگ بنائی ہو۔ جب عمارت تیار ہوگئی تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر ایک پر مارا تو اس کا ایک حصہ سمندر میں جا گرا۔ دوسرا پَر مارا تو دوسرا حصہ فرعون کی فوجوں پر جا گرا۔ جب تیسری دفعہ پَر مارا تو ساری عمارت زمین بوس ہوگئی۔ یہ سب کرشمے دیکھتے ہوئے بھی ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہیں آئے۔ فرعون رب تعالیٰ کو بلڈنگ پر چڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا رب تعالیٰ نے فرمایا ہوگا کہ میں تجھے سمندر کی تہہ میں نظر آؤں گا۔ چنانچہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس وقت اس نے بہت واویلا کیا اور کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ”میں ایمان لایا ہوں بے شک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر ایمان لائے ہیں بنو اسرائیل اور میں بھی فرماں برداروں میں سے ہوں۔“

رب تعالیٰ نے فرمایا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ”اب (تم یہ کہتے ہو) اور تحقیق تم نافرمانی کرتے رہے ہو اس سے پہلے اور تھے تم فسادیوں میں سے۔“ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بڑا عجیب منظر تھا فرعون جب واویلا کرنے لگا تو میں نے سمندر سے گارا نکال کر اس کے منہ میں ٹھونسا کہ اس کی آواز نہ نکلے کہ کہیں رب تعالیٰ اس کی پکار کو قبول ہی نہ کر لے۔ تو فرعون نے کہا ہامان کو کہ میرے لیے محل بنا کہ

میں اس پر چڑھ کر جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ اور بے شک میں خیال کرتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہ وہ جھوٹوں میں سے ہے معاذ اللہ تعالیٰ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ اور تکبر کیا فرعون نے اور اس کے لشکر نے زمین میں بِغَیْرِ الْحَقِّ ناحق۔ واضح دلیلیں دیکھنے کے باوجود حق کو ٹھکرایا وَظَنُّوْٓا اور انہوں نے یقین کیا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ بے شک وہ ہماری طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔ کیونکہ اگر آخرت پر ایمان ہو کہ آخرت آئے گی اور مجھے اپنے کیے کا بدلہ ملے گا تو آدمی ڈرتا ہے لیکن وہ اس قدر ہٹ دھرمی اور ضد پر آئے ہوئے تھے کہ آخرت پر بالکل یقین نہیں تھا۔

فرعونیت کا انجام :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ پس ہم نے پکڑا فرعون کو اور اس کے لشکر کو فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ پس پھینک دیا ہم نے ان کو دریائے شور میں فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ پس دیکھ اے مخاطب کیسا ہوا انجام ظالموں کا۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ نے سنا کر مکے والوں کو سمجھایا کہ نہ تو تمہاری اتنی قوت ہے نہ تمہارے پاس اتنے لشکر ہیں نہ تمہارے پاس وہ اقتدار ہے جو فرعون کے پاس تھا اس کا حشر تم نے دیکھ لیا ظالمو! اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ائمہ امام کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے راستہ دکھانے والا۔ تو راہنما اچھا بھی ہوتا ہے بُرا بھی ہوتا ہے۔ اس مقام پر بُرا راہنما مراد ہے۔ معنیٰ ہوگا بنایا ہم نے ان کو راہنما دعوت دیتے تھے آگ کی طرف۔ یہ وہ امام تھے جو دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ سورۃ ہود آیت نمبر ۹۸ میں ہے یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ "آگے آگے ہوگا وہ اپنی قوم کے قیامت کے

دن پس پہنچائے گا ان کو آگ میں۔'' دنیا والی سرداری وہاں بھی قائم رہے گی مگر دوزخ کی طرف، آگے فرعون ہوگا پیچھے ہامان ہوگا پھر درجہ بہ درجہ فوجی افسر دوزخ میں جا پڑیں گے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ اور قیامت والے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ جیسے دنیا میں جب اللہ تعالیٰ نے پکڑا تو ان کی کسی نے مدد نہیں کی آخرت میں بھی نہیں ہوگی۔

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ''اور ہم نے ان کے پیچھے لگا دی لعنت دنیا کی زندگی میں۔'' فرعون ہامان کا جب ذکر آتا ہے یا اس کی کابینہ کا ذکر آتا ہے تو لوگ ان پر لعنت بھیجتے ہیں بُرا ہی کہتے ہیں کوئی ان کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا۔

سر درد کا نسخہ :

بلکہ بعض بزرگان دین اپنے تجربے سے یہ فرماتے ہیں۔ قرآن وحدیث کا مسئلہ نہیں ہے یہ بزرگوں کا اپنا تجربہ ہے کہ فرعون کا لفظ لکھ کر اس پر جوتیاں مارو تو سر درد دور ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا کرنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ فرعون قرآن کا لفظ ہے قرآن کریم میں جب اس کو پڑھیں گے تو پچاس نیکیاں ملیں گی۔ کیونکہ اس کے پانچ حرف ہیں۔ شیطان کا لفظ بھی قرآن میں آیا ہے مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ابولہب کافر تھا مگر اس کا نام بھی قرآن میں آ گیا ہے۔ اس لیے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملیں گی۔ تو خیر یہ بزرگوں کا تجربہ ہے کہ سر درد ہو تو فرعون کا لفظ کاغذ پر لکھ کر جوتیاں مارو تو سر درد ختم ہو جاتا ہے۔ تو قیامت تک لوگ اس کو جوتیاں مارتے رہیں گے، بُرا کہتے رہیں گے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ اور قیامت والے دن وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کی برائی بیان کی جائے گی۔ دوزخی دوزخیوں کو کہیں گے او بے ایمانو! تم خود تو دوزخ میں آئے ہمیں بھی لے آئے ہو۔ دنیا و آخرت میں برائی ہوگی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اٰتَيْنَا دی ہم نے مُوْسَى الْكِتٰبَ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب مِنْ بَعْدِ مَآ اس کے بعد اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى ہم نے ہلاک کر دیں پہلی جماعتیں بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ دل میں روشنیاں پیدا کرنے کی چیزیں لوگوں کے لیے وَهُدًى اور ہدایت وَّرَحْمَةً اور رحمت لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں وَمَا كُنْتَ اور نہیں تھے آپ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ مغربی کنارے پر اِذْ قَضَيْنَآ جب ہم نے طے کیا اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ موسیٰ علیہ السلام کی طرف معاملے کو وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ اور آپ نہیں تھے حاضر

ہونے والوں میں سے وَلٰکِنَّآ اَنْشَاْنَا اور لیکن ہم نے پیدا کیں قُرُوْنًا جماعتیں فَتَطَاوَلَ عَلَیْھِمُ الْعُمُرُ پس لمبی ہوگئیں ان پر عمریں وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا اور آپ نہیں تھے مقیم فِیْٓ اَھْلِ مَدْیَنَ مدین والوں میں تَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا کہ تلاوت کرتے ہوں ان پر ہماری آیتیں وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ اور لیکن ہم ہیں بھیجنے والے رسولوں کو وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اور نہیں تھے آپ طور کے کنارے پر اِذْ نَادَیْنَا جس وقت ہم نے آواز دی وَلٰکِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ اور لیکن یہ رحمت ہے آپ کے رب کی لِتُنْذِرَ قَوْمًا تا کہ آپ ڈرائیں اس قوم کو مَّآ اَتٰھُمْ نہیں آیا ان کے پاس مِّنْ نَّذِیْرٍ کوئی ڈرانے والا مِّنْ قَبْلِکَ آپ سے پہلے لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَھُمْ مُّصِیْبَةٌ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پہنچے ان کو مصیبت بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ بہ سبب اس کے آگے بھیجیں ان کے ہاتھوں نے برائیاں فَیَقُوْلُوْا تو وہ کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا کیوں نہیں بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ پس ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ہو جاتے مومنوں میں سے۔

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ چلا آ رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین سے واپس مصر جا رہے تھے اہل و عیال سمیت۔ تو اللہ تعالیٰ نے طور کے کنارے پر مقدس وادی طویٰ میں نبوت عطا فرمائی، معجزے عطا فرمائے انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کو تبلیغ کی۔ جب ان کی طرف سے ایمان کی کوئی امید نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کو رات

کے وقت لے کر چلے جائیں۔ پھر فرعون اور اس کی قوم تباہ ہوگئی غرق ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر وادی تیہ پہنچ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی۔ آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے بعد تورات کا بڑا بلند مقام ہے اس کا تذکرہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو تورات کا عطا ہونا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بعد اس کے کہ ہم نے ہلاک کیا پہلی جماعتوں کو۔ نوح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی، ھود علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی، صالح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی، شعیب علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی، فرعون اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے، ان ہلاکتوں کے بعد تورات ملی۔ یہ تورات کیوں دی گئی؟ بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ بصائر بصیرت کی جمع ہے۔ بصیرت کا معنیٰ ہے دل کی روشنی۔ بصارت آنکھ کی روشنی کو کہتے ہیں۔ معنیٰ ہوگا ہم نے تورات اس لیے دی کہ لوگوں کے دلوں میں روشنی پیدا ہو وَهُدًى اور ہدایت تھی اپنے دور میں قرآن کریم کی طرح وَّرَحْمَةً اور رحمت لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ تورات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اور نہیں تھے آپ اے نبی کریم ﷺ! وادی کے مغربی کنارے پر یا پہاڑ کے مغربی کنارے پر۔ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ جب ہم نے معاملہ طے کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ جب وہ مدین سے واپس مصر جارہے تھے طور کے کنارے پر مغرب کی طرف سے آواز دی جس کے متعلق تم تفصیل سے سن چکے ہو کہ ایک درخت سے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی تھی جس کو موسیٰ علیہ السلام ظاہری آگ سمجھے تھے۔ جس وقت وہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی يٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ

الْعٰلَمِیْنَ ''اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین میں نے آپ کو نبوت دی ہے'' اور موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ان کے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت ملی اور اللہ تعالیٰ نے دو معجزے عطا فرمائے: عصا کا سانپ بن جانا اور ید بیضا۔ اور حکم دیا کہ دونوں بھائی جا کر فرعون اور اس کی جماعت کو تبلیغ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ معاملہ طے کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود نہیں تھے وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ اور آپ نہیں تھے حاضر ہونے والوں میں سے۔ موسیٰ علیہ السلام کے حالات دیکھنے والوں میں آپ شامل نہیں تھے کہ ان واقعات کو چشم دید واقعات کے طور پر بیان کریں۔

حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی :

اس میں آپ ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کی صراحت کے ساتھ نفی کی گئی ہے۔ لیکن جاہل قسم کے لوگوں نے بلا وجہ حاضر و ناظر اور علم غیب کا عقیدہ گھڑ لیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان میں اور کوئی شریک نہیں ہے نہ نبی، نہ ولی، نہ کوئی فرشتہ، نہ جن۔ فرمایا کہ جب ہم نے مغربی جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تو آپ اس وقت موجود نہیں تھے وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا اور لیکن ہم نے پیدا کیں جماعتیں فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ پس لمبی ہو گئیں ان پر عمریں، ان کی زندگیاں دراز ہو گئیں وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوئے، ظلم اور سرکشی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ اور آپ نہیں تھے مقیم مدین والوں میں کہ آپ کو حالات کا علم ہوا اور اب آپ ان کو سنا رہے ہیں تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ مدین کے واقعات بھی موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہم ہی

نے آپ کو بتلائے ہیں آپ کوئی عالم الغیب تو نہیں ہیں وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ اور لیکن ہم بھیجنے والے ہیں رسولوں کو۔ ہم ان پر وحی نازل کر کے پہلے واقعات سے آگاہ کرتے ہیں اور آئندہ حالات سے مطلع کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے ایک یہودی نے تخلیق کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا پھر اس کے سوال کا جواب دیا۔ یہودی چلا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ یہودی نے جب یہ سوال کیا تھا تو مجھے اس کا جواب معلوم نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے فوراً جبرائیل کو بھیج کر سوال کا جواب پہنچایا جو یہودی کے علم کے مطابق بھی درست تھا اس لیے وہ مطمئن ہو کر چلا گیا اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا اور نہیں تھے آپ طور کے کنارے پر جس وقت ہم نے آواز دی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں اور آپ وادی مقدس طویٰ میں ہیں اپنے جوتے اتار دیں میں نے آپ کو نبوت ورسالت کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہماری اس گفتگو کے وقت آپ وہاں موجود نہیں تھے یہ ساری باتیں ہم نے آپ کو بتائی ہیں وَلٰکِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ اور لیکن یہ رحمت ہے آپ کے رب کی کہ آپ کو ان حالات سے آگاہ فرمایا ورنہ آپ حاضر و ناظر تو نہیں تھے یہ رحمت ہے آپ کے پروردگار کی طرف سے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰھُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِکَ تاکہ آپ ڈرائیں ان لوگوں کو جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا کیونکہ عربوں کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد طویل عرصے تک کوئی نبی نہیں آیا تقریباً ڈیڑھ ہزار سال تک۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا عرب بھی پہلے صحیح دین ابراہیمی پر تھے۔

عرب میں شرک کی ابتدا اور لفظ قوم کی تشریح :

آنحضرت ﷺ سے تقریباً پانچ سو سال پہلے قصی بن کلاب کے زمانے میں یہاں شرک کی ابتدا ہوئی اور اکثر لوگ مشرک ہو گئے۔ یہاں پر قوم کا لفظ خاص طور پر توجہ طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تو کیا آپ ﷺ صرف عربوں کے لیے مبعوث ہوئے ہیں؟

حضور ﷺ قومی نبی بھی ہیں اور عالمی بھی :

نہیں بلکہ آپ ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ پہلی حیثیت تو قومی نبی کی ہے کہ آپ ﷺ سرزمین عرب میں عربوں کے لیے مبعوث ہوئے اور دوسری حیثیت رسول عالمین کی ہے آپ ﷺ ساری کائنات کے لیے مبعوث ہوئے۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰۸ میں ہے یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ''اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' اور سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۳ میں ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ''تاکہ آپ مکے والوں اور اس کے اردگرد والوں کو ڈرائیں وَ مَنْۢ بَلَغَ اور ان لوگوں کو بھی جہاں تک یہ قرآن پہنچے۔'' مطلب یہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے تک خدا کا یہ پیغام پہنچے گا۔'' تو اس لحاظ سے آپ ﷺ بین الاقوامی نبی ہیں تمام اقوام عالم کی سعادت آپ ﷺ سے وابستہ ہے۔ تو فرمایا تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو کہ آپ سے پہلے ان کو ڈرانے والا کوئی نہیں آیا لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ عرب کی طرف ڈیڑھ ہزار سال تک کوئی پیغمبر نہیں آیا اگر آخری پیغمبر کو بھی مبعوث نہ فرماتے اور پھر ان پر کوئی مصیبت آجاتی تو یہ لوگ فوراً کہہ دیتے کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول ہی نہیں آیا جو ہمیں سیدھا راستہ دکھاتا اور ہم عذاب الٰہی سے بچ جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر

بھیج کران کا منہ بند کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پہنچے ان کو مصیبت بہ سبب اس کے کہ آگے بھیجیں ان کے ہاتھوں نے برائیاں۔اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے کبھی کوئی مصیبت پہنچتی فَیَقُوْلُوْا تو وہ کہیں گے رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا اے ہمارے رب! کیوں نہیں بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ پس ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ہو جاتے ایمان والوں میں سے۔تو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر بھیج کران کا یہ عذر ختم کردیا تاکہ کل قیامت والے دن یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا ہی نہیں آیا تھا ہمیں کفر وشرک سے آگاہ ہی کسی نے نہیں کیا ہمیں حق و باطل کا علم ہی نہیں تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر بھیج کر یہ سارے اعتراضات ختم کر دیئے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰیؕ اَوَلَمْ یَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَؕ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ پس جب آیا ان کے پاس حق مِنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے قَالُوْا کہا ان لوگوں نے لَوْلَآ اُوْتِیَ کیوں نہیں دیئے گئے اس نبی کو مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی اس کے مثل جو دیئے گئے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات اَوَلَمْ یَكْفُرُوْا کیا اور انہوں نے انکار نہیں کیا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی اس چیز کا جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے قَالُوْا کہا انہوں نے سِحْرٰنِ یہ

دونوں جادو ہیں تَظٰهَرَا ایک دوسرے کی تاکید کرتے ہیں وَقَالُوْآ اورانہوں نے کہا اِنَّا بے شک ہم بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ہرایک کا انکار کرتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ پس لاؤتم کوئی کتاب مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے هُوَ اَهْدٰى وہ زیادہ ہدایت والی ہو مِنْهُمَآ ان دونوں سے اَتَّبِعْهُ میں اس کی پیروی کروں گا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہوتم سچے فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ پس اگر یہ قبول نہ کریں آپ کی بات کو فَاعْلَمْ پس آپ جان لیں اَنَّمَا پختہ بات ہے يَتَّبِعُوْنَ وہ پیروی کرتے ہیں اَهْوَآءَهُمْ اپنی خواہشات کی وَمَنْ اورکون ہے اَضَلُّ زیادہ گمراہ مِمَّنِ اس شخص سے اتَّبَعَ هَوٰهُ جس نے پیروی کی اپنی خواہش کی بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو وَلَقَدْ اورالبتہ تحقیق وَصَّلْنَا ہم نے لگاتار ملادیا لَهُمُ الْقَوْلَ ان لوگوں کے لیے بات کو لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اَلَّذِيْنَ وہ لوگ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جن کو دی ہم نے کتاب مِنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وہ اس پرایمان لاتے ہیں وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اورجس وقت پڑھ کرسنایا جاتا ہے ان کو قَالُوْآ وہ کہتے ہیں اٰمَنَّا بِهٖ ہم ایمان لائے اس پر اِنَّهُ الْحَقُّ بے شک یہ قرآن حق ہے مِنْ رَّبِّنَآ ہمارے رب کی طرف سے اِنَّا كُنَّا بے شک ہم تھے مِنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے مُسْلِمِيْنَ ماننے والے اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ یہ وہ لوگ

ہیں دیا جائے گا ان کو اَجْرَهُمْ ان کا اجر مَّرَّتَيْنِ دُہرا بِمَا صَبَرُوْا بہ سبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا وَ يَدْرَءُ وْنَ بِالْحَسَنَةِ اور ٹالتے ہیں اچھائی کے ساتھ السَّيِّئَةَ برائی کو وَمِمَّا اور اس میں سے رَزَقْنٰهُمْ جو ہم نے ان کو روزی دی ہے يُنْفِقُوْنَ خرچ کرتے ہیں۔

اہل مکہ کی طرف حضور ﷺ کی بعثت اتمام حجت ہے :

کوئی یہ نہ کہے یعنی مکے والے یہ نہ کہیں کہ ہم تو ان پڑھ تھے ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ نیکی کیا ہے بدی کیا ہے حق کیا ہے باطل کیا ہے؟ ناسمجھ لوگ ہیں کدھر جائیں۔اللہ تعالیٰ نے اس بہانے کو ختم کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا قرآن بھی ان کی زبان میں نازل فرمایا اور ساری حقیقت کو کھول دیا اور حقیقت ان پر واضح کر دی۔انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو تسلیم کر لیتے اور قرآن پاک جیسی کتاب کو مان لیتے مگر ہوا کیا ؟ وہ سنو! فَلَمَّا جَآءَ هُمُ الْحَقُّ پس جب آیا ان کے پاس حق ، مکے والوں کے پاس حق آیا، عربوں کے پاس حق آیا، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے مِنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے۔یہ قرآن ہم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا تو جب ہماری طرف سے حق آ گیا قَالُوْا کہا ان لوگوں نے لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى کیوں نہیں دیئے گئے اس نبی کو معجزے اُس جیسے جو دیئے گئے موسیٰ علیہ السلام کو۔ یہ بھی لاٹھی ڈالتا سانپ بن جاتی، گریبان میں ہاتھ ڈالے جو سورج کی طرح چمکے۔اگر نبی ہے تو موسیٰ علیہ السلام جیسے معجزات دکھائے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ اور کیا انہوں نے انکار نہیں کیا اس چیز کا جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے اس سے پہلے انکار کرنے والوں نے کیا ان

کا انکار نہیں کیا۔فرعون، ہامان اوران کی کابینہ کے سامنے موسیٰ علیہ السلام نے عصا مبارک ڈالا اژدہا بن گیا، ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا سورج کی طرح چمکنے لگ گیا۔کیا انہوں نے مان لیا تسلیم کرلیا؟ تمہارے بھی نہ ماننے کے بہانے ہیں ورنہ چاند کے دوٹکڑے ہونے سے بڑی کون سی نشانی ہوسکتی ہے۔

چودھویں رات کا چاند تھا مکمل سر پر کھڑا تھا مکے والوں نے آکر آپ ﷺ کو کہا کہ اگر یہ چاند دوٹکڑے ہوجائے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔اللہ تعالیٰ نے چاند دوٹکڑے کردیا۔اس طرح کہ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف جبل ابوقبیس پر اور دوسرا مغرب کی طرف جبل قُیقُعَان پر چلا گیا۔ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ تجھے بھی دوٹکڑے نظر آرہے ہیں؟ وہ کہتا ہاں! دوٹکڑے نظر آرہے ہیں۔مگر ایک نے بھی ایمان قبول نہیں کیا اور کہنے لگے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ [سورۃ القمر] ''بڑا مضبوط جادو ہے۔'' آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہا کہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے اس کے جادو کا اثر چاند پر بھی ہوگیا ہے۔

؎ خوئے بدرا بہانہ ہائے بسیار

بُری عادت والا ضدی آدمی کبھی صحیح بات نہیں مانتا۔نہ ماننے کے لیے کیا شوشہ چھوڑا کہ اس کے ہاتھ سے اس طرح کے معجزے کیوں نہیں ظاہر ہورہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے اس سے پہلے۔اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کیا انہوں نے انکار نہیں کیا اس چیز کا جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی اس سے پہلے قَالُوْا کہنے لگے سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا یہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔

لفظ سحران کی وضاحت :

سحران سے مراد قرآن پاک اور تورات ہے۔قرآن بھی جادو ہے اور موسیٰ علیہ

السلام کو جو معجزات ملے تھے وہ بھی جادو تھے معاذ اللہ تعالیٰ۔ یہ قرآن تورات کی تائید کرتا ہے اور تورات قرآن کی تاکید کرتی ہے۔ کیونکہ مکے والے عربی تھے قرآن پاک کی فصاحت کو مانتے تھے قرآن پاک کے اثر کا تو انکار نہ کر سکے بجائے اس کے کہ اس کے اثر کو حق کا اثر سمجھتے جادو کا اثر کہہ کر ٹال دیا۔ تو ایک تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو اور تورات کو کہا کہ یہ جادو ہیں ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں اور یہی تفسیر راجح ہے کیوں کہ اگلی آیت اس کی تائید کرتی ہے قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ آپ کہہ دیں پس لاؤ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب جو زیادہ ہدایت پر مشتمل ہو تورات اور قرآن سے میں اس کی پیروی کروں گا۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ سحران مصدر ہے اور معنٰی میں ساحران کے ہے۔ پھر معنٰی یہ ہو گا کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں تائید کرتے ہیں وَقَالُوْآ اور کہا انہوں نے اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ بے شک ہم ہر ایک کا انکار کرتے ہیں نہ قرآن کو مانتے ہیں نہ تورات کو مانتے ہیں۔

قرآن پاک کا اپنی سچائی پر چیلنج :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ آپ کہہ دیں پس لاؤ تم کوئی کتاب مگر اپنی طرف سے نہیں مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ وہ زیادہ ہدایت والی ہو ان دونوں سے۔ قرآن سے بھی اور تورات سے بھی اَتَّبِعْهُ میں اس کی پیروی کروں گا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے تو لے آؤ کوئی کتاب فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ پس اگر یہ قبول نہ کریں آپ کی بات کو آپ کا یہ چیلنج قبول نہ کریں فَاعْلَمْ پس آپ جان لیں اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ پختہ بات ہے کہ وہ اپنی خواہشات

کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ چیلنج کب وہ قبول کر سکتے تھے اور کب کوئی کتاب لا سکتا ہے؟ قرآن نے تو فیصلہ سنا دیا کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [بقرة:۲۳] ''اور اگر ہو تم شک میں اس چیز کے بارے میں جو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر پس لاؤ تم ایک سورت چھوٹی سی اس کے مثل اور بلا لو اپنے مددگاروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر ہو تم سچے۔'' قرآن پاک کی تین سورتیں سب سے چھوٹی ہیں۔ سورۃ العصر سورۃ کوثر، سورۃ نصر۔ ہر ایک کی تین تین آیات ہیں تین آیات سے کم کوئی سورۃ نہیں ہے اسی لیے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں کم از کم تین آیات پڑھنی چاہئیں۔ اگر کسی نے تین آیات سے کم قرآن پڑھا تو اس کی رکعت صحیح نہیں ہوگی۔ یا ایک آیت لمبی ہو آيَةٌ طَوِيْلَةٌ جیسے تیسرے پارے میں قرآن پاک کی سب سے لمبی آیت ہے اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى [بقرة:۲۸۲] تو قرآن پاک کے مثل کوئی چھوٹی سی سورت لاؤ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا ''پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے'' تو محض دعویٰ اور ضد سے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ تو فرمایا کہ اگر یہ آپ کا چیلنج قبول نہ کریں تو جان لو یہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وَ مَنْ اَضَلُّ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے۔

خواہشات کو رب تعالیٰ کے احکامات کے مطابق پورا کرو :

جس خواہش کے پیچھے رب تعالیٰ کی ہدایت نہ ہو ایسی خواہش کی پیروی کرنے والے سے بڑا گمراہ کون ہے۔ رب تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق کون سی خواہش ہوگی؟ دیکھو

اللہ تعالیٰ نے خواہشات تو انسان میں پیدا فرمائی ہیں پانی پینے کی خواہش ہے، روٹی کھانے کی خواہش ہے، جنسی خواہشات ہیں اور بہت سی خواہشات ہیں مگر ان خواہشات کو رب تعالیٰ کے احکامات کے مطابق پورا کرو۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ''کھاؤ پیو وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف نہ کرو۔'' [اعراف:۳۱] اور جنسی خواہش کو پورا کرو نکاح کے ساتھ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ [النساء:۳] ''پس تم نکاح کرلو ان سے جو تم کو پسند ہوں عورتوں میں سے۔'' تو خواہشات کو شریعت کے حکم کے مطابق پورا کرو۔ اور ایسی خواہشات جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر پوری کی جائیں مثلاً شراب پینا، حرام کھانا، خنزیر کھانا، چوری کرنا، ڈاکا ڈالنا بُرے کام کرنا، ایسی خواہشات کی پیروی کرنے والا سب سے زیادہ گمراہ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔ جبراً دے سکتا ہے قادر مطلق ہے مگر اس کا ضابطہ ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ الکھف] ''پس جس کا جی چاہے خوشی سے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے مرضی سے۔'' اللہ تعالیٰ جبر کسی پر نہیں کرتا اتنا ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ انسان جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دے دیتا ہے۔ جو سیدھے راستے پر چلنے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کی توفیق دے دے گا اور جو غلط راستے پر چلنے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کی توفیق دے دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ اور البتہ تحقیق ہم نے لگا تار ملا دیا ان لوگوں کے لیے بات کو وَصَلَ يَصِلُ کا معنیٰ ہے ملنا، وصال مشہور لفظ ہے۔ اور وَصَّلَ يُوَصِّلُ باب تفعیل ہے اس کا معنیٰ ہے ملانا۔ مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے ان لوگوں کے لیے بات ملائی۔ اصل میں یہ ایک سوال کا جواب ہے۔

کیا جن جماعتوں کو ہلاک کیا ان کے پاس پیغمبر نہیں آئے :

سوال یہ ہے کہ جن جماعتوں کو ہلاک کیا گیا ہے کیا ان کے پاس پیغمبر نہیں آئے وحی نہیں آئی ؟ بس ان کو بے خبری ہی میں ہلاک کر دیا گیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک پیغمبر آیا اس پر وحی نازل ہوئی پھر دوسرا پیغمبر آیا اس پر وحی نازل ہوئی پھر تیسرا پیغمبر آیا اس پر وحی نازل ہوئی ۔ اب لازمی معنٰی کرتے ہیں کہ ہم نے ان کے لیے بات بیان کر دی پیغمبر لگاتار آتے رہے حق بیان کرتے رہے یہاں تک کہ آخری پیغمبر آنحضرت ﷺ تشریف لائے ۔ اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور آپ ﷺ کا کام اللہ تعالیٰ امت کے کندھوں پر ڈال دیا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [آل عمران: ۱۱۰] ''تم سب امتوں سے بہتر امت ہو تمہیں لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تمہارا کام کیا ہے، نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو۔'' الحمدللہ ! اس امت نے آپ کے دین کی صحیح حفاظت کی ہے ۔ گو لوگوں نے بدعات گھڑی ہیں، رسومات گھڑی ہیں، رواجات میں پڑے ہیں مگر ان تمام خرافات کے باوجود اس وقت بھی اسلام اپنی اصل شکل میں موجود ہے اور قیامت تک رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ کوئی باطل فرقہ اسلام کو گڈ مڈ نہیں کر سکتا ۔ تو فرمایا البتہ تحقیق ہم نے لگاتار ملا دیا ان لوگوں کے لیے بات کو لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ جن کو ہم نے دی کتاب، تورات، زبور، انجیل مِنْ قَبْلِهٖ اس قرآن سے پہلے هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ جو صحیح معنٰی میں تورات، انجیل، زبور پر ایمان لاتے ہیں اور اہل انصاف ہیں جیسے عبداللہ بن سلام، حضرت ثعلبہ، حضرت اسد، حضرت اُسید، حضرت بنیامین ؓ یہ پہلے یہودی تھے قرآن

پاک آیا ان لوگوں نے فوراً حق کو قبول کرلیا۔ اور حضرت تمیم داری، عدی بن حاتم اور عدی بن بدآء ﷺ پہلے عیسائی تھے حضرت سلمان فارسی ﷺ بھی عیسائی تھے جس وقت انہوں نے حق کو سنا فوراً قبول کرلیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ اور جس وقت ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے قرآن قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ وہ جو حق پرست ہیں اہل کتاب میں سے وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے کیوں؟ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ بے شک یہ قرآن حق ہے ہمارے رب کی طرف سے آیا ہے اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ بے شک ہم تھے اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ماننے والے۔ پہلی کتابوں میں ذکر تھا کہ نبی آخرالزمان تشریف لائیں گے ان پر کتاب نازل ہوگی۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷ میں ہے اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ ''یہ وہ نبی ہے جس کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔'' تو ان میں سے جو اہل انصاف تھے وہ قرآن پر فوراً ایمان لائے کہ یہ ہمارے رب کی طرف سے ہے اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ یہی وہ لوگ ہیں ان کو دیا جائے گا اجر دُہرا بِمَا صَبَرُوْا بسبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا۔ پہلے وہ سابقہ دین پر ایمان رکھتے تھے پھر جب آخری پیغمبر تشریف لائے تو اس پر ایمان لائے اس پر نازل ہونے والی کتاب کو مانا جس کی وجہ سے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑیں مگر انہوں نے صبر واستقامت کا دامن نہیں چھوڑا۔ اس لیے یہ لوگ دُہرے اجر کے مستحق ہیں۔

اہل کتاب کے لیے دُہرا اجر :

حدیث پاک میں آتا ہے اور قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ بھی اس پر دلالت کر رہی ہے کہ اہل کتاب میں سے جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے گا اس کو ڈبل اجر ملے گا۔ اگر کسی

نیکی پر دوسروں کو دس نیکیاں ملتی ہیں تو ان کو بیس ملیں گی اگر دوسروں کو سات سو ملتی ہیں تو ان کو چودہ سو ملیں گی۔فرمایا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اور ٹالتے ہیں اچھائی کے ساتھ برائی کو وہ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ نہیں دیتے بھلائی کے ساتھ دیتے ہیں۔کوئی ان کو گالیاں دیتا ہے تو وہ ان کو دعائیں دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ پروردگار ان گالیوں کو ہمارے گناہوں کا کفارہ بنا دے اور اے گالی دینے والے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے۔اور ان میں یہ خوبی بھی ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اور اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ٘ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ٘
لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ
اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ٘ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَ قَالُوْۤا
اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ
لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ
مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا
قَلِیْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى
حَتّٰى یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا
مُهْلِكِی الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ
شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتُهَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ
وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

وَ اِذَا سَمِعُوا اور جس وقت وہ سنتے ہیں اللَّغْوَ بے ہودہ چیز اَعْرَضُوْا
عَنْهُ تو اعراض کرتے ہیں اس سے وَ قَالُوْا اور کہتے ہیں لَنَا اَعْمَالُنَا ہمارے
لیے ہمارے اعمال وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور تمہارے لیے تمہارے اعمال سَلٰمٌ
عَلَیْكُمْ سلامتی ہو تم پر لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ہم نہیں الجھتے جاہلوں کے ساتھ

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے مَنْ اَحْبَبْتَ جس کے ساتھ آپ کی محبت ہے وَلٰـکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے مَنْ یَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے وَ ھُوَ اَعْلَمُ اور وہ خوب جانتا ہے بِالْمُھْتَدِیْنَ ہدایت پانے والوں کو وَقَالُوْآ اور انہوں نے کہا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی اگر ہم پیروی کریں ہدایت کی مَعَکَ آپ کے ساتھ نُتَخَطَّفْ ہم اچک لیے جائیں مِنْ اَرْضِنَا اپنی زمین سے اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ کیا اور ہم نے قدرت نہیں دی ان کو حَرَمًا حرم میں اٰمِنًا جو امن والا ہے یُّجْبٰٓی اِلَیْہِ کھینچ کر لائے جاتے ہیں اس کی طرف ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کا پھل رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا رزق ہماری طرف سے وَلٰـکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے وَکَمْ اَھْلَکْنَا اور کتنی ہلاک کیں ہم نے مِنْ قَرْیَۃٍ بستیاں بَطِرَتْ جو اترا گئی تھیں مَعِیْشَتَھَا اپنی زندگی میں فَتِلْکَ مَسٰکِنُھُمْ پس یہ ان کے مکانات ہیں لَمْ تُسْکَنْ مِّنْ بَعْدِھِمْ نہیں بسائے گئے ان کے بعد اِلَّا قَلِیْلًا مگر بہت تھوڑے وَکُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ اور ہم ہی وارث ہیں وَمَا کَانَ رَبُّکَ اور نہیں ہے آپ کا رب مُھْلِکَ الْقُرٰی بستیوں کو ہلاک کرنے والا حَتّٰی یَبْعَثَ یہاں تک کہ بھیج دے فِیْٓ اُمِّھَا ان بستیوں کی مرکزی بستی مین رَسُوْلًا رسول یَّتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا جو تلاوت کرے ان پر ہماری آیتیں وَمَا کُنَّا مُھْلِکِی الْقُرٰٓی اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو اِلَّا مگر وَاَھْلُھَا

ظٰلِمُوْنَ اس حال میں کہ ان کے باشندے ظالم ہوتے ہیں وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ اور جو چیز تم کو دی گئی ہے فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پس یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے وَزِيْنَتُهَا اور دنیا کی زینت وَمَا عِنْدَاللّٰهِ اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے خَيْرٌ بہت بہتر ہے وَّ اَبْقٰى اور بہت پائیدار ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

نیک دل اہل کتاب کی تیسری خوبی :

اس سے پہلے ان نیک دل اہل کتاب کا ذکر تھا کہ جو قرآن پاک پر بھی ایمان لائے ہیں اور ان کی خوبیاں بیان فرمائی کہ وہ لوگ برائی کا بدلہ بھلائی کے ساتھ ٹالتے ہیں۔ دوسری خوبی یہ بیان فرمائی کہ ہم نے جو ان کو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ ان کی تیسری خوبی کا ذکر ہے۔ فرمایا وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اور جب وہ سنتے ہیں بے ہودہ چیز اَعْرَضُوْا عَنْهُ تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔ بے ہودہ چیز کسے کہتے ہیں؟ تو اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو شریعت کے خلاف ہو وہ بے ہودہ ہے۔ شریعت کے خلاف کوئی بات کرے تو وہ نہیں سنتے اعراض کرتے ہیں۔ اور ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اگر ان کو کوئی گالی دے بُرا بھلا کہے تو وہ اس کا جواب نہیں دیتے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اگر یہ بھی اسی طرح کا جواب دیں تو پھر ان میں اور گالی دینے والے میں کوئی فرق نہیں رہے گا اور یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے۔ مشرک کافر منہ پھٹ قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے سامنے ان کو کہتے تھے کہ تم شاعر ہو، پاگل ہو، ساحر ہو، کذاب ہو، مفتری ہو، تم پر جادو کیا ہوا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا کہ مجھے پاگل کہنے والو تم خود پاگل ہو تم خود جھوٹے ہو۔ تو فرمایا کہ جب وہ بے ہودہ بات کو سنتے

ہیں تو اس کا جواب نہیں دیتے وَقَالُوْا اور کہتے ہیں لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلامتی ہو تم پر ہم تمہیں گالیاں نہیں دیں گے تمہاری کسی خیانت کا جواب نہیں دیں گے۔ کیوں؟ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ہم نہیں الجھتے جاہلوں کے ساتھ۔ جاہل کی مثال باؤلے کتے کی ہے۔ اب اگر کتا کسی کو کاٹ لے تو وہ یہ کہے کہ میں نے بدلہ لینا ہے اور سارا دن کتے کی تلاش میں پھرتا رہے یہ کوئی انسانیت ہے۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں :

آگے رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہدایت رب تعالیٰ کے قبضے میں ہے مخلوق میں سے کسی کے پاس ہدایت نہیں ہے چاہے وہ کتنی بڑی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی ہستی نہیں ہے لیکن آپ ﷺ اپنے خدمت گار چچا عبد مناف ابو طالب اس کی کنیت تھی کو ہدایت نہیں دے سکے۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال کی تھی یا بارہ سال کی تھی تاریخ میں اختلاف ہے کہ جب آپ ﷺ کے دادا جان کا انتقال ہوا ہے بعض تاریخ کی کتابیں آٹھ سال بتاتی ہیں اور بعض بارہ سال بتاتی ہیں بارہ سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر تک ابو طالب نے جس انداز سے آپ کی خدمت کی ہے تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی کہ کسی چچا نے نظریات کے اختلاف کے باوجود اتنی خدمت کی ہو۔ آنحضرت ﷺ قلبی طور پر چاہتے تھے کہ میرے چچا کو ایمان نصیب ہو جائے مگر ان کے جو ساتھی تھے وہ قبیلے کے بڑے سرکردہ لوگ تھے۔ ابو جہل، عتبہ، شیبہ ولید بن عتبہ، ولید بن مغیرہ۔ یہ ان کی سوسائٹی سے نکل نہیں سکے۔ برا ساتھ بھی برا ہوتا ہے، بری مجلس بھی بری مجلس ہوتی ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ ابو طالب بیمار ہوا بہ ظاہر نظر آ رہا تھا کہ بچنا مشکل ہے۔ آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے ابو جہل ابن قمیہ وغیرہ بھی وہیں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے خیال فرمایا کہ یہ لوگ اٹھ کر چلے جائیں تو میں کچھ کہوں۔ ابو جہل بڑا تیز طرار آدمی تھا اس کو معلوم تھا کہ اس نے مرتے ہوئے بھی چچا کو کلمہ پڑھانے کی کوشش کرنی ہے، نہیں اٹھا سارے کام چھوڑ کر بیٹھا رہا۔ تو آپ ﷺ نے اس کے سامنے فرمایا یَا عَمِّیْ قُلْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ''چچا جی کلمہ پڑھ لیں۔'' تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ کہنے والا ہو جاؤں۔ ابو طالب نے اس وقت ایک لمبا چوڑا قصیدہ بھی پڑھا اور بخاری شریف میں یہ لفظ آتے ہیں کہ اگر مجھے اپنے گروہ سے عار کا خیال نہ ہوتو اَقْـــرَرْتُ عَیْنَیْکَ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا مگر میرے ساتھی کہیں گے کہ مرتے وقت ہمارے ساتھ غداری کی ہے۔ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں وَلَـقَـدْ عَـلِمْتُ بِـاَنَّ دِیْـنِ مُحَمَّدٍ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃ ''میں جانتا ہوں کہ محمد ﷺ کا دین تمام دینوں سے اچھا ہے۔'' مگر مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ میری برادری میرے ساتھی کہیں گے کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ گیا۔ جس وقت یہ لفظ کہے لَا قَـرَرْتُ عَیْنَیْکَ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ابو جہل یہ سمجھا کہ یہ تو نرم ہو گیا ہے تو یہ لفظ کہے یَـا غُـدَرُ اَتَتْرُکُ مِلَّۃَ اَبِیْکَ ''اے غدار مرتے وقت اپنے باپ کا دین چھوڑنا چاہتا ہے ہمارے ساتھ بات کرو۔ اور اپنی طرف کھینچا۔'' بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے اَبٰـی اَنْ یَّـقُوْلَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہ ''لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ ابو داؤد شریف کی روایت ہے کہا حضرت! اِنَّ عَـمَّـکَ الشَّیْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ ''بے شک آپ کا

چچا بوڑھا گمراہ مر گیا ہے مجھے بتلاؤ میں کیا کروں۔'' کفن، قبر، دفن ان میں شرکت کروں یا نہ کروں؟ آپ نے فرمایا اِذْهَبْ فَوَارِ اَبَاکَ ''جاؤ اپنے باپ کو دفن کرو۔'' لیکن آنحضرت ﷺ نے شرکت نہیں کی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ بے شک آپ اے محمد ﷺ! ہدایت نہیں دے سکتے مَنْ اس کو اَحْبَبْتَ جس کے ساتھ آپ کی محبت ہے۔ ہدایت دینا آپ کا کام نہیں ہے وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ وہ ہدایت کس کو دیتا ہے؟ وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ [رعد: ۲۷] ''اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے اور دوسری جگہ مَنْ یُّنِیْبُ کے لفظ ہیں جو اس کی طرف رجوع کرے گا۔ طالب کو ہدایت دیتا ہے زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت حاصل کرنے والوں کو وَقَالُوْٓا اور کہا مکے کے مشرکوں نے بات ٹالنے کے لیے اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَکَ اگر ہم پیروی کریں ہدایت کی جو آپ کے پاس ہے آپ جو ہدایت لے کر آئے ہیں اس کی پیروی کرتے ہیں نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا تو ہم اچک لیے جائیں گے اپنی زمین سے۔ آپ سچے ہیں آپ کا رستہ صحیح ہے مگر ہمیں یہ خدشہ ہے کہ اگر ہم آپ کی پیروی کرتے ہیں تو لوگ ہمیں اٹھا کر لے جائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ یہ انہوں نے شوشہ چھوڑا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا کیا ہم نے ان کو قدرت نہیں دی حرم میں ان کو ٹھکانا نہیں دیا جو امن والا ہے۔

مقامِ حرم :

حرم کی حدود میں لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی قتل و غارت، لڑائی جھگڑا، چوری، ڈاکا،

بدمعاشی سے سختی کے ساتھ گریز کرتے تھے۔حرم کی برکت سے ان کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا۔یہاں کون کسی کو چھیڑے گا اور یہ حرم وہ ہے یُجْبٰی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ کھینچ کر لائے جاتے ہیں اس کی طرف ہر قسم کے پھل۔ ہر قسم کے پھل وہاں پہنچائے جاتے ہیں رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا رزق ہماری طرف سے۔مکہ مکرمہ میں خوراک اور پھلوں کی فراوانی اُس دور میں بھی اسی طرح ہوتی تھی جس دور میں موجودہ اسباب نہیں تھے۔آج تو خیر بڑے اسباب ہیں دور دراز سے پھل وغیرہ پہنچتے ہیں لاکھوں کی تعداد میں حجاج ہوتے ہیں ہر ایک کی ضرورت پوری ہوتی ہے بلکہ وہ تھوڑی چیز تو دیتے بھی نہیں آپ کسی دکان دار سے کہیں مجھے ایک کیلا دے دے، ایک سنگترہ دے دو، ایک مسمی دے دو،نہیں دے گا۔کلو آدھا کلو دے گا کم پر اصرار کرو تو کہتے ہیں یلاّ بھاگ جا۔پھر ہر ملک کا اور ہر قسم کا پھل وہاں موجود ہوتا ہے۔

تو فرمایا کہ ہر قسم کا پھل وہاں پہنچتا ہے۔شہر امن والا ہے خطرہ کس بات کا ہے؟ مگر خاموش تو دنیا میں کوئی نہیں رہتا۔تو یہ ان کا بہانہ تھا کہ آپ ﷺ واقعی ہدایت پر ہیں ہم اس ہدایت کو قبول کر لیتے مگر ہمیں یہ خدشہ ہے کہ ہمارے مخالف ہمیں یہاں سے اٹھا کر مار دیں گے رب تعالیٰ نے جواب دیا کہ غلط بات ہے رب تعالیٰ تمہیں ہر قسم کا پھل پہنچاتا ہے اور امن والے شہر میں تمہیں ٹھکانا دیا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔نہ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ مانتے نہیں ہیں۔عقل تو رب تعالیٰ نے سب کو دی ہے اگر کوئی خوشی سے نہ مانے تو رب تعالیٰ زبردستی نہیں منواتا وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اور کتنی ہم نے ہلاک کیں بستیاں بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا جو اترا گئیں اپنی معیشت پر تکبر میں آگئی تھیں اپنی زندگی میں۔انسان کو انسان نہیں سمجھتے تھے ہم نے ان بستیوں کو تباہ

کردیا فَتِلْکَ مَسٰکِنُھُمْ لَمْ تُسْکَنْ مِّنْ بَعْدِھِمْ اِلَّا قَلِیْلاً پس یہ ان کے مکانات ہیں نہیں بسائے گئے ان کے بعد مگر بہت تھوڑے۔اس وقت بھی حجر کے علاقے میں جہاں ثمود قوم رہتی تھی اور ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے چٹانوں میں بنے ہوئے بڑے بڑے مکانات موجود ہیں لیکن ان میں بسنے والا کوئی نہیں ہے۔

ہمارے کچھ ساتھی مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے رہے۔ مولوی عقیل صاحب نصرۃ العلوم میں مدرس بھی رہے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ ہم نے ارادہ کیا حجر کے علاقہ کو دیکھنے کا۔ہم وہاں پہنچے تو ایک چرواہے نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا کہ حجر کا علاقہ دیکھنا چاہتے ہیں۔اس نے کہا لَا تَذْھَبُوْا لَا تَذْھَبُوْا وہاں نہ جاؤ نہ جاؤ ھِنَا ھَلاَکٌ وہاں خدا کا عذاب آیا تھا۔کہتے ہیں ہم وہاں پہنچے۔دوسو چٹانوں میں ہم نے مکان بنے ہوئے دیکھے لیکن وہاں رہنے والا کوئی نہیں ہے۔

وَکُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ اور ہم ہی وارث ہیں۔آگے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرنے کا ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ ہم کب ہلاک کرتے ہیں۔فرمایا وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْٓ اُمِّھَا رَسُوْلاً اور نہیں ہے آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا یہاں تک کہ بھیجتا ہے مرکزی بستی میں رسول۔اُمٌّ کے معنٰی ماں کے ہیں۔ماں اولاد کے لیے منبع ہوتی ہیں تو مراد مرکزی بستی ہے یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا پڑھ کر سنائے ان کو ہماری آیتیں تاکہ وہ بے خبری میں نہ رہیں۔یہ سلسلہ نبوت کا آنحضرت ﷺ تک چلتا رہا جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نبوت ختم کردی اور فرمایا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ [احزاب:۴۰]

آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا وَمَا کُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر اس حال میں کہ اس کے باشندے ظالم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہلاک کرتا ہے مگر انسان کا مزاج اور طبیعت ہے کہ اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتا۔

پچھلے دنوں راولپنڈی والوں پر قلتِ ماء کا عذاب آیا پانی کو ترس گئے اور اب پانی اتنا زیادہ آیا کہ اس کو سنبھال نہیں سکتے آدمی اس میں مر رہے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے مگر لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے کہ تسلیم کریں کہ ہمارا بھی کوئی قصور ہے۔ ہاں اگر زیادہ تنگ ہو جائیں تو اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں وہ بھی ظاہری طور پر اندر کا انقلاب نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے دنیا پر غرور کرنے والو! وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ جو چیز بھی تمہیں دی گئی ہے کسی شے سے دنیاوی چیزوں میں سے فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پس یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے وَزِيْنَتُهَا اور یہ دنیا کی زینت ہے۔ کیا مکان، کوٹھیاں، باغات، کارخانے، دکانیں، سواریاں، یہ سب دنیا کی چیزیں ہیں اور یاد رکھو! وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں جنت میں وہ بہتر ہیں اور بہت پائیدار ہیں (دائمی ہیں۔) دنیا کی کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے کیا فرق ہے پائیدار اور ناپائیدار میں۔ اچھی اور بری کا فرق نہیں سمجھتے۔ دنیا میں غافل ہو کر نہ رہو آخرت کی فکر کرو۔ رب تعالیٰ سب کو فکر آخرت نصیب فرمائے۔

❁ ❁ ❁

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْۤا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾

اَفَمَنْ کیا پس وہ شخص وَّعَدْنٰـــهُ جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے وَعْدًا حَسَنًا وعدہ اچھا فَهُوَ لَاقِيْهِ پس وہ اس وعدے کو ملنے والا ہے كَمَنْ یہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا مَّتَّعْنٰـــهُ جس کو ہم نے فائدہ پہنچایا ہے مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فائدہ دنیا کی زندگی کا ثُمَّ هُوَ پھر وہ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ان لوگوں میں سے ہوگا جو حاضر کیے جائیں گے دوزخ

میں وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ اور جس دن پکارے گا ان کو اللہ تعالیٰ فَیَقُوْلُ پس وہ فرمائے گا اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ کہاں ہیں میرے وہ شریک كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے قَالَ الَّذِیْنَ کہیں گے وہ لوگ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ جن پر لازم ہو چکی ہو گی بات رَبَّنَا اے ہمارے رب هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یہ وہ لوگ ہیں اَغْوَیْنَا جن کو ہم نے گمراہ کیا اَغْوَیْنٰهُمْ كَمَا غَوَیْنَا ہم نے ان کو گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تَبَرَّاْنَآ اِلَیْكَ ہم بے زاری کا اعلان کرتے ہیں آپ کے سامنے مَا كَانُوْٓا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے وَ قِیْلَ اور کہا جائے گا ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ بلاؤ اپنے شریکوں کو فَدَعَوْهُمْ پس وہ ان کو بلائیں گے فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ پس وہ قبول نہیں کریں گے ان کی پکار کو وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور وہ دیکھیں گے عذاب کو لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا یَهْتَدُوْنَ کاش کہ وہ ہدایت یافتہ ہوتے وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا فَیَقُوْلُ پھر فرمائے گا مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ کیا جواب دیا تم نے بھیجے ہوؤں کو فَعَمِیَتْ عَلَیْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ پس تاریک ہو جائیں گی ان پر خبریں یَوْمَىِٕذٍ اس دن فَهُمْ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ پس وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھ سکیں گے فَاَمَّا مَنْ تَابَ پس بہرحال وہ جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا وَ عَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا فَعَسٰٓى اَنْ یَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ پس قریب ہے کہ یہ ہو گا فلاح پانے والوں میں سے وَ رَبُّكَ

یَخْلُقُ اورآپ کارب ہی پیدا کرتا ہے مَا یَشَآءُ جو چاہے وَ یَخْتَارُ اوروہی اختیار رکھتا ہے مَا کَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ نہیں ہے ان لوگوں کے لیے کوئی اختیار سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وَ تَعٰلٰی اور بلند ہے عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس چیز سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حضور ﷺ کی پیروی میں ہے :

اس سے پہلی آیت میں فرمایا وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا سامان اور دنیا کی زینت ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے اور پائیدار ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے کہ فانی اور عارضی شے کیا ہوتی ہے اور پائیدار اور دائمی شے کیا ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی سمجھ لو اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا کیا پس وہ شخص جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے اچھا وعدہ کہ جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرے، آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی کرے حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھے تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے رضا کا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا فَهُوَ لَاقِيْهِ پس وہ شخص اس اچھے وعدے کو ملنے والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر وعدے کو پورا کرنے والا اور کون ہے؟ تو کیا یہ شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ اس شخص کی مثل ہو سکتا ہے کہ ہم نے اس کو فائدہ دیا مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فائدہ دنیا کی زندگی کا۔ دنیا کی زندگی کا سامان دیا ثُمَّ هُوَ پھر وہ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ قیامت والے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جو قیامت والے دن گرفتار کر کے حاضر کیے جائیں گے دوزخ میں۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

دنیا کی زندگی ایک افسانہ :

دنیا کی زندگی افسانے کی طرح بے حقیقت ہے۔ مجرم کی عیش وعشرت اور موج میلے کو تم اس مثال سے سمجھو کہ ایک آدمی مجرم ہے چور، ڈاکو، قاتل ہے پولیس اس کو گرفتار کرنے کے لیے اس کو تلاش کر رہی ہے چھاپے مار رہی ہے وہ رات کو سویا اور اس نے خواب دیکھا کہ وہ بادشاہ بن گیا ہے اور تخت پر بیٹھا ہے اور شاہی تاج اس کے سر پر رکھا ہوا ہے اور نوکر چاکر اس کے آگے پیچھے پھر رہے ہیں عمدہ قسم کے کھانے اس کو مل رہے ہیں اسی عالم عشرت میں یک دم اس کی آنکھ کھلی اور اس نے دیکھا کہ پولیس سر پر کھڑی ہے وہ گرفتار کر کے لے گئے اور چھترول شروع کر دی۔ تو اس کے خواب کی کیا حیثیت ہوگی؟ یہی حال ہے اس آدمی کا کہ وہ مجرم ہے خدا کا نافرمان ہے کفر وشرک میں مبتلا ہے دنیا میں ہر طرح کی راحت اس کو حاصل ہے تو یہ اس کا خوب سمجھو۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے گرفتار ہو کر جہنم میں ہوگا۔ ہاں مومن ہے عقیدہ صحیح ہے اعمال درست ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ مال کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق خرچ کرتا ہے پیغمبر علیہ السلام کی پیروی میں خرچ کرتا ہے، حج کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، قربانی کرتا ہے، فطرانہ ادا کرتا ہے، مجاہدین کی خدمت کرتا ہے تو یہ دولت نور علی نور ہوگی۔ اور نافرمان کے لیے ذلت اور رسوائی کا باعث بنے گی۔

مشرکوں کی ذلت اور رسوائی :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا۔ میدان محشر برپا ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت لگی ہوگی حدیث پاک میں آتا ہے یہ آواز قریب والے بھی سنیں گے اور دور والے بھی سنیں گے سب کو سنائی دے گی فَیَقُوْلُ پس

رب تعالیٰ فرمائیں گے اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے۔اپنے گمان کے مطابق تم نے میرے شریک بنائے ہوئے تھے۔حقیقت میں تو میرا کوئی شریک نہیں تھا تمہارے گمان کے مطابق جو میرے شریک تھے وہ کہاں ہیں لاؤ ان کو تم ہمارے سامنے قَالَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡقَوۡلُ کہیں گے وہ لوگ جن پر لازم ہو چکی ہوگی یہ بات۔وہ کہیں گے جنہوں نے گمراہ کیا رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَغۡوَیۡنَا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا اَغۡوَیۡنٰہُمۡ کَمَا غَوَیۡنَا ان کو گمراہ ہم نے ایسے ہی کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے۔لیکن اے پروردگار! تَبَرَّاۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہم آپ کے سامنے بے زاری کا اعلان کرتے ہیں مَا کَانُوۡۤا اِیَّانَا یَعۡبُدُوۡنَ یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔تو خود اقرار کریں گے کہ ہم خود بھی گمراہ تھے اور ان کو بھی گمراہ کیا۔اور سورۃ سبا آیت نمبر ۳۰-۳۱ میں ہے یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ اَنۡتُمۡ لَکُنَّا مُؤۡمِنِیۡنَ ''کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں سے جنہوں نے تکبر کیا اگر تم نہ ہوتے تو البتہ ہم ہوتے ایمانداروں میں سے۔'' کہیں گے وہ لوگ بڑائی کرنے والے تھے ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰکُمۡ عَنِ الۡہُدٰی ''کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت سے بَعۡدَ اِذۡ جَآءَکُمۡ بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی بَلۡ کُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِیۡنَ بلکہ تم خود مجرم تھے۔'' اور سورہ اعراف آیت نمبر ۳۸ میں ہے رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِہِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ ''اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا لہٰذا ان کو دگنا عذاب دے۔'' یہ ان کی نوک جھوک آپس میں ہوتی رہے گی وَ قِیۡلَ ادۡعُوۡا شُرَکَآءَکُمۡ اور کہا جائے گا بلاؤ اپنے شریکوں کو جن کو تم دنیا میں مشکل کشا، حاجت روا، فریاد رس سمجھ کر پکارتے تھے دستگیر سمجھ کر پکارتے

تھے پکارو ان کو فَدَعَوْهُمْ پس وہ ان کو پکاریں گے فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ پس وہ قبول نہیں کریں گے ان کی پکار کو پس وہ ان کو جواب نہیں دے سکیں گے وہ ان کے کام نہیں آئیں گے ان کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کیا اختیار ہے؟ نہ دنیا میں کوئی کسی کی مشکل کشائی کر سکتا ہے اور نہ آخرت میں کر سکے گا وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور وہ دیکھیں گے عذاب کو سامنے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کھڑے ہوں گے اور دوزخ کا عذاب سامنے نظر آئے گا اس وقت کہیں گے لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ کاش کہ وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ دنیا میں ہمیں ہدایت نصیب ہوتی مگر اس وقت افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ دار الجزاء ہے بدلے کا دن ہے وہاں نیکی اور بدی کا بدلہ ملے گا مجرم بڑی منت سماجت کریں گے کہیں گے اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھیج دے ہم اچھے کام کریں گے لیکن اس وقت ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوگی وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا آواز دے گا فَيَقُوْلُ پس فرمائے گا مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ یہ بتلاؤ کہ کیا جواب دیا تم نے بھیجے ہوئے رسولوں کو۔ پہلے توحید کے متعلق سوال ہوگا تم نے جو میرے شریک بنائے تھے وہ کہاں ہیں؟ پھر رسالت کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم نے میرے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ پس مشتبہ ہو جائیں گی ان پر خبریں، تاریک ہو جائیں گی ان پر خبریں يَوْمَئِذٍ اس دن فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ پس وہ ایک دوسرے سے پوچھ نہیں سکیں گے۔ اس دنیا کے امتحانی نظام میں نقل بھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے سوالات کے جوابات بھی پوچھ لیے جاتے ہیں لیکن وہاں رب تعالیٰ کی اتنی دہشت ہوگی کہ کوئی کسی سے کچھ نہیں پوچھ سکے گا کہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ کسی موقع پر کہیں گے مَا جَآءَنَا مِنْ نَّذِيْرٍ ''ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔'' اور کسی

موقع پر کہیں گے ڈرانے والے تو ہمارے پاس آئے تھے لیکن غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ [مومنون:۱۰۶] ''ہم پر غالب آئی ہماری بدبختی اور تھے ہم لوگ گمراہ۔'' مختلف حیلے بہانے کریں گے لیکن سب بے کار ہوں گے کیونکہ دنیا میں ان کو سمجھانے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی لیکن ان لوگوں نے تسلیم کرنے کے بجائے الٹا حق کا مقابلہ کیا۔

مشرک رب تعالیٰ کی عدالت میں بھی جھوٹ بولیں گے :

قرآن کریم کے بیان کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو سمجھایا لیکن ان کی قوم بھی انکار کر دے گی کہ ہمیں انہوں نے تبلیغ نہیں کی۔ چنانچہ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو بلائیں گے حساب کے لیے حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ ''کیا آپ نے قوم کو تبلیغ کی تھی۔'' نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے پروردگار! میں نے قوم کو تبلیغ کی تھی۔ قوم سے پوچھا جائے گا هَلْ بَلَّغَكُمْ نُوْحٌ ''کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں میرے احکام پہنچائے تھے؟'' کہیں گے ہمارے پاس کوئی آیا ہی نہیں۔ اتنے جھوٹے کہ رب تعالیٰ کی سچی عدالت میں کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی آیا ہی نہیں۔ حالانکہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی ہے۔ ضابطے کے مطابق اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ گواہ پیش کرو اپنے دعوے پر کیونکہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ کو قسم اٹھانا پڑتی ہے۔ تو نوح علیہ السلام کی پوزیشن مدعی کی ہوگی کہ میں نے تبلیغ کی ہے اور وہ لوگ انکار کریں گے کہ ہمیں تبلیغ نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو فرمائیں گے مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ ''آپ کا گواہ

کون ہے؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے میرا گواہ محمد ﷺ اوران کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی امت کو بلائیں گے کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی ہے میری توحید ان کو سمجھائی ہے؟ وہ لوگ کہیں گے پروردگار! یہ لوگ ہمارے خلاف گواہی کس طرح دے سکتے ہیں کیونکہ یہ تو موقع پر موجود ہی نہیں تھے یہ تو ہزاروں سال بعد میں آئے ہیں گواہ تو موقع پر موجود ہوتا ہے؟

ہر گواہی کے لیے موقع پر ہونا ضروری نہیں :

رب تعالیٰ فرمائیں گے سنتے ہو دوسرا فریق کیا کہہ رہا ہے۔ یہ امت کہے گی اے پروردگار! ہم وہاں یقیناً موجود نہیں تھے لیکن اے پروردگار! اگر آپ سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں تو ہماری گواہی بھی سچی ہے۔ اے پروردگار! اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں تو پھر ہماری گواہی بھی سچی ہے کیونکہ اے پروردگار! آپ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ [اعراف:۵۹] ''بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کی قوم کی طرف اور کہا انہوں نے اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔'' اور آپ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ نے فرمایا بَلَّغَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ ''نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو حق پہنچایا۔'' اے پروردگار آپ سچے، آپ کا کلام سچا، آپ کا پیغمبر سچا ،لہٰذا ہماری گواہی بھی سچی اور یاد رکھنا! کہ ہر بات کی گواہی کے لیے موقع پر ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔ فقہائے کرام نے یہ بات بہت سی مثالیں دے کر سمجھائی ہے۔ مثلاً عام لوگوں میں مشہور ہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا ہے تو آپ اس کے متعلق عدالت میں جا کر گواہی دے سکتے ہیں کہ فلاں فلاں کا بیٹا ہے حالانکہ جس وقت وہ پیدا ہوا تھا اس وقت آپ وہاں موجود

نہیں تھے۔اسی طرح ایک آدمی کا ایک عورت کے ساتھ نکاح ہوا ہے اور لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح ہوگیا ہے تو یہ سننے والا آدمی عدالت میں جا کر گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح ہوا ہے بے شک یہ مجلس میں موجود نہ ہو۔اسی طرح کوئی آدمی فوت ہوگیا اور اس کی وفات لوگوں میں مشہور ہوگئی اگر عدالت کو ضرورت پیش آئے تو گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں آدمی فوت ہوگیا ہے بے شک یہ موقع پر موجود بھی نہ ہو اور جنازے میں بھی شریک نہ ہوا ہو۔البتہ ثقہ اور معتبر ذرائع سے خبر کا پہنچنا ضروری ہے۔تو آپ ﷺ کی امت نوح علیہ السلام کے حق میں گواہی دے گی اور فیصلہ ہوگا۔

تو اس دن مشرکوں پر تاریکی چھا جائے گی وہ ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہیں سکیں گے کہ رب تعالیٰ کو کیا جواب دینا ہے ہاں توبہ کا دروازہ کھلا ہے فَاَمَّا مَنْ تَابَ پس بہر حال جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا وَ عَمِلَ صَالِحًا اور اچھے کام کیے فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ پس قریب ہے کہ وہ ہوگا فلاح پانے والوں میں سے۔ہر آدمی گنہگار ہے۔اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے گناہ پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ہر وقت آدمی سمجھے کہ میں گنہگار ہوں اور توبہ کرتا رہے۔مومن کی علامت یہ ہے کہ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا [آل عمران: ۱۳۵] ''اور وہ اصرار نہیں کرتے اس پر جو انہوں نے کیا ہے۔''

رب تعالیٰ کے اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اور آپ ہی کا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اس کے سوا اور کوئی خالق نہیں ہے وَ يَخْتَارُ اور اختیار بھی اسی کا ہے مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ نہیں ہے ان لوگوں کے لیے اختیار۔خدائی اختیارات میں سے

کوئی اختیار مخلوق کے پاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات کسی کو نہیں دیئے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کروایا قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا [اعراف:۱۸۸] ''میں نہیں مالک اپنے نفس کے لیے کسی نفع نقصان کا۔'' اور فرمایا کہ یہ اعلان بھی کر کے ان کو سنا دیں لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ''اے لوگو! سن لو میں تمہارے نقصان اور نفع کا بھی مالک نہیں ہوں۔'' اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے پاس خدائی اختیارات ہوتے تو آنحضرت ﷺ کے پاس ہوتے جب آپ ﷺ کے پاس خدائی اختیارات نہیں ہیں تو اور کسی کے پاس کس طرح ہو سکتے ہیں مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ آج بھی لاؤڈ سپیکر پر پڑھا جاتا ہے الصّلوٰۃ والسلام علیٰ مختارِ اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ کوئی معمولی آدمی بات کرے تو اس کی بات کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی اور اگر باحیثیت آدمی بات کرے تو اس کی بات کی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ بات احمد رضا خان بریلوی نے لکھی ہے جس کو ان لوگوں نے اماموں کے برابر کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنی کتاب ''الامن والعلیٰ'' میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اختیارات آنحضرت ﷺ کو دے دیئے ہیں (اب اللہ تعالیٰ فارغ ہیں) اور آنحضرت ﷺ نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو دے دیئے ہیں۔

احد سے احمد کو اور احمد سے تجھ کو

سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

احد اللہ تعالیٰ کی ذات نے احمد ﷺ کو اختیارات دے دیے اور احمد ﷺ نے کن مکن کے سب اختیارات سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو دے دیئے۔ اور ''الامن والعلیٰ'' میں لکھتا ہے کہ سورج نہیں چڑھتا جب تک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اجازت نہ لے لے اور سلام نہ کر

لے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بڑی بلند شخصیت ہیں اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ان کی ولادت ۴۹۴ھ میں ہوئی ہے اور ۵۶۱ھ میں فوت ہوئے ہیں۔سوال یہ ہے کہ ۴۹۴ھ سے پہلے سورج کس سے اجازت لیتا تھا اور کس کو سلوٹ مارتا تھا؟ بھائی غلو کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔خدا خدا ہے اس کا کوئی حصہ دار نہیں ہے اور یہ بڑے بنیادی مسائل ہیں ان کو فروعی مسائل نہ سمجھنا یہ نظریات قرآن پاک کے صریح خلاف ہیں۔

تو فرمایا آپ ہی کا رب پیدا کرتا ہے اور اختیار بھی اسی کو ہے مخلوق کو کوئی اختیارات حاصل نہیں سُبۡحٰنَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے وَ تَعٰلٰی اور بلند ہے عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ اس چیز سے جو یہ شرک کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے اور محفوظ رکھے۔(آمین)

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ
وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝٦٩ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى
وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٧٠ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝٧١ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝٧٢
وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٧٣ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ
فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٧٤ وَنَزَعْنَا
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ
لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٧٥ ع

وَرَبُّکَ یَعْلَمُ اور آپ کا رب ہی جانتا ہے مَا اس چیز کو تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ جس کو چھپاتے ہیں ان کے سینے وَمَا یُعْلِنُوْنَ اور اس چیز کو جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں وَھُوَ اللّٰہُ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ نہیں کوئی معبود مگر صرف وہی لَہُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی اسی کی تعریف ہے دنیا میں وَالْاٰخِرَۃِ اور آخرت میں وَلَہُ الْحُکْمُ اور اسی کا حکم ہے وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی

طرف تم لوٹائے جاؤ گے قُلْ آپ کہہ دیں اَرَءَ یْتُمْ تم بتلاؤ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ
عَلَيْكُمُ اگر کرے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر الَّيْلَ سَرْمَدًا رات کو ہمیشہ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک مَنْ اِلٰـهٌ غَيْرُ اللّٰهِ کون الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا
يَاْتِيْكُمْ جولادے تمہیں بِضِيَآءٍ روشنی اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ کیا پس تم سنتے نہیں قُلْ
آپ کہہ دیں اَرَءَ یْتُمْ تم بتلاؤ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ اگر کرے اللہ تعالیٰ عَلَيْكُمُ تم
پر النَّهَارَ سَرْمَدًا دن کو ہمیشہ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک مَنْ اِلٰـهٌ
غَيْرُ اللّٰهِ کون الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ جولا کردے تم کو رات
تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ کہ آرام حاصل کرو تم اس میں اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا پس تم دیکھتے
نہیں ہو وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ اور اپنی رحمت سے ہی جَعَلَ لَكُمُ بنائی اس نے
تمہارے واسطے الَّيْلَ رات وَالنَّهَارَ اور دن لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ تم آرام
حاصل کرو رات میں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو وَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر ادا کرو وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ
ان کو پکارے گا فَيَقُوْلُ پس فرمائے گا اَيْنَ شُرَكَآءِ يَ الَّذِيْنَ کہاں ہیں
میرے وہ شریک كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے وَ
نَزَعْنَا اور ہم کھینچ لیں گے مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ہر امت سے شَهِيْدًا گواہ فَقُلْنَا پس
ہم کہیں گے هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ لاؤ اپنی دلیل فَعَلِمُوْآ پس وہ جان لیں گے اَنَّ
الْحَقَّ لِلّٰهِ بے شک حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وَ ضَلَّ عَنْهُمْ اور غائب

ہو جائیں گے ان سے مَّا وہ چیزیں کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جو وہ افترا باندھتے تھے۔

اس سے پہلی آیت کریمہ میں صفت خلق کا بیان تھا کہ وہ خالق ہے اور اس کے سوا خالق کوئی نہیں ہے اور صفت اختیار کا بیان تھا کہ وہ مختار کل ہے سارے جہانوں کا رکھنے والا ہے۔ اب صفت علم کا بیان ہے کہ وہ ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے اور اس کے سوا ظاہر و باطن کو جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَرَبُّکَ یَعْلَمُ اور آپ کا رب ہی جانتا ہے مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ ان چیزوں کو جن کو ان کے سینے چھپاتے ہیں دل چھپاتے ہیں وَمَا ان چیزوں کو بھی یُعْلِنُوْنَ جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ خالق بھی وہی، مختار کل بھی وہی اور سینے کے رازوں کو جاننے والا بھی وہی ہے وَھُوَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ اور وہی ہے اللہ نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا نہ مشکل کشا نہ کوئی مالک نہ مختار نہ کوئی حاضر و ناظر، نہ کوئی عالم الغیب نہ کوئی فریادرس نہ کوئی دستگیر، یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں لَہُ الْحَمْدُ اسی اللہ تعالیٰ کی ہے تعریف فِی الْاُوْلٰی دنیا میں۔ اُوْلٰی سے مراد دَارُ الْاُوْلٰی ہے پہلا گھر۔ اور آخرت کو دارالآخرت کہتے ہیں تو اولیٰ دار کی صفت ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے رب تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ تو تعریف بھی اسی کی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے جو آدمی رب تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہے وہ رب تعالیٰ کی توفیق سے کرتا ہے اور جو کرے گا رب تعالیٰ کی توفیق سے کرے گا وَالْاٰخِرَۃِ اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے وَلَہُ الْحُکْمُ اور اسی کا ہے حکم اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ [یوسف:۴۰] ''حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔'' اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۴ میں ہے اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ''خبردار

مخلوق رب کی ہے اور حکم بھی رب ہی کا نافذ ہوگا۔" آج باطل قوتوں نے لوگوں کے ذہن بگاڑ دیئے ہیں۔ امریکہ کا حکم امریکہ میں، برطانیہ کا حکم برطانیہ میں، فرانس کا حکم فرانس میں، روس کا حکم روس میں۔ وہی ذہن ہم پاکستانیوں کا ہے کہ سرکار جو حکم کرے۔ حالانکہ حکم اور قانون صرف اللہ تعالیٰ کا ہے وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ تمہارا کیا دھرا سب سامنے آجائے گا آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قیامت قائم ہے، جنت دوزخ نظر آئے گی۔ راحت، عذاب سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا۔

قُلْ آپ اے نبی کریم ﷺ! ان سے کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ کا معنیٰ ہے اَخْبِرُوْنِیْ مجھے بتلاؤ مجھے خبر دو اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اگر کرے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر رات کو ہمیشہ۔ تم پر رات کو دائمی کردے، ہمیشہ رات ہی رہے دن ہو ہی نہ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک تو بتلاؤ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ کون الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو تمہیں روشنی لا کر دے اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ کیا پس تم سنتے نہیں ہو اتنی واضح بات تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں سورج طلوع کرے یا نہ کرے۔

توبہ کے دروازے کا بند ہونا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد قیامت کے بالکل قریب ایک وقت ایسا آئے گا لوگ منتظر ہوں گے کہ سورج طلوع ہو لیکن سورج طلوع نہیں ہوگا سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سفیدی ہوتی ہے پھر سرخی۔ اس دن نہ سفیدی ہوگی نہ سرخی نظر آئے گی مطلع بھی صاف ہوگا لوگ حیران ہوں گے کہ سورج نہیں طلوع ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ سورج کو حکم دیں گے کہ آج مشرق کی طرف سے نہیں بلکہ مغرب کی طرف سے طلوع ہونا

ہے۔اس دن سورج معکوس یعنی الٹے طریقے سے راستہ طے کرے گا اور مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا آدھے آسمان تک آئے گا پھر مغرب کی طرف غروب کرے گا اس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔اس کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوگا اس کے بعد اگر کوئی گناہ سے توبہ کرے گا تو قبول نہیں ہوگی۔یوں سمجھو کہ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا یہ سارے جہان کی نزع ہوگی۔جیسے نزع کی حالت میں نہ ایمان قبول ہوتا ہے نہ توبہ قبول ہوتی ہے۔ تو یہ سارے جہان کی نزع ہوگی۔اب نہ ایمان قبول ہوگا نہ توبہ قبول ہوگی اس سے پہلے لوگ جو نیکیاں کرتے تھے بس وہی معتبر ہوں گی۔اس کے بعد اگر کوئی مزید نیکی کرے گا تو وہ قبول نہیں ہوگی۔صفا پہاڑی سے ایک بیل کی شکل کا جانور نکلے گا جو لوگوں کے ساتھ گفتگو کرے گا لوگ اس کی باتیں مانیں گے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ لوگ انسانیت سے گر کر حیوانیت کو پہنچ گئے ہیں۔

الجِنسُ یُمِیلُ اِلَی الجِنسِ

''جنس جنس سے پیار کرتی ہے۔''لوگ اس کی باتیں سمجھیں گے اور مانیں گے۔حالانکہ ان لوگوں کو انبیائے کرام کی باتیں سمجھ نہیں آئیں مگر جانور کی باتیں سمجھ آئیں گی کیونکہ ان کا بھائی آ گیا ہے نا۔حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ روایات نقل کرتے ہیں کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد تقریباً ایک سو سال گزریں گے پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ بگل پھونک دو اور سارا جہان درہم برہم ہو جائے گا۔تو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے تم پر رات کو مسلط کر دے تو کون الٰہ ہے جو تمہیں روشنی لا کر دے گا۔

قُلْ آپ ان سے کہہ دیں اَرَءَیْتُمْ مجھے تم بتلاؤ اِنْ جَعَلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ

النَّهَارَ سَرْمَدًا اگر کر دے اللہ تعالیٰ تم پر دن کو ہمیشہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن تک دن ہی رہے مَنْ اِلٰـهٌ غَیْرُ اللّٰهِ کون الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا یَاْتِیْکُمْ بِلَیْلٍ جو تمہیں رات لا کر دے تَسْکُنُوْنَ فِیْهِ تاکہ تم آرام کرو رات میں اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا پس تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو، رب تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے دن کو لمبا کر دے رات ہو ہی نہ۔

دجال چار جگہوں کے علاوہ ساری دنیا پھرے گا :

چنانچہ جب دجال لعین ظاہر ہو گا مسلم شریف وغیرہ کی روایات کے مطابق وہ چالیس دن دنیا میں رہے گا چار جگہوں کے علاوہ باقی تمام دنیا میں اس کے ناپاک قدم پہنچیں گے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس اور طور پہاڑ پر نہیں جا سکے گا۔ اس کا پہلا دن سال جتنا لمبا ہو گا دوسرا دن مہینے جتنا لمبا ہو گا تیسرا دن ہفتے کے برابر لمبا ہو گا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ آج کا زمانہ ہوتا تو لوگ کہتے حضرت یہ کیسے ہو سکتا ہے رات نہ آئے دن ہی رہے؟ ان کے ذہن صاف تھے وہ ماننے والے تھے ان کے ذہنوں میں جو اشکال پیدا ہوا اس کو پیش کیا۔ کہنے لگے حضرت! یہ فرمائیں کہ جو دن سال کے برابر لمبا ہو گا اس میں نماز ایک دن کی پڑھنی ہو گی یا سال کی نمازیں پڑھنی پڑیں گی؟ آپ نے فرمایا سال کی نمازیں پڑھنی پڑیں گی اندازے کے ساتھ۔ ہفتے کے برابر لمبا دن ہو گا تو ہفتے کی پڑھنی پڑیں گی، مہینے کے برابر لمبا ہو گا تو مہینے کی نمازیں پڑھنی پڑیں گی اندازے سے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا وقفہ کر لیا جائے گا۔ مثلاً فجر اور ظہر کے درمیان جتنا وقفہ ہوتا ہے اتنا وقفہ کر لیا جائے گا اور ظہر اور عصر کے درمیان جتنا وقفہ ہوتا ہے اتنا وقفہ کر لیا جائے گا اسی اندازے سے ساری نمازیں پڑھی جائیں گی نماز کی معافی نہیں ہے چاہے تختہ دار پر لٹکا

دیا گیا ہو۔ مرنے سے پہلے اگر نماز کا وقت ہو گیا ہے تو پڑھنی پڑے گی نماز اس کو بھی معاف نہیں ہے۔

نماز اور روزہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے :

فقہائے کرامؒ مسئلہ بیان فرماتے ہیں کہ عورت کے ہاں بچے کی پیدائش کے وقت سر ماں کے پیٹ سے باہر آگیا ہے اور نماز کا وقت ہو گیا ہے تو نماز پڑھے نماز کی معافی نہیں ہے۔ کس طرح پڑھے؟ بچے کا سر ہانڈی یا برتن میں ڈالے، اگر وضو کر سکتی ہے تو ٹھیک ورنہ تیمّم کرے، رکوع و سجود پر قدرت نہیں تو اشارے کے ساتھ پڑھے، نماز کی معافی نہیں ہے۔ اس وقت جو خون نکلے گا وہ استحاضہ، بیماری کا خون ہو گا۔ نفاس کا خون تو اس وقت شروع ہو گا جب بچہ مکمل پیدا ہو جائے گا۔ پھر نفاس کے دوران میں نماز کی معافی ہے۔ اب عقل منداس سے اندازہ لگائے کہ جب اس حالت میں نماز کی معافی نہیں ہے تو اور کس حالت میں ہو سکتی ہے؟ ہم نے نماز کے مسئلے کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ تمام فقہائے کرام اور تمام محدثین عظام کا متفقہ فتویٰ ہے کہ نماز، روزہ توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ بالغ ہونے کے بعد مرد اور عورت کے ذمہ اگر ایک نماز بھی ہے سجدے میں گر کر چاہے کروڑ مرتبہ بھی توبہ کرے معافی نہیں ملے گی جب تک قضا نہیں کریں گے۔ بہت سارے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ توبہ ایسا چورن ہے کہ جس سے ہر شے ہضم ہو جاتی ہے۔ حاشا وکلاّ ہرگز نہیں۔ نہ بندوں کے حقوق معاف ہوتے ہیں اور نہ نماز روزہ معاف ہوتے ہیں بلکہ ہر وہ عبادت جس کی قضا ہے وہ توبہ سے معاف نہیں ہوتی۔ تو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر دن کو لمبا کر دے ہمیشہ قیامت تک کون لائے گا رات کو تمہارے پاس جس میں آرام حاصل کر سکو۔ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں نظر نہیں آتیں۔

فرمایا وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے بنائی تمہارے لیے رات اور دن لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ تم آرام حاصل کرو رات میں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو۔ دن کو اس کا فضل تلاش کرو محنت مزدوری کرو کھیتی باڑی کرو۔ اسلام حلال کمائی سے نہیں روکتا کہ صرف یہ نہیں کہتا نمازیں پڑھو، روزے رکھو۔ اسلام کہتا ہے کہ پوری زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالو۔ دین و دنیا کا جو بھی کام ہے شرعی احکام کے مطابق ہو۔ کمائی کرو حلال طریقے کے مطابق وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکرادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جن سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے۔

روزِ قیامت مشرکوں کی کوئی مدد نہیں کرے گا :

وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن پکارے گا ان کو اللہ تعالیٰ۔ وہ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی ساری مخلوق کھڑی ہوگی۔ فَيَقُوْلُ پس رب تعالیٰ فرمائے گا اَيْنَ شُرَكَآءِ يَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے کہ میرے شریک ہیں حقیقت میں تو میرا کوئی شریک نہیں ہے مگر تم نے اپنے گمان کے مطابق میرے شریک بنائے ہوئے ہیں وہ کہاں ہیں ان کو لاؤ۔ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ پس وہ اپنے معبودوں کو پکاریں گے جس طرح دنیا میں پکارتے تھے یا علی مدد، مولا علی مدد، گیارھویں والیا مدد نوں پہنچیں، فلانے میری مدد کر، فلانے میری مدد کر، یہ جھلے وہاں بھی پکاریں گے مگر وہاں ان کی کوئی نہیں سنے گا۔ پھر یہ ان کے ساتھ جھگڑا کریں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا تھا تم نے ہمارا بیڑا غرق کیا تھا۔ وہ کہیں گے تم خود گمراہ ہوئے تھے۔ سورۃ ص آیت نمبر ۶۴ میں ہے اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ

اَهْلِ النَّارِ ''بے شک البتہ یہ برحق ہے جھگڑنا آپس میں دوزخ والوں کا۔'' تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے کہ وہ میرے شریک ہیں وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا اور کھینچ لیں گے ہم ہر امت سے ایک گواہ۔ وہ ان امتوں کے پیغمبر ہوں گے جیسا کہ گزشتہ درس میں پوری تفصیل کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کا مقدمہ گزر چکا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو حساب کے لیے بلایا جائے گا اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ میں نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا تھا آپ نے قوم کو تبلیغ کی تھی وہ کہیں گے اے پروردگار! میں نے ان کو دن رات تبلیغ کی تھی، صبح شام کی تھی، چوکوں چوراہوں میں کھڑے ہو کر کی تھی، ان کے دروازوں پر دستک دے کر ان کو سمجھایا تھا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ قوم انکار کرے گی کہ انہوں نے ہمیں کوئی تبلیغ نہیں کی۔ نوح علیہ السلام اپنے دعوے پر آخری پیغمبر کی امت کو بطور گواہ پیش کریں گے اور آنحضرت ﷺ اپنی امت کی صفائی کے طور پر پیش ہوں گے کہ میری امت نے جو گواہی دی ہے وہ گواہی بالکل صحیح دی ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۴۳ میں ہے لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ''تاکہ ہو جاؤ تم لوگوں پر گواہ اور رسول تم پر گواہی دینے والا ہو۔'' اس کے بعد فیصلہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَقُلْنَا پس ہم کہیں گے ان لوگوں کو هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ لاؤ تم اپنی دلیل۔ اگر تمہارے پاس کفر و شرک کے حق میں کوئی دلیل ہے تو اسے پیش کرو مگر اس دن تو وہاں کسی کو دم مارنے کی بھی ہمت نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی دلیل پیش کر سکیں گے۔ فَعَلِمُوْٓا پس وہ جان لیں گے اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ بے شک حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس نے اپنے پیغمبروں کو بھیج کر حق واضح کر دیا تھا اور اپنی کتابوں کے ذریعے حق اور باطل،

کفر وشرک اور توحید کو بیان کیا تھا۔اس نے بتلا دیا تھا کہ خالق، مالک، رازق۔قادر مطلق، مختار کل، نافع ضار، مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر، اللہ تعالیٰ ہی ہے وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ اور غائب ہو جائیں گی ان سے وہ تمام چیزیں جو وہ افترا باندھتے تھے۔ سب بناوٹی الہٰ اور معبود غائب ہو جائیں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْهِمْ ۪ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝۷۶ وَابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۷۷ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا یُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۷۸

اِنَّ قَارُوْنَ بے شک قارون كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا فَبَغٰی عَلَیْهِمْ پس اس نے سرکشی کی ان کے خلاف وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ اور دیئے ہم نے اس کو خزانے مَآ اس قدر اِنَّ مَفَاتِحَهٗ بے شک اس کے خزانے کی چابیاں لَتَنُوْٓاُ البتہ بوجھل کر دیتی تھیں بِالْعُصْبَةِ جماعت کو اُولِی الْقُوَّةِ جو قوت والی ہوتی تھی اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ جس وقت کہا قارون کو اس کی قوم نے لَا تَفْرَحْ اتراؤ مت اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو وَابْتَغِ اور تلاش کر فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ اس چیز کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دی ہے الدَّارَ الْاٰخِرَةَ آخرت کا گھر

وَلَا تَنْسَ اور نہ بھول نَصِیْبَکَ اپنا حصہ مِنَ الدُّنْیَا دنیا سے وَاَحْسِنْ اور احسان کر کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اِلَیْکَ تیرے ساتھ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ اور نہ تلاش کر فساد کو فِی الْاَرْضِ زمین میں اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ پسند نہیں کرتا فساد کرنے والوں کو قَالَ قارون نے کہا اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ پختہ بات ہے میں دیا گیا ہوں یہ دولت عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ علم اور لیاقت کی بنا پر جو میرے پاس ہے اَوَلَمْ یَعْلَمْ کیا اس نے نہیں جانا اَنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ نے قَدْ اَھْلَکَ مِنْ قَبْلِہٖ تحقیق ہلاک کیا اس سے پہلے مِنَ الْقُرُوْنِ کئی جماعتوں کو مَنْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْہُ قُوَّۃً وہ زیادہ سخت تھیں قارون سے قوت میں وَّاَکْثَرُ جَمْعًا اور زیادہ تھیں جماعت کے لحاظ سے وَلَا یُسْئَلُ اور نہیں سوال کیا جائے گا عَنْ ذُنُوْبِھِمُ ان کے گناہوں کے بارے میں الْمُجْرِمُوْنَ مجرموں سے۔

پیغمبروں کے مراتب کی ترتیب :

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں۔ عقائد والے لکھتے ہیں کہ تمام پیغمبروں میں بلند مرتبہ اور شان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے اور پیغمبروں کا مرتبہ تمام مخلوقات میں بلند ہے۔ یوں سمجھو کہ ارضی وسماوی جتنی مخلوق ہے اس جہان کی مخلوق ہو یا اگلے جہان کی۔ انسان، فرشتے، جنات وغیرہ میں سب سے بلند مرتبہ اور مقام آنحضرت ﷺ کا ہے آپ ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا درجہ اور مقام ہے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا دادے کا نام قاھث تھا اور پردادے کا نام لادیٰ تھا اور لکڑ دادے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچے کا نام یصہر بن قاھث تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا قرآن نے جس کو قارون کے نام کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

قارون کا تعارف :

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس کا نام منور تھا قارون اس کا لقب تھا۔ تو قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا بڑا ذہین اور لائق تھا۔ جلال الدین محلیؒ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے بعد تورات کا سب سے بڑا عالم تھا تاجر اور ٹھیکیدار تھا اس کے پاس مال بے حساب تھا اور خرچ کرنے میں انتہائی کنجوس تھا اور ظاہر بات ہے کہ مال آئے اور خرچ نہ ہو تو اس نے جمع ہی ہونا ہے۔ ''کتـاب البُخَلاء'' ایک کتاب ہے۔ اس میں بخیلوں کے عجیب قسم کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں قارون کے بارے میں لکھا ہے کہ سالن روٹی پر رکھ کر کھاتا تھا پلیٹ میں نہیں ڈالتا تھا کہ کہتا تھا پلیٹ قلعی کرانا پڑے گی۔ مکان کی چھت پر محلے کے بچوں کو نہیں چڑھنے دیتا تھا۔ اس وقت لینٹروں والے مکان تو نہیں ہوتے تھے۔ کہتا تھا کہ یہ مکان پر دوڑیں گے بھاگیں گے چھت خراب ہو جائے گی لپائی کرنی پڑے گی خرچہ ہوگا۔ جس آدمی کی یہ حالت ہو کہ سالن روٹی پر رکھ کر کھائے، چھت پر بچوں کو نہ چڑھنے دے اس سے کیا توقع رکھی جاسکتی ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیمیا گر تھا چاندی، تانبے کا سونا بناتا تھا۔ لیکن حافظ ابن کثیرؒ نے سختی سے اس بات کی تردید کی ہے۔ یہ ٹھگ کی قسم کے لوگ اس مغالطے کا شکار ہیں کہ چاندی کا سونا بن جاتا ہے تانبے کا سونا بن جاتا ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔ انقلاب

حقیقت قطعاً غلط ہے۔ ہاں ملمع سازی ہوسکتی ہے کہ پیتل کے اوپر سونے کا پانی چڑھا دیا جائے اور دھوکے کے ساتھ سونا بنا کر بیچ دیا جائے۔ لیکن انقلاب حقیقت نہیں ہوسکتا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے معجزے اور کرامات کے طور پر پیتل سونا بن جائے پتھر سونا بن جائے، ہوسکتا ہے مان لیں گے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

چنانچہ حیوۃ بن شریح صحاح ستہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں بڑے نیک پارسا آدمی تھے مالی اعتبار سے بھوکے ننگے تھے (غریب اور پسماندہ تھے) ویسے لباس صاف ستھرا پہنتے تھے، سفید پوش تھے۔ مسجد میں بیٹھے تھے ایک مسافر ان کے پاس آیا سفید پوشی دیکھ کر سمجھا کہ یہ بہت امیر ہوں گے قریب ہو کے کہنے لگا۔ حضرت! میں مسافر ہوں پیشہ ور سائل نہیں ہوں راستے میں کچھ نقصان ہوگیا ہے جس کی وجہ سے گھر نہیں پہنچ سکتا آپ میری مدد کریں۔ حضرت حیوۃ بن شریح بڑے حیران ہوئے کہ اس بے چارے نے میرے سفید کپڑے دیکھ کر مجھ سے سوال کیا ہے اور میری حالت یہ ہے کہ گھر میں فاقے پر فاقہ ہے، کبھی کچھ پکتا ہے اور کبھی کچھ نہیں پکتا۔ پریشان ہوگئے۔ مسجد کے ایک کونے میں پتھر پڑا ہوا تھا مسافر کو کہا کہ وہ پتھر اٹھا کر لاؤ۔ وہ بے چارہ پتھر اٹھا کر لایا اور ڈرا بھی کہ کہیں مجھے نہ مار دیں۔ حضرت حیوۃ بن شریح نے پتھر ہاتھ پر رکھ کر دعا کی اے پروردگار! اس آدمی نے مجھے مال دار سمجھ کر سوال کیا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے اور اے پروردگار! آپ قادر مطلق ہیں اس پتھر کو سونا بنا دیں میں اس کو دے دوں کہ اس کا کام چل جائے۔ پروردگار نے اس پتھر کو سونا بنا دیا۔ یہ ان کی کرامت تھی۔ فرمایا لے جاؤ اپنی حاجت پوری کرلو۔ تو ایسے تو ہوسکتا ہے باقی سب غلط ہے۔

بہرحال قارون تاجر پیشہ اور ٹھیکیدار تھا اس کے پاس بڑی دولت جمع تھی۔ اس کا

ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا ان کا چچا زاد بھائی تھا مگر بڑا پکا منافق تھا فَبَغٰی عَلَیْهِمْ پس قارون نے ان کے خلاف سرکشی کی وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ ۔ کُنُوْز کَنْزٌ کی جمع ہے اور کنز کا معنٰی خزانہ ہے۔ معنٰی ہوگا ہم نے اس قارون کو خزانے دیئے تھے۔ مَآ اس قدر اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ ۔ مَفَاتِحُ مِفْتَحٌ کی جمع ہے۔ معنٰی ہے چابی، تو مفاتح کا معنٰی ہوگا چابیاں ۔ بے شک اس کے خزانے کی چابیاں البتہ بوجھل کر دیتی تھیں ایک جماعت کو۔ عصبہ کا لفظ عربی زبان میں دس سے لے کر چالیس تک بولا جاتا ہے دس سے کم پر نہیں بولا جاتا۔ تو ایک اچھی خاصی جماعت اس کے خزانے کی چابیاں اٹھا کر بوجھل ہو جاتی تھی، تھک جاتی تھی اُولِی الْقُوَّةِ جو قوت والی ہوتی تھی۔ اس سے تم اس کے خزانوں کا اندازہ لگا لو۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ مفاتح مَفْتَحَةٌ کی جمع ہے اس کا معنٰی ہے خزانہ۔ تو معنٰی ہوگا بے شک خزانے اس قارون کے البتہ بوجھل کر دیتے تھے ایک طاقتور جماعت کو۔ اچھی خاصی جماعت ان کو اٹھا نہیں سکتی تھی ۔ جب گھر سے نکلتا تھا تو بڑی اکڑ فوں کے ساتھ نکلتا تھا لوگ سلام کرتے تھے غرور کی وجہ سے ان کے سلام کا جواب نہیں دیتا تھا۔ کوئی امیر سلام کرتا تو جواب دیتا تھا۔ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ جس وقت کہا اس کو اس کی قوم نے لَا تَفْرَحْ گھمنڈ نہ کر اپنے مال پر اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا گھمنڈ کرنے والے کو، اترانے والوں کو۔

خوشی اور گھمنڈ کا فرق :

خوشی اور گھمنڈ کا فرق سمجھ لو۔ خوشی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو حلال طیب مال دے تو وہ کہے الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔ اور گھمنڈ یہ ہے کہ مال آئے تو آپے سے باہر

ہو جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھے، غریب کو اپنے برابر نہ بیٹھنے دے، غریب کی بات نہ سنے۔ اور آج عموماً ایسا ہی ہے الا ماشاء اللہ کوئی ہو گا جو یہ سمجھے کہ یہ مال مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اس میں غریبوں کا حق ہے اور وہ غریبوں کا خیال رکھے اور ان کی تحقیر نہ کرے۔

دین غریبوں کے پاس ہے :

یاد رکھنا! دین غریبوں کے پاس ہے امیروں کے پاس دین نہیں ہے۔ کوئی بڑا امیر ہو گا کہ امیر ہو کر دین دار بھی ہو یہ اس کی کرامت ہے۔ غریبو! تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں مال نہیں دیا دین تو دیا ہے۔ مال کوئی کتنے عرصے تک کھا لے گا۔ ایک دن موت تو آنی ہے کیا یہ دنیا کی چیزیں ساتھ جائیں گی، کوئی کوٹھی، باغ، کارخانہ ساتھ نہیں جائے گا ساتھ ایمان جائے گا، عمل صالح جائے گا۔

تو قوم نے کہا کہ اپنے مال پر اترا نہیں گھمنڈ نہ کر اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰـكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور تلاش کر اس مال کے ذریعے، دولت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دی ہے، آخرت کا گھر۔ زکوٰۃ دے، صدقہ خیرات کر، غریبوں کی مدد کر، مہمان نوازی کر، مال کے ذریعے جو اچھے کام ہو سکتے ہیں وہ کر وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے۔ ضرورت کے مطابق کھاؤ، پیو، پہنو، ضرورت کے مطابق مکان بناؤ، سواری رکھو، اپنے آپ پر اور اہل خانہ پر خرچ کرو۔

قارون کے بارے میں لکھا ہے کہ روٹی چنگیر میں رکھ کر نہیں کھاتا تھا۔ کہتا تھا کہ چنگیر میلی ہو جائے گی دھونی پڑے گی، صابن خرچ ہو گا۔ بھئی! رب تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے اس کو خرچ کر اپنے حصے کو نہ بھول۔ روٹی چنگیر میں رکھو، سالن پلیٹ میں ڈالو، وقت پر

عمدہ کھانا کھاؤ رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ سورہ مومنون آیت نمبر ۵۱ میں تم پڑھ چکے ہو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ''اے پیغمبر کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور عمل کرو نیک۔'' پاکیزہ کھانا چھوڑنا کوئی نیکی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں استعمال کرو اور اچھے اعمال کرو۔

مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی حیثیت کے مطابق لباس نہیں پہنتا یہ بھی رب تعالیٰ کا ناشکر گزار ہے رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک میلے کچیلے لباس والا آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس صابن نہیں ہے کہ لباس کو دھولو کیا تیل نہیں ملتا کہ سر میں لگا کے کنگھی کرلو؟ اس نے کہا حضرت! میرے پاس اتنے غلام ہیں، اتنی بکریاں ہیں، اونٹ ہیں اور بہت کچھ ہے۔ فرمایا رب کی نعمت کا اثر تیرے جسم پر نظر آنا چاہیے تو اپنی حیثیت کے مطابق لباس نہ پہننا بھی رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے۔ عام مفسرین کرامؒ تو اسراف کا معنیٰ حد سے زیادہ خرچ کرنا کرتے ہیں۔ اور علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے لیکن کم استعمال کرنا کہ جس سے جسم کی ضرورت پوری نہ ہو بدن کی صحت برقرار نہ رہے یہ بھی اسراف میں شامل ہے۔ اتنا کھاؤ پیو کہ جس سے بدن تندرست رہے نمازیں پڑھ سکو، روزے رکھ سکو، تو کہا اے قارون! مال کو رب تعالیٰ کی نعمت سمجھو اپنا حصہ بھی نہ بھولو اور غریبوں کا حق بھی ادا کرو وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ اور احسان کرلوگوں کے ساتھ جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اور نہ تلاش کر فساد کو زمین میں اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتے۔ خدا کی نافرمانی فساد فی الارض ہے، اکڑ کے چلنا، دوسروں کو

حقیر سمجھنا، غریب کی بات نہ سننا یہ بھی فساد فی الارض ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قارون قوم کو جواب دیتا کہ الحمدللہ! رب تعالیٰ نے مجھے مال دیا ہے اس کا شکر ہے میں اس سے آخرت حاصل کروں اور غریبوں کی امداد بھی کروں گا۔ لیکن اس نے کیا جواب دیا سنو! قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ کہنے لگا پختہ بات ہے یہ مال جو مجھے ملا ہے اپنے علم اور لیاقت کی بنیاد پر ملا ہے تم بھی اپنے اندر لیاقت پیدا کرو اور مال کماؤ مجھ سے نہ مانگو۔

نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَعْلَمْ اور کیا نہ جانا قارون نے اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَکَ مِنْ قَبْلِهٖ بے شک اللہ تعالیٰ نے تحقیق ہلاک کیں اس سے پہلے مِنَ الْقُرُوْنِ جماعتیں۔ اس سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک ہوئی ہیں مَنْ وہ جماعتیں هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وہ زیادہ سخت تھیں قارون کی قوت سے۔ مال و دولت اور جسمانی طاقت، ہر لحاظ سے قارون سے بڑھ کر تھیں وَّاَکْثَرُ جَمْعًا اور زیادہ تھیں جماعت کے لحاظ سے۔ افرادی لحاظ سے بھی زیادہ تھیں۔ رب تعالیٰ کی گرفت سے نہ ان کو مال بچا سکا نہ افراد بچا سکے۔ ان جماعتوں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرو۔ حدیث میں آتا ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ لِغَیْرِهٖ ''نیک بخت انسان وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔'' جو دوسروں کو دیکھ کر عبرت حاصل نہ کرے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ (بندہ نواز بلوچ کا جی چاہ رہا ہے کہ میں یہاں مثنوی شریف سے ایک حکایت نقل کردوں جو مولانا رومؒ نے یہی بات سمجھانے کے لیے بیان فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیر نے بھیڑیے اور لومڑی کو کہا کہ آؤ شکار کرنے کے لیے چلیں تاکہ ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ آسانی کے ساتھ شکار کرلیں۔ چنانچہ شیر، بھیڑیا اور لومڑی شکار کو گئے اور پہاڑی گائے اور بکرا اور

موٹا خرگوش انہوں نے پکڑ لیا۔ شکار کر کے جب بیٹھ گئے تو شیر نے بھیڑیے کو کہا کہ تقسیم کر دو۔ بھیڑیے نے کہا نیل گائے تیرا حصہ ہے یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا ہے اور بکرا میرا ہے کیونکہ یہ متوسط اور درمیانہ ہے اور لومڑی خرگوش لے لے۔ شیر نے کہا او بھیڑیے! تو کیا بکتا ہے میری موجودگی میں میری تیری کی بات کرتا ہے آگے آ۔ جب وہ آگے آیا تو شیر نے پنجہ مار کر اس کو چیر پھاڑ دیا۔ پھر لومڑی کو کہا کہ اب تو تقسیم کر۔ لومڑی نے سجدہ کیا اور کہا کہ یہ موٹی نیل گائے اے بادشاہ آپ کا ناشتہ ہے اور بکرا دوپہر کے لیے یخنی ہوگی اور خرگوش شام کے لیے۔ شیر نے کہا اے لومڑی! تو نے انصاف کو روشن کر دیا اس طرح کی تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟ لومڑی نے کہا اے جنگل کے بادشاہ! بھیڑیے کے انجام سے۔ اس کے بعد مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ عقل مند وہ ہے جو عبرت حاصل کرے۔) فرمایا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ اور نہیں سوال کیا جائے گا ان کے گناہوں کے بارے میں مجرموں سے۔ کیونکہ یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور دوسرے مقام پر سوال کرنے کا بھی ذکر ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ''آپ کے رب کی قسم ہے ہم سب سے ضرور سوال کریں گے۔'' تو سوال ہوگا کہ تم نے گناہ کیوں کیے ہیں؟ اور اس بارے میں سوال نہیں ہوگا کہ تم نے گناہ کیے ہیں یا نہیں کیے۔ تو جب حیثیت بدل جائے تو تعارض ختم ہو جاتا ہے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۸ / ۱۱

فَخَرَجَ پس وہ نکلا عَلٰى قَوْمِهٖ اپنی قوم کے سامنے فِىْ زِيْنَتِهٖ اپنی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ قَالَ الَّذِيْنَ کہا ان لوگوں نے يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا جو ارادہ کرتے تھے دنیا کی زندگی کا يٰلَيْتَ لَنَا کاش کہ ہمارے لیے بھی ہو جائے مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ اس کے مثل جو دیا گیا قارون اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ بے شک وہ بڑے نصیبے والا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو علم دیا گیا تھا وَيْلَكُمْ خرابی ہے تمہارے لیے ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ بدلہ اللہ تعالٰی کا بہتر ہے لِّمَنْ اٰمَنَ اس کے لیے جو ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل

کیے اچھے وَلَا یُلَقّٰھَآ اور نہیں دی جاتی یہ صفت اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ مگر صبر کرنے والوں کو فَخَسَفْنَا بِہٖ پس ہم نے دھنسا دیا اس کو وَبِدَارِہِ الْاَرْضَ اور اس کی کوٹھی کو زمین میں فَمَا کَانَ لَہٗ پس نہیں تھا اس کے لیے مِنْ فِئَۃٍ کوئی گروہ یَّنْصُرُوْنَہٗ جو اس کی مدد کرتا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے سوا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ اور نہیں تھا وہ انتقام لینے والوں میں سے وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ اور ہو گئے وہ لوگ تَمَنَّوْا جنہوں نے آرزو کی تھی مَکَانَہٗ اس جیسا ہونے کی بِالْاَمْسِ کل یَقُوْلُوْنَ کہنے لگے وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ تعجب ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ رزق لِمَنْ یَّشَآءُ جس کے لیے چاہتا ہے مِنْ عِبَادِہٖ اپنے بندوں میں سے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا لَخَسَفَ بِنَا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا زمین میں وَیْکَاَنَّہٗ تعجب ہے گویا کہ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پانے والے کافر۔

اس سے پہلے درس میں بھی قارون کا ذکر تھا اور آج کی آیات میں بھی اس کا نام لے کر واقعہ بیان ہوا ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سگا چچا زاد بھائی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اور قارون کے باپ کا نام یَصْھَرُ تھا۔ یہ دونوں بھائی تھے۔ قارون جس کا نام منور تھا بڑا ذہین اور ہوشیار آدمی تھا تورات اس کو ایسے ہی یاد تھی جیسے ہمارے حفاظ کو قرآن یاد ہوتا ہے مگر بدفطرت آدمی کا مسئلہ علیحدہ ہے۔ اس کا اندازہ تم اس سے لگاؤ کہ کہ باپ یَصْھَرُ ولی اللہ، دادا قاھث ولی اللہ، پردادا لاوی ولی

اللہ، لکڑ دادا اللہ تعالیٰ کا پیغمبر یعقوب علیہ السلام، ان کے والد اسحاق علیہ السلام اوران کے والد ابراہیم علیہ السلام۔

؎ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

کن کی اولاد میں سے تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا مگر بدفطرت تھا بے راہ تھا۔ تاجر پیشہ آدمی تھا اور ٹھیکے بھی لیتا تھا اور حد درجے کا کنجوس آدمی تھا آمدنی ڈھیر تھی خرچ نہیں کرتا تھا۔ پڑھ چکے ہو کہ اس کے خزانے کی چابیاں ایک اچھی خاصی جماعت اٹھاتی تھی۔ عصبہ کا لفظ دس سے لے کر چالیس تک بولا جاتا ہے۔ پھر وہ بھی پہلوان قسم کی جماعت تھی۔ لوگ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے اور کہا اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ ''جیسے رب تعالیٰ نے تیرے اوپر احسان کیا ہے تو بھی لوگوں پر احسان کر۔'' غریبوں کے ساتھ ہمدردی کر۔ بجائے اس کے کہ وہ کہتا کہ اچھا جی! ضرور کروں گا کہنے لگا مجھے جو کچھ ملا یہ علم اور قابلیت کی بنیاد پر ملا ہے۔ مجھ سے کیوں مانگتے ہو اپنے اندر قابلیت اور لیاقت پیدا کرو، محنت کرو اور کماؤ۔ اصولی طور پر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا تھا موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے نمازیں پڑھتا تھا مگر منافق تھا۔

شریعتِ محمدی اور موسوی میں مسائل کا فرق :

جس طرح ہماری شریعت میں زکوٰۃ کا حکم ہے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی زکوٰۃ کا حکم تھا۔ ہماری شریعت میں چالیسواں حصہ ہے سو میں اڑھائی روپے، دوسو میں پانچ روپے، ہزار میں پچیس روپے۔ ان کی شریعت میں زکوٰۃ چوتھائی حصہ تھا۔ سو میں سے پچیس روپے، ہزار میں اڑھائی سو روپے، چار ہزار میں ایک ہزار۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات کا یہ حکم سنایا کہ ہر اسرائیلی پر جو میرا کلمہ پڑھتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ موسیٰ

کلیم اللہ اس کو چوتھا حصہ زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ تو قارون کی نیند اڑ گئی کہ میں ہر سال چوتھائی حصہ زکوٰۃ دوں۔ کیونکہ زکوٰۃ تو ہر سال دینی پڑتی ہے۔ بعض جاہل قسم کے لوگ سمجھتے ہیں کہ زیورات کی زکوٰۃ ایک دفعہ دے دی تو پھر دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے یہ جاہلوں کا مسئلہ ہے زیورات پر زکوٰۃ ہے اور ہر سال ہے۔ قارون بدفطرت انسان تھا اطاعت کا مادہ اس میں نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب کوئی مضمون بیان کرنا ہوتا تھا تو لوگوں کو اطلاع کرتے تھے کہ فلاں جگہ اکٹھے ہو جاؤ فلاں عنوان پر بیان ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زنا کا حکم بیان کرنا تھا کہ شادی شدہ مرد زنا کرے یا عورت اس کو رجم کیا جائے گا اور ہماری شریعت میں بھی یہی حکم ہے اور غیر شادی شدہ کے لیے سو کوڑوں کا حکم ہے۔

سزاؤں سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے :

یہ سب اللہ تعالیٰ کے قطعی احکام ہیں ان کو ظالمانہ کہنا ظالموں کا کام ہے کیونکہ رب تعالیٰ کا کوئی حکم بھی ظلم نہیں ہے۔ جو ڈاکو ڈاکے کے ساتھ قتل بھی کرے اور جو بدمعاش کسی کو ناحق قتل کرے تو اس کو قتل کی سزا دی جائے تو یہ کون سا ظلم ہے؟ اس نے ظلم نہیں کیا۔ ہاں! بے گناہ کو کوئی قتل کرے تو وہ ظلم ہے۔ مگر شریعت یہ تو نہیں کہتی کہ کسی بے گناہ کا ہاتھ کاٹ دو، غیر زانی کو رجم کر دو، کوڑے مارو، یہ تو مجرموں کی سزائیں ہیں اور ان سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ طالبان حکومت نے شرعی سزائیں نافذ کیں تو وہاں امن ہو گیا اور کفریہ طاقتوں نے ان کی مخالفت شروع کر دی کہ یہ علاقہ تو نمونہ بن جائے گا کہ شرعی سزائیں نافذ کرنے سے علاقے میں امن ہو جاتا ہے تو اردگرد کی ریاستیں بھی ضرور متاثر ہوں گی لہٰذا طالبان کی حکومت کو ختم کیا جائے اس کے لیے اب وہ بین الاقوامی کانفرنس بلا رہے ہیں۔ اسلام آباد میں جب روس، امریکہ یہ بدمعاشوں کا ٹولہ اکٹھا ہوگا کہ طالبان کو کہیں کہ وہ شرعی

سزائیں نافذ نہ کریں اسلام کا نام نہ لیں۔ان سے کوئی پوچھے او شیطانو! چور چوری کرے ،ڈاکو ڈاکا مارے، زانی زنا کرے، کوئی کسی کو ناحق قتل کرے وہ ظلم نہیں ہے ان کو سزا دینا ظلم ہو گیا۔ یہ ذہن ہیں ان خبیثوں کے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کل فلاں وقت تمام لوگ اکٹھے ہو جائیں زانی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام بتلائے جائیں گے۔قارون نے ایک عصمت فروش، منہ پھٹ عورت کے ساتھ ساز باز کیا۔ مثلاً اس کو دس ہزار روپے دیے کہ موسیٰ علیہ السلام جب یہ حکم بیان کریں تو نے کھڑے ہو کر کہہ دینا ہے کہ یہ قانون لوگوں کے لیے ہے یا ہمارے تمہارے لیے بھی ہے۔فلاں رات آپ نے میرے ساتھ یہ کارروائی کی تھی تم پر بھی یہ قانون لاگو ہو گا یا نہیں؟ پیسہ بڑی حرامی چیز ہے۔ یہ بہت کچھ کروا دیتا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب مجمع میں یہ حکم بیان کیا کہ شادی شدہ مرد عورت جب زنا کا ارتکاب کریں تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون ہے رجم کرنا۔ وہ بے حیا عورت اٹھ کھڑی ہوئی کہنے لگی یہ قانون کمزوروں کے لیے ہے یا طاقتوروں کے لیے بھی ہے؟ فرمایا سب کے لیے ہے۔ کہنے لگی آپ نے جو فلاں رات میرے ساتھ یہ کارروائی کی ہے تو یہ قانون آپ پر بھی لاگو ہو گا یا نہیں۔لوگ حیران ہو گئے۔مخلص ساتھی تو سمجھتے تھے کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے مگر بد باطن لوگوں کو یہ بات مل گئی انہوں نے باتیں بنانی شروع کر دیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اکثر باوضو ہوتے تھے وہ سجدے میں گر پڑے اور عرض کی اے پروردگار! آپ ہی نے میری مدد کرنی ہے۔اس عورت کی بات کو میرے مخالف ہتھیار کے طور پر استعمال کریں گے اے پروردگار! میری تبلیغ رک جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ غم نہ کریں ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔موسیٰ علیہ السلام نے سر سجدے سے اٹھا کر فرمایا بی بی! اللہ

تعالیٰ کا عذاب ابھی آنے والا ہے سچ سچ بتلاؤ قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نہیں بول رہی قارون نے جو پیسوں کی تھیلی دی ہے وہ بول رہی ہے۔ اس نے کہا کہ میں بدمعاش اور بدکار ہوں میں نے یہ بات غلط کہی ہے۔

قارون کا عبرت ناک انجام :

قارون کا بڑا محل تھا اس میں بڑے کمرے تھے بڑا وسیع رقبہ تھا باغ باغیچے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قارون کو کوٹھی سمیت، دولت، باغ باغیچوں سمیت زمین میں دھنسا دیا اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ پس وہ قارون نکلا اپنی قوم کے سامنے فِیْ زِیْنَتِهٖ اپنی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ۔ سونے کے زین والے گھوڑے پر سوار ہوا سر پر عمدہ پگڑی تھی سونے کی پٹی باندھ رکھی تھی آگے پیچھے نوکر چاکر تھے قَالَ الَّذِیْنَ کہا ان لوگوں نے یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا جو ارادہ کرتے تھے دنیا کی زندگی کا۔ دنیا کے طلب گار لوگوں نے اس کو دیکھا تو کہا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ کاش کہ ہمارے لیے بھی ہو جائے اس کے مثل جو دیا گیا قارون ۔ یہ مال و دولت اور شان و شوکت ہمیں بھی مل جائے اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ بے شک یہ بڑے نصیبے والا ، بخت والا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور کہا ان لوگوں نے جن کو علم دیا گیا۔ صاحب علم اللہ والوں نے کہا جو ان کے پاس تھے وَیْلَكُمْ تمہارے لیے خرابی ہے ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ جو بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گا وہ بہتر ہے۔ یہ ٹھاٹ باٹ اور شان و شوکت عارضی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بدلہ ملے گا وہ بہت بہتر ہے۔ مگر وہ کس کو ملے گا؟ لِمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا اس کو ملے گا جو ایمان لایا اور اچھے عمل کیے وَلَا یُلَقّٰهَآ اور نہیں دی جاتی یہ صفت اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ مگر صبر کرنے والوں کو ایمان کی دولت اور عمل کی توفیق صبر کرنے والوں کو

ملتی ہے۔ پھر کیا ہوا؟ فَخَسَفْنَا بِهٖ پس ہم نے دھنسادیا قارون کو وَبِدَارِهٖ اوراس کی کوٹھی کو الْاَرْضَ زمین میں۔ قارون کو کوٹھی اور دولت سمیت اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔ قارون، اس کی کوٹھی اور ساری دولت کو زمین نگل گئی فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ پس نہیں تھی اس کے لیے کوئی جماعت یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو مدد کرتی اس کی اللہ تعالیٰ کے سوا۔ رب تعالیٰ کی گرفت سے کون بچا سکتا ہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ اور نہیں تھا وہ انتقام لینے والوں میں سے۔ رب تعالیٰ سے کون انتقام لے سکتا ہے۔ وہ اپنا دفاع نہیں کر سکا انتقام کیا لینا تھا۔ جس وقت قارون اور اس کی کوٹھی وغیرہ زمین میں دھنس گئی تو وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا اور ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے آرزو کی تھی مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ اس جیسا ہونے کی کل۔ کل جنہوں نے آرزو کی تھی کہ ہمیں بھی قارون جیسی دولت مل جائے اور اس جیسی ٹھاٹھ باٹھ مل جائے یَقُوْلُوْنَ انہوں نے کہا وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ تعجب ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے۔ کل جو قارون کی دولت کی آرزو کر رہے تھے آج وہ پشیمان ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں نہیں ملی ورنہ ہم بھی زمین میں دھنسا دیئے جاتے۔ اگر کسی نے جائز ذرائع سے دولت کمائی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور خرچ بھی جائز کاموں میں ہو تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سزا نہیں دیتے۔ اور جو لوگ ناجائز طریقے سے دولت کماتے ہیں وہ کب تک اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچیں گے۔ دنیا کی زندگی میں عذاب نہ ہوا تھا تو قبر برزخ میں ہوگا، دوزخ میں ہوگا۔ عذاب سے چھٹکارا نہیں ہے۔ کہنے لگے لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا لَخَسَفَ بِنَا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا زمین میں وَیْكَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ

الْكٰفِرُوْنَ تعجب ہے گویا کہ فلاح نہیں پاتے کفر کرنے والے۔ رب تعالیٰ کے احکام کا انکار کرنے والے فلاح نہیں پاسکتے چاہے وہ کھلے کافر ہوں یا بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے ہوں۔ اب یہاں دیکھ لو کہ قارون اولیاء کی اولاد میں سے تھا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا مگر کوئی نسبت کام نہ آئی۔ ایمان اور عمل صالح کام آتا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا
لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى
مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ
اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾
وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ
اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ
لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع ۹ ۱۲

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ وہ آخرت کا گھر ہے نَجْعَلُهَا ہم ٹھہراتے ہیں اس کو لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے لَا يُرِيْدُوْنَ جو نہیں ارادہ کرتے عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ بڑائی زمین میں وَلَا فَسَادًا اور نہ فساد وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور اچھا انجام ہے پرہیزگاروں کے لیے مَنْ جَآءَ جو شخص لے کر آیا بِالْحَسَنَةِ نیکی فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا پس اس کے لیے بہتر ہوگا اس سے وَمَنْ جَآءَ اور جو شخص لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ برائی فَلَا يُجْزَى پس نہیں بدلہ دیا جائے گا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو
عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ جنہوں نے عمل کیے برے اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ مگر اسی چیز
کا جو وہ عمل کرتے تھے اِنَّ الَّذِىْ بے شک وہ رب فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
جس نے فرض کیا آپ پر قرآن لَرَآدُّكَ البتہ آپ کو لوٹائے گا اِلٰى مَعَادٍ
لوٹنے کی جگہ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ آپ کہہ دیں میرا رب خوب جانتا ہے مَنْ اس کو
جَآءَ بِالْهُدٰى جو ہدایت لے کر آیا ہے وَمَنْ هُوَ اور اس کو فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ جو
کھلی گمراہی میں ہے وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اور آپ امید نہیں رکھتے تھے اَنْ يُّلْقٰٓى
اِلَيْكَ الْكِتٰبُ کہ ڈالی جائے آپ کی طرف کتاب اِلَّا رَحْمَةً مگر رحمت ہے
مِّنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے فَلَا تَكُوْنَنَّ پس آپ ہرگز نہ ہوں
ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ امداد کرنے والے کافروں کی وَلَا يَصُدُّنَّكَ اور ہرگز نہ
روکیں آپ کو عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ بعد اس
کے وہ نازل کی گئی ہیں اِلَيْكَ آپ کی طرف وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اور آپ
بلائیں اپنے رب کی طرف وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور آپ ہرگز نہ ہوں
شرک کرنے والوں میں سے وَلَا تَدْعُ اور آپ نہ پکاریں مَعَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ اِلٰهًا اٰخَرَ کسی اور کو معبود لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی كُلُّ
شَیْءٍ هَالِكٌ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اِلَّا وَجْهَهٗ مگر رب کی ذات لَهُ
الْحُكْمُ اسی کا حکم ہے وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

کل کے درس میں تم نے پڑھا کہ قارون کو اس کی قوم نے کہا وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰكَ

اللّٰهُ الدَّارُ الْاٰخِرَةَ ''اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اس میں آخرت کا گھر تلاش کر۔'' آج کی پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ آخرت کے گھر سے کون لوگ محروم رہتے ہیں اور وہ کن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ آخرت کا وہ گھر ہے کہ نَجْعَلُهَا بنایا ہے ہم نے وہ آخرت کا گھر لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ جو نہیں ارادہ کرتے بڑائی کا زمین میں وَلَا فَسَادًا اور نہ فساد کرتے ہیں۔ جو غرور کرے گا زمین میں اور فساد کرے گا وہ آخرت کے گھر سے محروم رہے گا۔

تکبر روحانی بیماریوں میں بڑی بیماری :

تکبر روحانی بیماریوں میں سے بڑی بیماری ہے۔ تکبر کی وجہ سے ابلیس راندۂ درگاہ ہوا۔ تکبر کا معنٰی ہے لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کو قبول نہ کرنا۔ ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے کہ جس آدمی کی جان اس کے جسم سے اس حالت میں جدا ہوئی کہ وہ شخص تکبر، خیانت اور غلول سے پاک ہو تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔ تو تکبر جنت میں جانے سے رکاوٹ ہے۔ اور دوسری چیز فساد ہے۔ قارون کو قوم نے یہ بھی کہا تھا لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ''زمین میں فساد طلب نہ کر اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی فساد فی لارض ہے۔ تو فرمایا آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے ہے جو تکبر اور فساد کرنے سے پرہیز کرتے ہیں وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہے جو گناہوں سے بچتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا جو شخص لے کر آیا نیکی پس اس کے لیے بہتر ہوگا اس سے۔

نیکی کے قبول ہونے کی تین بنیادی شرائط :

یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ نیکی والے سے مراد کون شخص ہے کہ اس میں نیکی کی قبولیت کی شرطیں پائی جائیں اور نیکی کی قبولیت کی تین بنیادی شرطیں ہیں وہ سمجھ لیں۔ پہلی شرط ایمان ہے کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اور ایمان وہ ہے جس کو قرآن ایمان کہے، حدیث ایمان کہے، فقہ اسلامی ایمان کہے۔ خود ساختہ، جعلی، اور بناوٹی ایمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے دعویٰ ایمان کوئی چیز نہیں ہے۔ دعویٰ تو منافق بھی کرتے تھے کہ ہم مومن ہیں۔

ایمان کے بعد دوسری شرط اخلاص ہے کہ وہ نیکی ریا اور دکھلاوے سے پاک ہو نیکی صرف رب تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ تیسرے پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کو ریا کے ساتھ باطل نہ کرو ریا والا کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ ایمان اخلاص کے ساتھ تیسری بنیادی شرط اتباع سنت ہے کہ وہ نیکی سنت کے مطابق ہو۔ ان شرائط کے ساتھ نیکی کرنے والے لوگ آیت کریمہ میں مراد ہیں۔ ان شرائط کے ساتھ جس آدمی نے نیکی کی تو اس کے لیے اس سے بہتر ہوگا۔ اس کی تفصیل سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۶۰ میں موجود ہے کہ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا "پس جو شخص لایا نیکی پس اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔" مثلاً جس نے سبحان اللہ کہا اس کو دس نیکیاں نقد مل گئیں، الحمد للہ کہا دس نیکیاں مل گئیں۔ لا الٰہ الا اللہ کہا دس نیکیاں مل گئیں مسلمان بھائی کو السلام علیکم کہا دس نیکیاں مل گئیں جواب میں وعلیکم السلام کہا دس نیکیاں مل گئیں، صدقہ کیا دس نیکیاں مل گئیں۔ عام حالات میں ہر نیکی کا اجر دس گنا اور فی سبیل اللہ کی مد میں ایک نیکی کا ادنیٰ ترین بدلہ سات سو ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ [بقرہ:۲۶۱] فی سبیل اللہ کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ پہلی قسم

علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا۔ مثلاً صبح کو تم گھر سے چلتے ہو نماز پڑھنے کے لیے، ساتھ یہ بھی ارادہ کرلو کہ قرآن پاک کا درس سننا ہے تو تمہیں ہر ہر قدم پر ادنیٰ ترین نیکی سات سو ملے گی۔ آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی۔ دین کی تبلیغ کے لیے جانا یہ بھی فی سبیل اللہ ہے، کافروں کے ساتھ جہاد کرنا یہ بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔ کیونکہ اگر جہاد نہ ہوا تو کافروں کی قوت بڑھ جائے گی اسلام نہیں پھیل سکے گا لہٰذا جہاد کے ذریعے ان کی حوصلہ شکنی کرنی ہے۔ تو فرمایا جو بھلائی لے کر آیا اس کے لیے اس سے بہتر ہے وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ اور جو لایا برائی فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ پس نہیں بدلہ دیا جائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے عمل کیے برے مگر اتنا جتنا انہوں نے عمل کیا۔ ایک برائی کی ہے تو ایک ہی ہوگی، دو کی ہیں تو دو ہی ہوں گی، تین کی ہوں گی تو تین ہی ہوں گی، چار کی ہوں گی تو چار ہی ہوں گی پانچ نہیں ہوں گی۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے۔ فرمایا رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ [اعراف: ۱۵۶] "میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے۔" پھر بھی کوئی بد بخت دوزخ میں جائے تو اس سے بڑا بد بخت کون ہے؟

بزرگوں کے مجاہدے اور ریاضتیں صحیح ہیں :

جنت بڑی قیمتی ہے اس کے لیے بڑی محنت کی ضرورت ہے تیاری کی ضرورت ہے۔ دل صاف ہوگا تو تیاری کرے گا اور دل کی صفائی کے لیے بزرگوں نے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں۔ دل کی صفائی اگر اتنی آسان ہوتی تو ان کو اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہیں اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہیں کیا۔ بھئی! ٹھیک ہے بے شک انہوں نے ایسا نہیں کیا لیکن ان کے دل کی صفائی

آنحضرت ﷺ کی مجلس میں آپ ﷺ کی توجہ سے ایک منٹ میں ہو جاتی تھی ان کے دل ایسے صاف تھے جیسے آئینہ صاف ہوتا ہے اس کو صاف کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ آپ ﷺ کی مجلس میں کلمہ پڑھا رنگ چڑھ گیا۔ آج اس طرح کی صفائی پچاس سال میں بھی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا آج مجاہدوں اور ریاضتوں کی ضرورت ہے۔

لرآدک الیٰ معاد کی تفسیر :

فرمایا اِنَّ الَّذِیْ بے شک وہ رب فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ جس نے فرض کیا آپ پر قرآن لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ البتہ آپ کو لوٹائے گا لوٹنے کی جگہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے جہاں سے آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تھے۔ رب تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ میں آپ ﷺ کو پھر فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ لاؤں گا۔ جب آپ ﷺ یہاں سے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے اور چھپ چھپا کر گئے تھے۔ مگر جب ۸ ھ میں آپ فاتحانہ انداز میں تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ کے دشمن مشرک چھپتے پھرتے تھے یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بخاری شریف میں ہے۔ اور ابوسعودؒ بڑے مفسر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ معاد سے مراد مقام محمود ہے۔ مقام محمود میدان محشر میں ایک مقام ہے اور وہاں ایک جھنڈا ہوگا اس کا نام لواء الحمد ہے۔ اس کو تم یوں سمجھو کہ یہاں جلسہ ہوتا ہے تو سٹیج بناتے ہیں خاص حضرات سٹیج پر ہوتے ہیں اور عام لوگ نیچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو مقام محمود میدان محشر کا سٹیج ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہوں گے اور آپ ﷺ کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا باقی مخلوق نیچے ہوگی۔ تو امام ابوسعودؒ فرماتے ہیں کہ معاد سے مراد مقام محمود ہے اور اکثر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ معاد سے مراد قیامت ہے

کہ رب تعالیٰ آپ ﷺ کو قیامت کی طرف لوٹائے گا قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ آپ فرمادیں میرا رب خوب جانتا ہے مَنْ اس کو جَآءَ بِالْھُدٰی جو ہدایت لے کر آیا وَمَنْ اور اس کو بھی ھُوَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ جو کھلی گمراہی میں ہے رب اس کو بھی جانتا ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا کُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْکَ الْکِتٰبُ اے نبی کریم ﷺ! آپ امید نہیں رکھتے تھے کہ ڈالی جائے گی، اتاری جائے گی آپ کی طرف کتاب نبوت ملنے سے پہلے۔ آپ کو کوئی امید نہیں تھی کہ مجھے نبوت ملے گی کتاب ملے گی اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ مگر رحمت ہے آپ کے رب کی طرف سے کہ اس نے آپ کو نبی بنایا، کتاب نازل فرمائی۔

بدعتیوں کا غلط نظریہ :

بریلوی حضرات میں جو غالی قسم کے لوگ ہیں جن میں مفتی احمد یار خان بھی ہے۔ وہ اپنی کتاب "جاء الحق" میں لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب پیدا ہوئے تو حافظ قرآن تھے۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ پہلے ہی حافظ قرآن تھے تو غار حرا میں قرآن کس پر نازل ہوا پھر مکہ مکرمہ میں کس پر نازل ہوا؟ پھر مدینہ منورہ میں کس پر نازل ہوتا رہا؟ مبالغے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو امید بھی نہیں تھی کہ کتاب ملے گی اور سورت شوریٰ میں فرمایا کہ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ "آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کی تفصیلات کیا ہیں۔" اور یہ کہتا ہے کہ آپ پیدائشی طور پر حافظ تھے غلو کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اس کا نام محبت نہیں ہے کون شخص ہے مسلمانوں میں سے جس کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت نہیں ہے؟ مگر محبت کا یہ مطلب تو نہیں کہ آدمی حدیں پھلانگ جائے کہ جس سے قرآن کا انکار لازم آئے۔ فرمایا فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَھِیْرًا

لِلْکٰفِرِیْنَ پس آپ نہ ہوں امداد کرنے والے کافروں کے۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا ہے کہ ہرگز کافروں کی مدد نہ کریں۔ کافروں کی مدد کسی بھی مرحلہ میں صحیح نہیں۔

اب اس وقت دیکھو ہماری حکومت خود تو ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی کر رہی ہے دوسروں سے بھی ہمارے ساتھ زیادتی کرا رہی ہے۔ مثلاً بھارت کو تجارت کی وہ سہولتیں دی ہیں جو مقامی تاجروں کو حاصل نہیں ہیں۔ کیا ان کو یہ سہولتیں اس لیے دی ہیں کہ وہ بے ایمان ہمارا گلا کاٹ رہے ہیں، مسلمان عورتوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ حربی کافر یعنی وہ کافر جو مسلمانوں کے ساتھ لڑ رہے ہیں ان کی مدد کرنا حرام ہے۔ ہاں وہ کافر جو تمہارے ساتھ نہیں لڑتے دین کے معاملے میں تو ان کے ساتھ برتاؤ کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ سورۃ الممتحنہ میں اس کا حکم موجود ہے۔ لڑنے والے کافروں کو سہولتیں دینا حرام ہے مگر ہم نے تو کام ہی وہ کرنا ہے جو قرآن کے خلاف ہو۔ قرآنی احکامات کو ظالمانہ کہا، جابرانہ کہا، وحشیانہ کہا اور اس کے باوجود مسلمان کہلاتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اگر قرآن کی اول تا آخر مخالفت کرنے کے باوجود بھی مسلمان ہیں تو پھر کافر کس بلا کا نام ہے؟

رب تعالیٰ کی طرف دعوت پیغمبروں کا اجتماعی کام ہے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا یَصُدُّنَّکَ اور ہرگز نہ روکیں آپ کو۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا جا رہا ہے۔ ہرگز نہ روکیں آپ کو عَنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بیان کرنے سے ہرگز یہ کافر نہ روکیں بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْکَ بعد اس کے کہ وہ نازل کی گئی ہیں آپ کی طرف۔ اور کیا کام کرنا ہے وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اور آپ بلائیں

اپنے رب کی طرف۔ اپنے رب کی طرف دعوت دیں۔ یہ تمام پیغمبروں کا اجتماعی کام ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت۔ اگر دنیا میں اس سے اچھا کام ہوتا تو اللہ تعالیٰ وہ کام اپنے پیغمبروں کے سپرد کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا اس سے بڑا کام دنیا میں کوئی نہیں ہے وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ یہ بھی آپ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا گیا ہے۔ اور ہرگز نہ ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ اور شرک کی عام قسم ہے غیر اللہ کو پکارنا اس لیے فرمایا وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور آپ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود، حاجت روا، مشکل کشا۔ جب مشکلات پیش آتی ہیں تو مشرک لوگ کہتے ہیں......

؎ امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

یہ خالص شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا نہ کوئی حاجت روا، نہ مشکل کشا، نہ کوئی فریاد رس اور نہ کوئی دستگیر، نہ کوئی دینے والا اور نہ کوئی لینے والا۔ اس کو جاہل قسم کے لوگ فروعی مسائل سمجھتے ہیں یہ فروعی مسائل نہیں ہیں یہ کفر و شرک کی بنیاد ہے۔ فروعی مسائل تو ہیں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے درمیان۔ یہ عقائد تو بالکل قرآن کے خلاف ہیں۔ یاد رکھنا! ساری عمر نمازیں پڑھتا رہے ایک دفعہ کہے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ اور عقیدہ ہو کہ شیخ عبد القادر جیلانی ہر جگہ سے سنتے اور دیتے ہیں تو کافر ہو گیا ساری عبادات باطل ہو گئیں۔ یہ چھوٹے مسائل نہیں ہیں۔

تو فرمایا مت پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود، حاجت روا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی الٰہ، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دستگیر مگر وہی اللہ تعالیٰ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر رب کی ذات۔ سورہ رحمٰن میں ہے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ''جوکوئی ہے زمین میں فنا ہونے والا ہے وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بزرگی اور عظمت والا ہے باقی سب فانی ہیں۔حتی کہ لوگوں کی جان نکالنے والے فرشتے پر بھی موت آئے گی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ [سورۃ آلعمران] ''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' لَهُ الْحُكْمُ اسی کا حکم ہے وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔اس کے متعلق سوچو کہ جب رب تعالیٰ کی عدالت میں جاؤ گے تو کیا جواب دو گے۔آج کے درس کو اپنے گھروں میں جا کر سناؤ، دہراؤ اور اس کی تکرار کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

(مکمل)

جلد............۱۵

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۚ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ④ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑤ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ⑥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑦ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ کیا گمان کرتے ہیں لوگ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اَنْ اس بات پر یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا کہ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی وَلَقَدْ فَتَنَّا اور البتہ تحقیق آزمائش میں ڈالا ہم نے الَّذِیْنَ ان لوگوں کو مِنْ قَبْلِھِمْ جو ان سے پہلے تھے فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ پس اللہ تعالیٰ ضرور ظاہر کرے گا الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ان

لوگوں کو جو سچے ہیں وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ اور ضرور ظاہر کرے گا جھوٹوں کو اَمْ
حَسِبَ الَّذِيْنَ کیا خیال کیا ان لوگوں نے يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ جو عمل کرتے
ہیں برے اَنْ يَّسْبِقُوْنَا کہ وہ ہم سے آگے نکل سکتے ہیں سَآءَ برا ہے مَا
يَحْكُمُوْنَ جو وہ فیصلہ کرتے ہیں مَنْ كَانَ يَرْجُوْا جو شخص امید رکھتا ہے لِقَآءَ
اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ پس بے شک میعاد اللہ تعالیٰ کی
لَاٰتٍ البتہ آنے والی ہے وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا جاننے والا
ہے وَ مَنْ جَاهَدَ اور جس نے جہاد کیا فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات
ہے وہ جہاد کرے گا اپنی جان کے لیے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَغَنِيٌّ البتہ
بے پرواہ ہے عَنِ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہان والوں سے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ اٰمَنُوْا
جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے لَنُكَفِّرَنَّ
البتہ ہم ضرور مٹائیں گے عَنْهُمْ ان سے سَيِّاٰتِهِمْ ان کی خطائیں وَ
لَنَجْزِيَنَّهُمْ اور ہم ضرور ان کو بدلہ دیں گے اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
بہتر ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا
ہے انسان کو بِوَالِدَيْهِ اس کے والدین کے بارے میں حُسْنًا اچھائی کا وَاِنْ
جَاهَدٰكَ اور اگر وہ زور ڈالیں تجھ پر لِتُشْرِكَ بِيْ کہ تو شریک بنائے
میرے ساتھ مَا اس چیز کو لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ جس کا تجھے علم نہیں ہے
فَلَا تُطِعْهُمَا پس اطاعت نہ کر ان دونوں کی اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ میری طرف ہے

تمہارا لوٹنا فَاُنَبِّئُكُمْ پس میں تمہیں خبر دوں گا بِمَا اس کارروائی کی كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو تم کرتے تھے۔

سورۃ العنکبوت کی وجہ تسمیہ :

اس سورۃ کا نام سورۃ العنکبوت ہے۔ عنکبوت کا معنٰی ہے مکڑی جو گھروں میں جالا بنتی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔ مثال ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مکڑی، کمثل العنکبوت، چونکہ عنکبوت کا لفظ اس سورت میں آیا ہے تو اس وجہ سے سورت کا نام عنکبوت ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اس سے پہلے چوراسی سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے سات رکوع اور انہتر (۶۹) آیات ہیں۔

الم حروف مقطعات میں سے ہے۔ اور یہ حروف انیس سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ ان کے متعلق مفسرین کرامؒ نے بڑی تفصیل بیان کی ہے۔ ایک یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے مخفف ہیں۔ مخفف کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ سے ایک حرف لے لیا جائے جیسے محمد شفیع۔ تو لفظ محمد سے میم لے لیا جائے اور شفیع سے شین لے لیا جائے اور م۔ ش لکھا جائے جس سے مراد محمد شفیع ہو۔ تو گویا م۔ ش محمد شفیع کا مخفف ہے۔ تو اس تفسیر کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ اور لام سے مراد لطیف ہے باریک بین۔ اور میم سے مراد مالک ہے مالک یوم الدین قیامت کے دن کا مالک۔ ''کتاب الاسماء والصفات للبیھقیؒ'' میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ

ھِیَ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہ تعالٰی کہ یہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے نام ہیں یعنی بعینہٖ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام مشہور اور پانچ ہزار غیر مشہور ہیں :

امام رازیؒ تفسیر کبیر میں، علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں اور حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام خمسۃ الاف پانچ ہزار ہیں۔ ان ناموں میں یہ بھی ہیں۔ یہ جو ننانوے نام ہیں وہ مشہور ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے ہیں بلکہ یہ مشہور نام ہیں تو ایک تفسیر یہ ہوئی کہ بعینہٖ یہی حروف اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہوئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں سے مخفف ہیں ان پر دلالت کرتے ہیں۔ اس تفسیر کے مطابق یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ الف سے مراد اللہ تعالیٰ اور لام سے مراد جبرائیل علیہ السلام اور میم سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ اور قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ الف اٰلاءُ اللّٰہ سے مخفف فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان میں ہے اٰلاء۔ اِلْیٌ، اَلْیٌ یا اُلْیٌ کی جمع ہے۔ جس کا معنیٰ نعمت ہے۔ اٰلاء کا معنیٰ نعمتیں اور لام سے مراد لطف اللّٰہ ہے اور میم سے مراد ملک اللّٰہ ہے۔ مطلب بنے گا ملک بھی اللہ تعالیٰ کا، مہربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کی، نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ کی۔ اور بھی بہت سی باتیں کی گئی ہیں۔

ایمان سے زیادہ قیمتی شے کوئی نہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَحَسِبَ النَّاسُ کیا خیال کرتے ہیں لوگ، کیا گمان کرتے ہیں لوگ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اس بات کا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اَنْ صرف اس

بات پر یَّقُوْلُوْآ اٰمَنَّا کہ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں۔ صرف اٰمنّا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اس کے لیے اتنی ہی محنت کرنا پڑتی ہے۔ محنت کے بغیر قیمتی شے حاصل نہیں ہوتی اور یقین جانو ایمان سے زیادہ قیمتی شے کوئی نہیں ہے۔ اس جہان میں چونکہ اس کی منڈی نہیں ہے اس لیے اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کا علم اگلے جہان میں ہوگا۔ بہر حال ایمان سے قیمتی شے کوئی نہیں ہے۔ تو صرف امنّا کہنے سے ایمان کی سند نہیں مل جائے گی کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ہم مومن ہیں اتنی بات پر تمہیں نہیں چھوڑ دیا جائے گا کہ تمہارا امتحان نہ ہو آزمائش نہ ہو کہ ایمان پر پورے اترتے ہو یا نہیں۔ یاد رکھنا! ہم موروثی مسلمان ہیں کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے اس لیے ہم مسلمان ہیں۔ جو چیز وراثت میں ملتی ہے اس کی قدر نہیں ہوتی۔ اسلام کی قدر پوچھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے اسلام کی قدر پوچھو، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ سے، حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، حضرت ابوفطیحہ رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اس کی کچھ قیمت بھی دنیا میں ادا کی، ماریں کھائیں، قیدیں بھگتیں، دھوپ میں لڑے، انگاروں پر جلے، بہت کچھ کیا۔

ایمان کے ساتھ آزمائش ہوگی :

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کیا خیال کرتے ہیں کہ صرف امنّا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمائش میں ڈالا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ ان کا امتحان ہوا بڑی آزمائشیں ہوئیں فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا پس ضرور ظاہر کرے

گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو سچے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو صحابہ کرام میں دوسرے نمبر کے مفسر ہیں کیونکہ پہلے نمبر کے مفسر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اس کا معنیٰ کرتے ہیں کہ پس البتہ ضرور ظاہر کرے گا ان لوگوں کو جو سچے ہیں وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ اور ضرور ظاہر کرے گا ان کو جو جھوٹے ہیں۔ بغیر امتحان کے جھوٹے سچے کا پتا نہیں چلتا۔ دنیا میں امتحان اسی لیے مقرر ہوئے ہیں کہ محنت کرنے والے اور محنت سے گریز کرنے والے کا علم ہو جائے، سمجھ دار اور احمق کا امتیاز ہو جائے۔ دعویٰ ایمان اور چیز ہے اور حقیقتِ ایمان اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا فرمائیں گے کہ ان سے جھوٹے اور سچے الگ الگ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا :

آگے اللہ تعالیٰ نے کافروں کو تنبیہ فرمائی ہے جو مومنوں پر مظالم ڈھاتے ہیں۔ فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جو بُرے کام کرتے ہیں اَنْ یَّسْبِقُوْنَا کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے، آگے نکل سکتے ہیں، ہم سے بھاگ جائیں گے۔ عربی میں سابق اس کو کہتے ہیں جو آگے نکل جائے اور مسبوق اسے کہتے ہیں جو پیچھے رہ جائے۔ مُدرک اس کو کہتے ہیں جو اول سے آخر تک نماز میں شریک رہے۔ تو جو لوگ برے کام کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری گرفت سے بچ جائیں گے دوڑ کے آگے نکل جائیں گے اگر ایسا فیصلہ کرتے ہیں تو سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے کوئی نکل سکتا ہے؟ کہاں جائے گا۔ سورہ رحمٰن میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ''اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ

والْاَرْضِ اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے فَانْفُذُوْا تو نکل جاؤ لَاتَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ تم نہیں نکل سکتے مگر غلبے کے ساتھ ۔'' رب تعالیٰ کے آسمان کو چھوڑ کر زمین کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے؟ یہ کبھی نہ خیال کرو کہ رب تعالیٰ کی گرفت سے بچ جاؤ گے نافرمانی کر کے مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے مراد قیامت کا یقین رکھنا ہے۔ اس پر یقین ہے کہ قیامت حق ہے ایک دن آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی اور میں رب تعالیٰ کی عدالت میں کھڑا ہوں گا اور رب تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے بندے! تو کیا کر کے آیا ہے۔ فرمایا یاد رکھو! فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ پس بے شک میعاد یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وقت مقرر کیا ہے وہ البتہ آنے والا ہے ضرور آ کر رہے گا۔

بنیاد پرست ہونا عقل مندی ہے :

جیسے توحید اور رسالت کا مسئلہ بنیادی ہے اسی طرح قیامت کا مسئلہ بھی بنیادی ہے۔ آج جو آدمی ان چیزوں پر ایمان رکھتا ہے اس کو یورپی قومیں بنیاد پرست کہہ کر طعنہ دیتی ہیں۔ بھائی بنیاد پرست ہونا عقل کی بات ہے۔ اس طعنے سے گھبرائیں مت، کسی زمانے میں اولڈ فیشن ہوتا تھا کسی زمانے میں قدامت پسند کا لفظ بولتے تھے۔ آج کل بنیاد پرست کی اصطلاح ہے جو پکا سچا مسلمان ہو اپنے عقیدے پر قائم ہو اس کو بنیاد پرست کہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بنیاد پرست بنائے اس طعنے سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا ہے اور وہی جاننے والا ہے۔ قریب و بعید، بلند اور پست بات کو اللہ تعالیٰ ہی سنتا ہے اور اس کی اس صفت میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ فرمایا وَمَنْ جَاهَدَ اور جس نے جہاد کیا فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات

ہے کہ وہ جہاد اپنے نفس کے لیے کرے گا۔

جہاد کی اقسام :

جہاد کی کئی قسمیں ہیں۔ایک جہاد ہے دشمن کے مقابلہ میں مورچا بند ہونا،اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے کافروں کے ساتھ لڑنا اور نفس امارہ کا مقابلہ کرنا بھی جہاد ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُ کُمْ بِالْمُجَاھِدِ ''کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ مجاہد کون ہوتا ہے۔'' صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا حضرت بتلائیں۔ فرمایا مَنْ جَاھَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ''جو شخص جہاد کرے اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں۔'' جو رب تعالیٰ کی رضا کے لیے دین کے سلسلے میں اپنے نفس کا مقابلہ کرے وہ بھی مجاہد ہے۔اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننا یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔تو فرمایا جس نے جہاد کیا پختہ بات ہے وہ جہاد کرے گا اپنے نفس کے لیے۔رب تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ البتہ بے پرواہے تمام جہان والوں سے۔وہ تمہاری نمازوں،روزوں،عبادتوں اور محنتوں کا محتاج نہیں ہے ۔اس کی صفت ہے الصمد بے نیاز۔ساری دنیا اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے لَنُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ البتہ ہم ضرور مٹا دیں گے ان کی خطائیں۔گناہ معاف کر دیں گے۔گناہ معاف ہو جائیں بڑی بات ہے۔شیخ مصلح الدین سعدیؒ نے گلستان میں ایک بزرگ کی بات نقل فرمائی ہے......

می نگویم کہ طاعتم بہ پذیر
قلم عفو بر گناہم کش

''میں نہیں کہتا کہ میری بندگی قبول فرمالے البتہ معافی کا قلم میرے گناہوں پر پھیر دے۔''
یعنی میرے گناہوں کو معاف فرمادے۔ہم بے فکر لوگ ہیں ہمیں آخرت کا احساس ہی نہیں ہے۔ایک دو دن نماز پڑھ کے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رب ہمارا مقروض ہو گیا ہے۔وہ لوگ بھی تھے جو عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ''اے پروردگار! تیری عبادت کا حق ہم سے ادا نہیں ہو سکا جس طرح آپ کی عبادت کرنے کا حق تھا اس طرح ہم عبادت نہیں کر سکے۔''تو فرمایا ہم ان کے گناہ معاف کر دیں گے وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے بہتر ان کاموں کا جو وہ کرتے تھے۔پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ جو آدمی ایمان، اخلاص اور اتباع سنت کے جذبے سے نیکی کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ دس گنا اجر عطا فرماتے ہیں۔فی سبیل اللہ کی مد میں کرے گا تو سات سو گنا اجر ملے گا وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ''اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا امتحان :

آگے ایک امتحان کا ذکر ہے۔حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ مردوں میں تیسرے نمبر پر مسلمان ہوئے ہیں۔بخاری شریف میں روایت ہے وہ خود فرماتے ہیں اِنَّا ثُلُثُ الاسلام ''مسلمانوں کا تیسرا حصہ۔''مطلب یہ ہے کہ میں تیسرے نمبر پر مسلمان ہوا۔ ان کے والد کا نام مالک تھا اور دادے کا نام وقاص تھا تو سعد بن وقاص یہ دادے کی طرف نسبت ہے۔عتبہ بن وقاص جس نے احد کے موقع پر پتھر مار کر آنحضرت ﷺ کا تھوڑا سا دانت توڑا تھا یہ ان کا بھائی تھا۔بعد میں ۸ ھ میں عتبہ بھی مسلمان ہو گیا تھا۔حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور فاتح ایران ہیں۔جب یہ مسلمان ہوئے تو والد تو

ان کے فوت ہو چکے تھے محلے داروں نے ان کو ڈرایا دھمکایا کہ اسلام چھوڑ دو، محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو۔ لیکن یہ کوئی کچے آدمی تو نہیں تھے کہ لوگوں کے ڈرانے دھمکانے سے ایمان چھوڑ دیتے۔ لیکن دنیا میں بڑی سازشیں ہوتی ہیں۔ محلے دار اکٹھے ہو کر ان کی والدہ کے پاس گئے جس کا نام حمنہ تھا اور یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔ محلے داروں نے جا کر کہا باجی! آپ کے بیٹے سعد کو کیا ہو گیا ہے اس نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے؟ کسی نے کہا خالہ جی! آپ کا عقیدہ کیا ہے اور سعد نے کون سا عقیدہ بنا لیا ہے خوب اکسایا اور کہا کہ تم بھوک ہڑتال کر دو کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گی جب تک سعد کلمہ نہیں چھوڑے گا۔ لوگ منہ میں پانی ڈالتے تھوک دیتی، روٹی ڈالتے اگل دیتی، گھر میں شدید پریشانی کی صورت حال پیدا ہو گئی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا امی آپ کا بھی حق ہے مگر کلمہ کلمہ ہے، ایمان ایمان ہے میں نے کلمہ نہیں چھوڑنا ایمان نہیں چھوڑنا۔ ماں نے کہا میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک تو اپنے آبائی دین پر واپس نہیں آ جائے گا یا پھر میں اسی طرح بھوکی پیاسی مر جاؤں گی اور ساری دنیا میں ہمیشہ کے لیے یہ رسوائی تیرے سر رہے گی کہ تم اپنی ماں کے قاتل ہو۔ شریر لوگوں نے مزید یہ کیا کہ ان کی والدہ کو کہا کہ تم گلی میں جا کر دھوپ میں لیٹ جاؤ۔ وہ گلی میں جا کر لیٹ گئی۔ لوگ پوچھتے ماں تجھے کیا ہوا ہے؟ تو کہتی کہ میرا بیٹا سعد نافرمان ہو گیا ہے۔ اندر لے جاتے کھسک کر پھر گلی میں آ جاتی۔ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد بڑے پریشان ہوئے کہ میں کیا کروں ماں ایسی حالت کو پہنچ گئی ہے کہ جان خطرے میں تھی۔ لوگوں نے کہا سعد ماں پر ترس کھاؤ ہمارے ساتھ چلو تمہارے پیغمبر کے پاس جاتے ہیں کہ اس حالت میں کیا کرنا چاہیے؟

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ تو پھر حضرت سعدؓ اپنی والدہ کے پاس گئے اور کہا اماں جان! اگر آپ کے بدن میں سو روحیں ہوں اور میرے سامنے ایک ایک کر کے نکلتی رہیں میں پھر بھی اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اب تم چاہو تو کھاؤ پیو یا مر جاؤ بہر حال میں اپنے دین سے نہیں ہٹ سکتا۔ ماں نے ان کی اس گفتگو سے مایوس ہو کر کھانا کھا لیا۔ ابن کثیر، روح المعانی، معالم التنزیل وغیرہ میں اس آیت کریمہ کا یہ شان نزول لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے انسان کو بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا اس کے والدین کے بارے میں اچھائی کا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہ ایسا حکم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانے تک یہی حکم رہا ہے کہ والدین کی ہر وہ بات ماننا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو وَاِنْ جَاھَدٰکَ اور اگر وہ زور ڈالیں تجھ پر۔ تمہارے والدین تم پر دباؤ ڈال کر تمہیں اس بات پر آمادہ کریں لِتُشْرِکَ بِیْ کہ تو شریک بنائے میرے ساتھ مَا اس چیز کو لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ جس کا تجھے علم نہیں ہے فَلَا تُطِعْھُمَا پس اطاعت نہ کر ان دونوں کی۔ شرک ایک ایسی قبیح بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اگر والدین بھی اس پر آمادہ کریں تو ان کی بات نہ مانو۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں خدا کی شریک کوئی چیز نہیں ہے۔ سورہ یونس میں ہے قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ''اے پیغمبر! آپ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو وہ چیز بتلانا چاہتے ہو جو وہ زمین آسمان میں نہیں جانتا۔'' خدا کے علم میں تو اس کا کوئی شریک نہیں ہے تمہیں کہاں سے علم ہو گیا کہ خدا کا شریک ہے۔ بہر حال فرمایا کہ والدین اگر شرک کی

ترغیب دیں تو اطاعت نہیں کرنی۔

ماں باپ کی اطاعت کے متعلق ایک فقہی ضابطہ :

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اس کے متعلق ایک فقہی ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ ماں باپ اگر ایسے حکم کو چھوڑنے کا حکم دیں جو فرض اور واجب ہو تو پھر ان کی بات نہیں ماننی مثلاً کہیں کہ نماز نہ پڑھو، روزہ نہ رکھو، عورتوں کو شریعت نے پردے کا حکم دیا ہے اور وہ کہیں کہ پردہ نہ کرو، لڑکوں کو کہیں کہ ڈاڑھی منڈاؤ۔ یہ تمام چیزیں فرض یا واجب کے درجے میں آتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ''رب تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں ہے۔'' تو فرض یا واجب کو والدین کے کہنے پر چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ ہاں وہ احکام جو مستحب ہیں اگر والدین ان کو چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دیں۔ مثلاً کہیں کہ نفلی نماز نہ پڑھ، نفلی روزہ نہ رکھ اور ہماری خدمت کر تو مستحب پر والدین کی خدمت مقدم ہے۔ تو فرمایا کہ اگر والدین تجھے میرے ساتھ شریک ٹھہرانے پر آمادہ کریں تو ان کی بات نہیں ماننی اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ میری طرف ہے تمہارا لوٹنا فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس میں تمہیں خبر دوں گا اس کارروائی کی جو تم کرتے تھے۔ پھر اس عقیدے اور عمل کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۫ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱۳

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے لَنُدْخِلَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور داخل کریں گے ان کو فِي الصّٰلِحِيْنَ نیک لوگوں میں وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے مَنْ وہ بھی ہیں يَّقُوْلُ جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ پس جب ان کو تکلیف دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جَعَلَ ٹھہراتے ہیں فِتْنَةَ النَّاسِ لوگوں کی آزمائش کو كَعَذَابِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ اور البتہ اگر آئے مدد آپ کے رب کی طرف سے لَيَقُوْلُنَّ البتہ ضرور کہیں گے اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ بے شک ہم تمہارے ساتھ تھے اَوَلَيْسَ اللّٰهُ اور کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ بِاَعْلَمَ اچھی طرح

جانتا بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ اس چیز کو جو جہان والوں کے سینوں میں ہے وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ اور البتہ ضرور ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ اور البتہ ضرور ظاہر کرے گا منافقوں کو وَقَالَ الَّذِیْنَ اور کہا ان لوگوں نے کَفَرُوْا جو کافر ہیں لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو مومن ہیں اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا تم پیروی کرو ہمارے راستے کی وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰکُمْ اور ہم اٹھالیں گے تمہارے گناہ وَمَا ھُمْ اور نہیں ہیں وہ بِحٰمِلِیْنَ اٹھانے والے مِنْ خَطٰیٰھُمْ مِّنْ شَیْءٍ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ بے شک وہ البتہ جھوٹے ہیں وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ اور البتہ وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ اور کچھ بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ وَلَیُسْئَلُنَّ اور البتہ ضرور سوال کیے جائیں گے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن عَمَّا اس چیز کے بارے میں کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جو وہ افترا باندھتے تھے۔

کل کے درس میں تم نے سنا (اور پڑھا) کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تاکیدی حکم دیا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے اور اگر والدین کفر و شرک پر آمادہ کریں تو پھر اطاعت نہیں کرنی۔ آگے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی قدر و قیمت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل اچھے کیے یعنی ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ہوں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے فرمایا لَنُدْخِلَنَّھُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ البتہ ہم ان کو ضرور داخل کریں گے نیک لوگوں

میں اور نیک لوگوں کا مقام جنت ہے۔تو گویا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو ایمان لائیں گے اور اچھے عمل کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا اور ان کو نیک لوگوں کی رفاقت حاصل ہوگی۔

کمزور ایمان اور منافق قسم کے لوگوں کا ذکر :

آگے اللہ تعالیٰ نے کمزور ایمان والے منافق قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں یَّقُوْلُ جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جب ان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں تکلیف پہنچائی جاتی ہے جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ٹھہراتے ہیں لوگوں کی آزمائش اور سزا کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح۔لوگوں کی سزا کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا عذاب یعنی لوگوں کی سزا سے بچنے کی ایسے کوشش کرتے ہیں جیسے رب تعالیٰ کے عذاب سے بچنا ہے۔اور دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں اور ایمان کے بارے میں جب امتحان آتا ہے تو پھر کچے ثابت ہوتے ہیں۔

ایمان کے دعوے دار امتحان کے وقت کچے ثابت ہوتے ہیں :

اس کا ہم نے عملاً مشاہدہ کیا ہے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ماہ میں نے ملتان جیل میں گزارے ہیں ۔ اس جیل میں چار ضلعوں کے دو سو سیاسی قیدی تھے ۔ گوجرانوالا ، سیالکوٹ ، کیمبل پور ، سرگودھا۔ بہت بڑی بیرک تھی دو منزلہ، B کلاس کے قیدی تھے۔ہمیں وہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں تھی اور نہ ہی ہم سے کوئی مشقت لی جاتی تھی بلکہ ہم وہاں باقاعدہ پڑھتے پڑھاتے تھے ۔ پانچ چھ سبق میں پڑھاتا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے ساتھ استاد مولانا عبدالقدیر صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی عبدالواحد

صاحبؒ بھی تھے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل اسلم خان چھچھ کے علاقے کا تھا اور مولانا عبدالقدیر صاحب بھی چھچھ کے علاقہ کے رہنے والے تھے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ وہ ہفتے میں ایک دو دفعہ معاینہ کے لیے ضرور آتا تھا۔ ایک دفعہ آیا اور بڑی عقیدت کے ساتھ مولانا کو سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ کو کوئی تکلیف ہو تو بتائیں میں اپنے اختیار کے مطابق اس کا ازالہ کروں گا۔ مولانا بڑے مستقل مزاج تھے کہنے لگے الحمد للہ! ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اسلم خان نے کہا مولانا میرے پاس ایک درخواست آئی ہے اس میں لکھا ہے کہ تم ہمیں رہا کردو ہم ختم نبوت کا عقیدہ تو رکھیں گے مگر نہ ہم درس میں بیان کریں گے اور نہ مجمع میں بیان کریں گے۔ اسلم خان نے ہنستے ہوئے کہا مولانا میرے پاس دو ہزار سے زیادہ اخلاقی قیدی ہیں چھ چھ، سات سات، آٹھ آٹھ، نو نو سال سے بامشقت قید کاٹ رہے ہیں کبھی کسی قیدی نے معافی کی درخواست نہیں دی کہ ہمیں رہا کردو آئندہ ہم جرائم نہیں کریں گے۔ تمہارے مولوی دین کے لیے آئے ہیں اور اتنے کچے ہیں کہتے ہیں کہ ہم لکھ کر دیتے ہیں کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت درس میں بیان کریں گے نہ مجمع میں بیان کریں گے۔ پھر ان کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ میں قیدیوں کو رہا کرنے کا مجاز نہیں ہوں میں تو امین ہوں یہ میرے پاس امانت ہیں۔ پھر یہ مرکزی حکومت کے قیدی ہیں ان کو وزیر اعلیٰ اور گورنر بھی رہا نہیں کر سکتے۔ ہم نے استاد محترم سے کہا کہ اس سے کہو کہ ہمیں ان کے نام بتلائے۔ حضرت کے ساتھ چونکہ اس کی بے تکلفی تھی حضرت نے کہا اسلم خان ہمیں ان کے نام بتلاؤ؟ کہنے لگا یہ راز کی باتیں ہیں بتلائی نہیں جاسکتیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں ہمیں ضرور بتلاؤ۔ کہنے لگا اچھا میں صرف آپ کو بتلاؤں گا کسی موقع پر۔ حضرت اس کے پاس دفتر میں تشریف لے گئے۔ حضرت بڑے زود نویس تھے وہ درخواست اس نے حضرت کے سامنے رکھی حضرت نے

درخواست کا مضمون تو نہ لکھا کیونکہ وہ زبانی بتلا چکا تھا مولویوں کے نام لکھ لیے ۔ وہ بہت سے مولوی تھے اور سبھی حلوہ خور تھے ۔ حلوہ خوروں کے علاوہ کسی دوسرے کا نام نہ نکلا اور ہمیں اس آیت کریمہ کا مفہوم سمجھ آ گیا کہ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر پس جب ان کو تکلیف دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ٹھہراتے ہیں لوگوں کی آزمائش اور سزا کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح ۔ جیسے رب تعالیٰ کی سزا سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے ایسے اس عارضی سزا سے بچنے کے لیے حیلے بہانے بناتے ہیں وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّکَ اور البتہ اگر آئے مدد آپ کے رب کی طرف سے کہ کامیابی نصیب ہو پھر کیا ہوگا؟ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ البتہ ضرور کہیں گے بے شک ہم تمہارے ساتھ تھے ۔ یعنی تکلیف کے وقت بھاگ جاتے ہیں اور راحت اور کامیابی حاصل ہو جائے تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔

ہندوستان کی آزادی میں اہل بدعت کا کوئی حصہ نہیں :

اس کی تازہ مثال جہاد افغانستان میں شیعہ کا کردار ہے کہ جہاد افغانستان شروع ہوا تو تمام شیعہ تنظیمیں بھاگ کر ایران چلی گئی تھیں ۔ مجاہدین کی جتنی بھی تنظیموں نے حصہ لیا وہ ساری اہل سنت والجماعت کی ہیں شیعہ کی کوئی تنظیم جہاد افغانستان میں شریک نہیں ہوئی یہ سب ایران میں مزے اڑاتے رہے جس وقت فتح قریب ہوئی تو کود کر آ گئے کہ حکومت میں ہمیں بھی حصہ دو ۔ بھائی ! تم جہاد سے بھاگ کر ایران میں مزے کرتے رہے اور اب تم شور مچاتے ہو کہ ہمیں بھی سیٹیں دو حکومت میں شریک کرو ۔ عجیب دور ہے ۔ اور یہی حال اہل بدعت کا ہے ۔ تاریخ والے جانتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی میں اہل بدعت کا کوئی حصہ نہیں ہے سوائے ایک مولوی فضل حق خان خیر آبادی کے کہ وہ نام کے مغالطے کی وجہ

سے پکڑا گیا تھا کہ اصل حکومت کا باغی تو فضل حق رام پوری تھا نام کے مغالطے کی وجہ سے فضل حق خیر آبادی پکڑا گیا اور جزیدہ انڈمین میں قید کر دیا گیا اس نے وہاں سے خط بھی لکھا کہ میں تو تمہارا ملازم ہوں اور میرا باپ بھی تمہارا ملازم رہا ہے میں تمہارا ہمدرد ہوں مگر رہا نہ ہوسکا اور جزیرہ انڈمین ہی میں بے چارہ فوت ہوگیا۔ یہ مولوی فضل حق خیر آبادی غالی بدعتی تو نہیں تھا آج کل کے بدعتیوں کی طرح کچھ تھوڑا سا بدعت کو پسند کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ بدعتی اس کو اپنا سمجھتے ہیں۔ تو اہل بدعت میں سے صرف ایک مولوی فضل حق خان خیر آبادی گرفتار ہوا اور وہ بھی نام کے مغالطے کی وجہ سے باقی سب نے انگریز کے خلاف جہاد کی مخالفت کی ہے اور اس موضوع پر انہوں نے باقاعدہ کتاب لکھی ''طُرق الھُدٰی وَالْاِرشاد'' یہ ہندوستان میں طبع ہوئی اور میرے پاس موجود ہے۔ اس میں ان تمام لوگوں کے فتوے موجود ہیں اور احمد رضا خان بریلوی کے بیٹے کا فتویٰ بھی موجود ہے کہ انگریز کے خلاف جہاد حرام ہے۔ پھر جب ملک بن گیا تو دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان ہم نے بنایا ہے۔ کیسی عجیب الٹی منطق ہے؟ نہ ان میں سے کوئی پھانسی پر لٹکا نہ قید ہوا نہ کوئی اجڑا، سزائیں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے کاٹیں، سزائیں مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزادؒ، محمد علی جوہرؒ، شوکت علی قدوائیؒ نے بھگتیں، پھانسیوں پر علمائے دیوبند لٹکے، کھیر کھانے کے لیے یہ آگئے کہ پاکستان ہم نے بنایا ہے۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آئے تو یہ ضرور کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تکلیف میں ساتھ نہیں دیتے کھیر تقسیم ہونے کے وقت آجاتے ہیں (مراعات لینے کے لیے آجاتے ہیں اور یہی حلوہ خور لوگوں کا وتیرہ ہے)

اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ

اس چیز کو جو جہان والوں کے سینے میں ہے وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ عَلِمَ يَعْلَمُ کا معنٰی جاننا بھی ہے اور ظاہر کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں معنٰی ظاہر کرنے کے ہیں۔ معنٰی ہوگا اور البتہ ضرور ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو مومن ہیں وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ اور ضرور ظاہر کرے گا منافقین کو۔ حالات ایسے پیدا کردے گا کہ ان کی روشنی میں سچے جھوٹے، مخلص غیر مخلص ظاہر ہو جائیں گے۔ اگلی آیت کریمہ میں مومنوں کی ایک آزمائش کا ذکر ہے۔ کل کے سبق میں تم نے سنا کہ حضرت سعد بن وقاص ﷜ کی والدہ حمنہ بنت ابی سفیان جو بعد میں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوگئی تھیں کو محلہ داروں نے اکسایا کہ تیرا بیٹا صابی ہوگیا ہے اس نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے اس کو روکو اور اس سے کلمہ چھڑواؤ۔ اس نے بھوک ہڑتال کی، گلی میں لیٹی اور بڑے جتن کیے کہ سعد کلمہ چھوڑ دے مگر انہوں نے کلمہ نہ چھوڑا۔ ایک موقع پر محلہ داروں کا ایک وفد حضرت سعد بن وقاص ﷜ کے پاس آیا اور کہنے لگے اے سعد! اگرچہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم تمہارے خانگی معاملے میں دخل دیں لیکن ایک محلے میں رہنے کی حیثیت سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تمہاری والدہ کی حالت تمہارے سامنے ہے اس کا تمہارے اوپر حق ہے لہٰذا تم اس کی بات مان لو اور اس کو راضی کرو۔ اگر تمہیں یہ خطرہ ہو اس گناہ کی وجہ سے تم سزا پاؤ گے تو تمہارے گناہ ہم اٹھا لیتے ہیں۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا ان لوگوں کو جو مومن ہیں۔ سعد بن وقاص ﷜ جیسوں کو کہا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا پیروی کرو تم ہمارے راستے کی۔ کفر اختیار کرو، کلمہ چھوڑ دو وَلْنَحْمِلْ

خَطٰیٰکُمْ اور ہم اٹھالیں گے تمہارے گناہوں کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا ھُمْ بِحَامِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰھُمْ مِّنْ شَیْءٍ اور نہیں ہیں وہ اٹھانے والے ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی۔ سورہ فاطر آیت نمبر ۱۸ میں ہے لَا تَزِرُوَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ''کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' اور سورہ لقمان آیت نمبر ۳۳ میں ہے لَا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا ''اور نہیں کام آئے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا کفایت کرنے والا ہوگا اپنے باپ کے لیے کچھ بھی۔'' اور سورہ عبس میں ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور بھاگے گا اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور بیٹوں سے۔'' پورے میدان حشر میں کوئی کسی کو نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ بے شک یہ جھوٹے ہیں۔ ورغلانا چاہتے ہیں مگر سعد بن مالک بن وقاص رضی اللہ عنہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کو کون ورغلا سکتا ہے وہ تیسرے نمبر پر مسلمان ہونے والے تھے، عشرہ مبشرہ میں سے تھے، فاتح ایران تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ اِنِّیْ اَوَّلُ رَجُلٍ رَمٰی فِی الْاِسْلَامِ ''جب جہاد شروع ہوا تو پہلا تیر میں نے چلایا۔'' رشتے اور برادری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں بھی بنتے تھے کتنے اعزاز ان کو حاصل تھے۔ کوفے کے گورنر تھے تو کچھ لوگوں نے ان کی شکایتیں کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے لیے آدمی بھیجے تو سب جھوٹ تھا۔ مقبول الدعاء تھے اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتے تھے تو ایسے جلیل القدر صحابی کافروں کے کہنے پر کلمہ چھوڑ سکتے تھے؟

آیات کا بظاہر تعارض اور اس کا حل :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ اور البتہ وہ

ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ۔ بظاہر ان دونوں آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں ہے کہ وہ ان کے گناہوں میں کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے اور دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ اپنے بوجھ کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ تو بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ نفی کا محل اور ہے اور اثبات کا محل اور ہے۔ جہاں فرمایا کہ کوئی کسی کا گناہ نہیں اٹھائے گا اس کا مطلب یہ ہے ایسے انداز سے دوسروں کے گناہ اور بوجھ اٹھانا کہ اس پر کوئی گناہ نہ رہے اس طرح کوئی نہیں اٹھا سکے گا۔ اور اثبات کا محل یہ ہے کہ اپنے گناہ اور بوجھ بھی اٹھائے گا اور جن کو گمراہ کرنے کا سبب بنا ہے ان کے گناہ بھی اٹھائے گا لیکن کرنے والا بھی نہیں چھوٹے گا۔ اس نے چونکہ ان کو بہکایا اور گمراہ کیا لہٰذا گمراہ کرنے کا وبال بھی اس پر پڑے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے کسی کو بُرا کام بتلایا تو کرنے والوں کا وبال بتلانے والے پر بھی پڑے گا جس نے ان کو غلط راستے پر ڈالا ہے اور اگر کسی نے نیکی بتلائی تو جتنے لوگ نیکی کریں گے اس بتلانے والے کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

فرمایا وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور البتہ ضرور سوال کیے جائیں گے قیامت والے دن۔ قیامت والے دن سوال ہوگا عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اس چیز کے بارے میں جو وہ افترا باندھتے تھے۔ سب چیزوں کے بارے میں قیامت والے دن پوچھا جائے گا۔

❁ ❁ ❁

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ
جَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ
وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ
كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ
ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ۚ
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾
وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو اِلٰى
قَوْمِهٖ ان کی قوم کی طرف فَلَبِثَ فِيْهِمْ پس وہ ٹھہرے ان کے درمیان اَلْفَ

سَنَةٍ ایک ہزار سال اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا مگر پچاس سال کم فَاَخَذَهُمُ
الطُّوْفَانُ پس پکڑا اس قوم کو طوفان نے وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ اور وہ ظالم تھے
فَاَنْجَيْنٰهُ پس ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ اور کشتی
والوں کو وَ جَعَلْنٰهَآ اور بنایا ہم نے اس کشتی کو اٰيَةً نشانی لِّلْعٰلَمِيْنَ جہان
والوں کے لیے وَاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا ہم نے اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ
جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو اعْبُدُوا اللّٰهَ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی
وَاتَّقُوْهُ اور ڈرو اس سے ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ بے شک جن کی تم عبادت کرتے
ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوْثَانًا بت ہیں وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا
اور گھڑتے ہو تم جھوٹ اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا
نہیں مالک تمہارے لیے رزق کے فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ پس تم تلاش کرو
اللہ تعالیٰ کے پاس روزی وَاعْبُدُوْهُ اور اس کی عبادت کرو وَاشْكُرُوْا لَهٗ اور
اس کا شکر ادا کرو اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے وَاِنْ
تُكَذِّبُوْا اور اگر تم جھٹلاؤ گے فَقَدْ كَذَّبَ پس تحقیق جھٹلا چکی ہیں اُمَمٌ مِّنْ
قَبْلِكُمْ امتیں جو تم سے پہلے گزری ہیں وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ
اور نہیں ہے رسول کے ذمے مگر پہنچانا کھول کر اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا ان

لوگوں نے کَیۡفَ یُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ کیسے ابتدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کی ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ پھر وہ لوٹاتا ہے اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے قُلۡ آپ فرمادیں سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ سیر کرو تم زمین میں فَانۡظُرُوۡا پس دیکھو تم کَیۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ کیسے ابتدا کی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ثُمَّ اللّٰهُ پھر اللہ تعالیٰ یُنۡشِئُ اٹھائے گا النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ اٹھانا آخرت کا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہر چیز پر قادر ہے یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ عذاب دے گا جس کو چاہے گا وَ یَرۡحَمُ مَنۡ یَّشَآءُ اور رحم کرے گا جس پر چاہے گا وَ اِلَیۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے فِی الۡاَرۡضِ زمین میں وَلَا فِی السَّمَآءِ اور نہ آسمان میں وَمَا لَکُمۡ اور نہیں ہے تمہارے لیے مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مِنۡ وَّلِیٍّ کوئی حمایتی وَّ لَا نَصِیۡرٍ اور نہ کوئی مددگار۔

نوح علیہ السلام کا تعارف اور ان کی تبلیغ کا ذکر :

سورت کی ابتدا میں تھا کہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ دعویٰ ایمان سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ''اور البتہ تحقیق ہم نے آزمایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔'' تو ان پہلے لوگوں میں نوح علیہ السلام کی قوم ہے، ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہے اور دوسرے پیغمبروں کی قومیں ہیں جن کا ذکر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف۔ تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں ہے کہ نوح علیہ السلام کا نام

عبدالغفار تھا اور ان کے والد کا نام زمق تھا نوح بن زمق علیہما السلام ۔ قوم کی حالت پر نوحہ کرتے کرتے لقب نوح پڑ گیا فَلَبِثَ فِيهِمْ پس ٹھہرے نوح علیہ السلام قوم میں اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا پچاس کم ایک ہزار سال یعنی نوح علیہ السلام نے قوم کو نو سو پچاس سال تبلیغ کی اور یہ بات قطعی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے۔ اور پھر تبلیغ کس انداز میں کی ، نہ دن دیکھا ، نہ رات دیکھی ، نہ صبح دیکھی ، نہ شام دیکھی ، بازاروں میں ، چوکوں پر ، مکان کی چھت پر چڑھ کر توحید سنائی ، دروازوں پر دستک دے کر توحید کا سبق دیا۔ سورہ نوح میں ہے رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ''اے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی۔'' آگے فرمایا ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ''پھر بے شک میں نے ان کو برملا دعوت دی ثُمَّ اِنِّيْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا پھر میں نے ان کو علی الاعلان دعوت دی اور پوشیدہ طور پر بھی دعوت دی۔'' نو سو پچاس سال ہر رات دعوت ہر دن دعوت ، علانیہ دعوت ، پوشیدہ دعوت ، رات کو مکان کی چھت پر چڑھ کر دعوت يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہے۔'' گلیوں میں ، محلوں میں ، اگر کوئی تنہائی میں ملا تو اس کو آہستہ دعوت دی ، جنازے کے موقع پر ، برات کے موقع پر ، غرض کہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا لیکن وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗ اِلَّا قَلِيْلٌ [سورۃ ہود] ''بہت کم لوگ مسلمان ہوئے۔'' مرد عورتیں ، بچے ، بوڑھے ملا کر سو بھی پورے نہیں ہوتے ۔ اور بڑے افسوس اور حسرت کی بات یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی ایمان نہیں لایا اور بیوی بھی ایمان نہیں لائی ۔ کتنی بڑی آزمائش ہے معمولی آزمائش نہیں ہے فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ پس پکڑا ان کو طوفان نے ۔ زمین نے پانی اگلا آسمان سے بارش برسی

طوفان آیا کیوں آیا؟ وَ ھُمْ ظٰلِمُوْنَ اور وہ ظالم تھے نو سو پچاس سال کی تبلیغ سے انہوں نے کوئی اثر نہ لیا فَاَنْجَیْنٰهُ پس ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو وَ اَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ اور کشتی والوں کو جو ان کے ساتھ سوار تھے ان کو نجات دی اور کوئی نہیں بچا وَ جَعَلْنٰهَآ اور ہم نے کر دیا کشتی کو اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ نشانی جہان والوں کے لیے۔ سورہ ہود آیت نمبر ۴۴ میں ہے وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ ''اور وہ کشتی ٹکی جودی پہاڑ پر۔'' یہ جودی پہاڑ آج کل کے جغرافیے میں عراق کے صوبہ موصل میں ہے اور آج کل اس پہاڑ کو ارارات کہتے ہیں۔ یہ سطح سمندر سے سترہ (۱۷) ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے اَدْرَکَتْهَا اَوَّلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ''اس امت کے پہلے لوگوں نے اس پہاڑ پر چڑھ کر اس کشتی کا ڈھانچا دیکھا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو تباہ کیا کیونکہ وہ ظالم تھے مشرک تھے وَاِبْرٰهِیْمَ اس کا عطف اَرْسَلْنَا پر ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ عبارت یوں بنے گی وَاَرْسَلْنَا اِبْرٰهِیْمَ اور ہم نے بھیجا ابراہیم علیہ السلام کو اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ جب فرمایا انہوں نے اپنی قوم کو اعْبُدُوا اللّٰهَ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی وَاتَّقُوْهُ اور اس کی مخالفت سے بچو، رب تعالیٰ کے عذاب سے بچو ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے عذاب سے بچنا تمہارے لیے بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو تو میری بات سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی بہتر ہے اور اس کے عذاب سے بچنا ہی بہتر ہے۔

قوم ابراہیم علیہ السلام کا دو طرح کے شرک میں مبتلا ہونا :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم دو طرح کے شرک میں مبتلا تھی۔ ایک اصنام پرستی بت پرستی۔ سورہ انعام آیت نمبر ۷۴ میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ

اَصۡنَامًا اٰلِهَه ’’اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے۔‘‘ یہ بت کوئی ہوائی اور خیالی نہیں تھے بلکہ بزرگوں کی شکل پر تھے۔کوئی کسی بزرگ کی شکل پر کوئی کسی بزرگ کی شکل پر۔محض لکڑی اور کاغذ کے ساتھ کسی کو پیار نہیں ہوتا پیار اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کی تصویر اور فوٹو ہوتا ہے۔تو شرک کی ایک قسم تو یہ تھی کہ بزرگوں کے بت بناتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے اور دوسری قسم یہ تھی کہ وہ ستارہ پرستی میں مبتلا تھے۔ستاروں میں خدائی کرشمے مانتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے جو اثر چاند،سورج،ستارے میں رکھا ہے اس کا تو انکار نہیں ہے کہ سورج میں حرارت اور روشنی ہے جس کا اثر فصلوں پر اور پھلوں پر ہے۔چاند کی چاندنی اور ستاروں کی روشنی کا بھی پھلوں پر اثر ہے اس کا انکار نہیں ہے لیکن خدائی اختیارات تو کسی میں نہیں ہیں تو یہ لوگ چاند،سورج،ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے اور بتوں کی بھی پوجا کرتے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا رد فرمایا اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ بے شک وہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوۡثَانًا وہ بت ہیں انسانوں کے بت تم نے بنائے ہیں وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا اور تم گھڑتے ہو جھوٹ کہ ان میں خدائی اختیارات ہیں حالانکہ خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں تو یہ بت بزرگوں کی شکل پر ہوتے تھے۔

وَدّ،سُواع،یغوث،یعوق،نسر کی تشریح :

سورہ نوح میں پانچ نام ہیں وَدّ،سُواع،یغوث،یعوق،نسر۔بخاری شریف میں ہے اسماء رِجَالٍ صَالِحِيۡنَ مِنۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ ’’یہ پانچ نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگ آدمیوں کے نام تھے۔‘‘ حضرت نوح علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی تو لوگوں نے کہا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ ’’اپنے ان پانچ خداؤں کو نہ چھوڑنا۔‘‘

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ وَدّ حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب تھا اور باقی چار حضرت ادریس علیہ السلام کے نیک صالح پرہیز گار بیٹے تھے۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو لوگوں نے ان کے مجسمے بنا کر پوجا شروع کر دی۔ تو محض پتھر اور لکڑی کی پوجا کسی نے نہیں کی۔ یہ جو بڑی عمر والے بزرگ بیٹھے ہیں ان کے علم میں ہے کہ ہندو ایک من کا، تیس سیر کا پتھر اٹھا کر لاتے تھے اسی طرح بھاری لکڑی لاتے جب گھڑتے گھڑتے دس سیر کی رہ جاتی اور رام چندر یا سیتا جی کی شکل بن جاتی کرشنا جی کی شکل بن جاتی تو اس کی عبادت کرنے لگ جاتے۔ تو دراصل تو عبادت رام چندر، سیتا جی، کرشنا جی کی ہوئی پتھر اور لکڑی کی تو نہ ہوئی۔ باقی اصنام اور اوثان کی تشریح میں نے ’’گلدستہ توحید‘‘ میں کر دی ہے اس کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔ درس میں تو موٹی موٹی باتیں بیان ہوتی ہیں۔ تو فرمایا بے شک تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے بتوں کی اور تم جھوٹ گھڑتے ہو اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا وہ مالک نہیں ہیں تمہارے لیے رزق کے فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ پس تم رزق تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے اسی سے رزق طلب کرو وَاعْبُدُوْهُ اور اس کی عبادت کرو وَاشْكُرُوْا لَهٗ اور شکر ادا کرو اسی رب کا اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اے میری قوم! وَاِنْ تُكَذِّبُوْا اور اگر تم جھٹلاؤ گے توحید کو، رسالت کو، قیامت کے عقیدے کو فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ پس تحقیق جھٹلا چکی ہیں وہ امتیں جو تم سے پہلے گزری ہیں۔ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ ان کا انجام دیکھ لو وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ اور نہیں ہے رسول کے ذمے

مگر بات پہنچانی ہے کھول کر۔ پیغمبر کے فرائض میں منوانا نہیں ہے بات کو واضح کر کے پہنچانا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ کیسے ابتدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کی۔ ابتداءً انسان کا بچہ، حیوان کا بچہ، پرندوں کا بچہ کیسا ہوتا ہے پھر کس طرح ان کو جوانی تک لے جاتا ہے ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ لوٹاتا ہے اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ یہ لوٹانا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ جو ابتداءً پیدا کر سکتا ہے وہ لوٹا بھی سکتا ہے (اس عمل تخلیق کا اعادہ بھی کر سکتا ہے) اس کے لیے کوئی چیز مشکل نہیں ہے قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ آپ کہہ دیں اے ابراہیم علیہ السلام زمین میں سیر کرو چلو پھرو فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ پس دیکھو کس طرح رب تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی ہے۔ آسمان دیکھو، زمین دیکھو، چاند، سورج، ستارے دیکھو ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ پھر اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اٹھانا آخرت کا۔ جس نے ابتداءً پیدا کیا ہے وہ آخرت والے دن بھی اٹھائے گا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر رب تعالیٰ کے پاس جانے کے بعد کیا ہوگا؟ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ سزا دے گا جس کو چاہے گا۔ کافر، مشرک، منافق، باغی کو سزا دے گا وَ يَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ اور رحم کرے گا جس پر چاہے گا۔ اہل توحید اچھے اعمال کرنے والوں پر رب تعالیٰ کی رحمتیں ہوں گی وَ اِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

دین کی بات ان کو سمجھ آتی ہے جن کے دل صاف ہوتے ہیں :

انسان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس نے رب تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے اور اس کے لیے تیاری کرنی ہے لیکن آج ہمارے دل پتھر کی طرح سخت ہو چکے ہیں۔ دنیا کی ساری باتیں ہم سمجھتے ہیں مگر دین کی بات ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ اور

ان کو سمجھ آتی ہے جن کے دل شیشے کی طرح صاف ہیں اور جن پر رب تعالیٰ کا کرم ہے باقی جن کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں وہ نہیں سمجھتے ان کو نوح علیہ السلام نہیں سمجھا سکے، ابراہیم علیہ السلام نہیں سمجھا سکے، دوسرے پیغمبر نہیں سمجھا سکے اور کون سمجھا سکتا ہے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ اور تم عاجز نہیں کر سکتے رب کو زمین میں وَلَا فِى السَّمَآءِ اور نہ آسمان میں۔ رب تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ تمہیں پیدا کیا تم آ گئے جب مارے گا مر جاؤ گے موت کو ٹال نہیں سکتے۔ اردو کے مشہور شاعر ذوقؔ کا شعر ہے

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی، چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

زمین آسمان میں جو فیصلہ رب تعالیٰ فرمائیں گے وہی ہوگا اور یاد رکھنا وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ وَلی اس کو کہتے ہیں جو زبانی زبانی حمایت کرے۔ جس طرح لوگ زبانی طور پر کہتے ہیں کہ مظلومان کشمیر کی حمایت کرتے ہیں۔ اور نصیر اسے کہتے ہیں جو عملی طور پر مدد کرنے والا ہو۔ تو رب تعالیٰ جب پکڑے گا نہ تو کوئی حمایت کرنے ولا ہوگا اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔

۞ ۞ ۞

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ
اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ
بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ
بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا
لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ
اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا وَلِقَآئِهٖ اور اس کی ملاقات کا اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ جو مایوس ہو چکے ہیں میری رحمت سے وَ اُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ ہیں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کے لیے عذاب ہے دردناک فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ پس نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب اِلَّآ اَنْ قَالُوا مگر یہ کہ انہوں نے کہا اقْتُلُوْهُ قتل کرو اس کو اَوْ حَرِّقُوْهُ یا اس کو آگ میں جلاؤ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ

پس اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی مِنَ النَّارِ آگ سے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ بے شک اس میں لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے وَقَالَ اور کہا ابراہیم علیہ السلام نے اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ بے شک تم نے بنالیا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوْثَانًا بتوں کو معبود مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ آپس کی محبت کی بنا پر فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ پھر قیامت والے دن یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ انکار کریں گے بعض تمہارے بعض کا وَّ یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اور لعنت بھیجیں گے تمہارے بعض بعض پر وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ اور ٹھکانا تمہارا آگ ہوگی وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہیں ہوگا تمہارے لیے کوئی مددگار فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ پس تصدیق کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت لوط علیہ السلام نے وَقَالَ اِنِّیْ اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بے شک میں مُهَاجِرٌ ہجرت کرنے والا ہوں اِلٰی رَبِّیْ اپنے رب کی طرف اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ بے شک وہ رب غالب ہے حکمت والا ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ اور ہم نے عطا کیا ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق وَ یَعْقُوْبَ اور یعقوب وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ اور رکھ دی ہم نے ان کی اولاد میں النُّبُوَّةَ نبوت وَالْكِتٰبَ اور کتاب وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ اور دیا ہم نے اس کو اس کا اجر فِی الدُّنْیَا دنیا میں وَاِنَّهٗ اور بے شک وہ فِی الْاٰخِرَةِ آخرت میں لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ البتہ نیکوں میں سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پہلے سے چلا آرہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ

السلام ملک عراق کے علاقہ اُر میں پیدا ہوئے۔آج کل کے جغرافیہ میں اس کا نام کُوسیٰ بروزن طوبیٰ ہے۔یہ کلدانی حکومت کا دارالخلافہ تھا نمرود بن کنعان بڑا مشرک، کافر، ظالم اور جابر بادشاہ تھا۔اس کے دور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ان کی کافی تقریر پہلے گزر چکی ہے یہ بھی انہی کا بیان ہے جوانہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو سنایا اور سمجھایا وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا۔آیت سے حسی آیت بھی مراد ہوسکتی ہے اور معنوی آیت بھی مراد ہوسکتی ہے۔

لفظ آیت کی وضاحت :

حسی آیت سے مراد معجزہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے ہاتھوں پر جو معجزے ظاہر ہوتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں۔کہتے تھے کہ یہ جادو ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی نہیں ہے۔نظر تو ان کو سب کچھ آتا تھا جیسے مکے والوں نے چاند دوٹکڑے ہونے کا انکار کیا یہ کہہ کر کہ یہ بڑا طاقتور جادو ہے۔چاند دوٹکڑے ہوا انہوں نے دیکھا اس کا انکار نہیں کیا کہ چاند دوٹکڑے نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی ہونے کا انکار کیا جادو کہہ کر۔یہ مطلب ہے انکار کا۔

اور معنوی آیت سے مراد آسمانی کتابوں کی آیات ہیں۔قرآن کی آیات،تورات کی آیات،انجیل اور زبور کی آیات کہ ان لوگوں نے آسمانی کتابوں کی آیات کا انکار کیا جیسے قرآن پاک کے بارے میں کہا کہ یہ کھلا جادو ہے وَلِقَآئِهٖ اور وہ لوگ جنہوں نے رب تعالیٰ کی ملاقات کا انکار کیا کہ قیامت نہیں آئے گی حشر نشر نہیں ہوگا رب تعالیٰ کی ملاقات نہیں ہوگی اور قیامت کا مذاق بھی اڑاتے تھے۔ایک خبیث ہندو شاعر نے قیامت کا ایسے

مذاق اڑایا۔ کہتا ہے......

ملے گی شیخ کو جنت ہمیں دوزخ عطا ہوگا

بس اتنی بات ہے جس کے لیے محشر بپا ہوگا

بھئی! یہ چھوٹی بات ہے کہ کافروں کو دوزخ ملے گا اور مومنوں کو جنت؟ اے بے وقوف تو مذاق کرتا ہے۔ تو فرمایا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا اُولٰٓئِکَ یَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ یہی لوگ ہیں جو مایوس ہوئے ہیں میری رحمت سے حالانکہ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ [سورۃ الاعراف] ''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر شے کو وسیع ہے۔'' وَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے درد ناک عذاب ہے۔ یہ رب تعالیٰ کا پیغام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زبان میں لوگوں کو سنایا۔ لوگوں نے کیا جواب دیا سنو! فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ پس نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب اِلَّآ اَنْ قَالُوا مگر انہوں نے یہ کہا اقْتُلُوْهُ ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرو اَوْ حَرِّقُوْهُ یا اس کو آگ میں جلا دو کہ اس نے ہمارے بت توڑ کر ہمارے کلیجے جلائے ہیں۔ چنانچہ اسی پر اتفاق ہوا کہ آگ میں جلاؤ۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ صرف دو آدمی تھے۔ ایک کا ذکر ابھی آگے آ رہا ہے حضرت لوط علیہ السلام جو ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور بعد میں پیغمبر بنے اور ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ علیہا السلام جو ابراہیم علیہ السلام کی چچا زاد بہن تھی۔ انہوں نے ساتھ دیا تیسرا کوئی آدمی ساتھ دینے والا نہیں تھا سب نے اتفاق کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دو۔

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا قصہ :

• تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں بڑا عجیب منظر لکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

جلانے کے لیے بہت بڑا بھٹا تیار کیا گیا اور شہریوں اور دیہاتیوں سے لکڑیوں کا چندہ مانگا گیا کہ لکڑیاں لا کر اس میں ڈالتے جاؤ۔ بوڑھی بوڑھی عورتیں جو سہارے کے بغیر چل نہیں سکتی تھیں ہاتھ میں لاٹھی اور سر پر لکڑیوں کا گٹھا لے کر جا رہی ہیں۔ اماں! کہاں جا رہی ہے؟ کہتی ابراہیم کو جلانا ہے آگ میں لکڑیاں ڈالنے کے لیے جا رہی ہوں۔ آگ میں ڈالنے کا دن مقرر ہوا۔ انجینئر ھیزوم نے آلہ تیار کیا جس کے ذریعے اٹھا کر پھینکنا تھا اس آلے کا نام منجنیق تھا۔ یہ ایسا آلہ تھا کہ بڑے بڑے پتھروں کو بغیر بارود کے اٹھا کر قلعوں پر پھینکتا تھا اسے ھیزم انجینئر نے تیار کیا تھا۔ بعد میں یہ آلہ جنگوں میں استعمال ہوتا تھا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ محمد بن قاسمؒ جب چھ ہزار کی فوج لے کر راجہ داہر کے مقابلے میں آئے تو ان کی منجنیق پر پانچ سو آدمی بیٹھے تھے۔

لکڑیوں کو آگ لگائی گئی سب لوگ تماشائی اکٹھے ہوئے نمرود بن کنعان بھی بمع کابینہ کے آ کر بیٹھ گیا جُـرِّدَ عَنِ الثِّیَاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برہنہ کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھینک دیا گیا۔ نعرے پر نعرے لگ رہے تھے لوگ انتظار میں تھے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سر پھٹے گا اور ہمارے سینے ٹھنڈے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ فرمایا قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا [انبیاء: ۶۹] "اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ ٹھنڈی ہو جا مگر حد سے زیادہ نہیں سلامتی والی۔" آگ نے صرف وہ رسیاں جلائیں جن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے باقی بدن کا ایک بال بھی نہ جلا اور آگ آناً فاناً بجھ گئی۔ اور اسی مقام پر تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس جگہ باغ بن گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس باغ میں ٹہل رہے تھے۔ والد نے یہ لفظ بھی کہے نِـعْـمَ الـرَّبُّ رَبُّکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ "اے ابراہیم تیرا رب بہت اچھا ہے۔" مگر ایمان نہیں لایا اپنے گروہ

کو نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَنۡجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ پس ہم نے نجات دی ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لیکن کس کے لیے لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے کہ آگ نے صرف رسیوں کو جلایا اور ٹھنڈی ہوگئی اور اس جگہ باغ بن گیا یہ بڑی نشانیاں ہیں مگر ماننے والوں کے لیے وَقَالَ اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اِنَّمَا اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡ ثَانًا پختہ بات ہے کہ جن کو تم نے معبود بنایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وہ بت ہیں۔ یہ تمہارا بتوں کو معبود بنانا مَّوَدَّةَ بَیۡنِکُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا آپس کی محبت کی بنا پر دنیا کی زندگی میں۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ چونکہ تمہاری ان بتوں کے ساتھ دوستی اور محبت ہے اس لیے تم نے ان کو معبود بنایا ہوا ہے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ چونکہ تمہارے دوست مشرک ہیں تو ان کی دوستی اور محبت کی وجہ سے تم نے ان بتوں کو معبود بنایا ہے۔

سوسائٹی کے اثرات :

سوسائٹی کا بڑا اثر ہوتا ہے مجلس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ بُری مجلس کی وجہ سے پیغمبر کا بیٹا کنعان کفر و شرک میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کا باغی ہوگیا۔ کنعان کی مجلس جب برے لوگوں کے ساتھ شروع ہوئی تو نوح علیہ السلام نے بڑا سمجھایا کہ بیٹے میری حیثیت دیکھو میری پوزیشن دیکھو میرا ماحول دیکھو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ کہنے لگا ابا جی! یہ میرا کیا بگاڑ لیں گے۔ لیکن اس بری مجلس نے اس کو کفر و شرک پر آمادہ کیا وہ رب تعالیٰ کا نافرمان اور باغی ہوا۔ دنیا میں پانی کے اندر غرق ہوا اور آخرت میں ہمیشہ دوزخ کے اندر رہے گا۔ تو بری مجلس کا بھی اثر ہوتا ہے اور برے ساتھی کا بھی۔ فارسی زبان کا مقولہ ہے

؎ یار بد از مار بد بسیار بد

''بُرا ساتھی بُرے سانپ سے بھی بُرا ہوتا ہے۔'' اور سوسائٹی آدمی کی پہچان ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کسی آدمی کے متعلق یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نیک ہے یا بد ہے فرمایا فَلْيَنْظُرْ مَنْ يُخَالِلُ ''پس دیکھو اس کے دوست کیسے ہیں'' اس کی سوسائٹی کیسی ہے۔ کن لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے تمہیں خود بخود پتا چل جائے گا کہ یہ آدمی کیسا ہے۔ اگر مجلس اچھی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھا ہے اور اگر مجلس بُری ہے تو یہ بھی بُرا ہے۔ تو فرمایا کہ تم نے جو بتوں کو معبود بنایا ہے دُنیا کی زندگی کی دوستی کی بنا پر بنایا ہے لیکن یاد رکھنا! ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پھر قیامت والے دن يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ انکار کریں گے بعض تمہارے بعض کا۔ یہ تمہارے معبود تمہارا انکار کریں گے اور تم ان کا انکار کرو گے وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اور تم ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے تم معبودوں پر اور معبود تم پر لعنت بھیجیں گے۔ اسی طرح جن کی دوستی کی وجہ سے تم غلط راستے پر چلے تم ان پر لعنت بھیجو گے اور وہ تم پر لعنت بھیجیں گے۔ یہ بات سوچنے اور سمجھنے والی ہے آنکھیں بند ہونے کے بعد کچھ نہیں کر سکو گے وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ اور ٹھکانا تمہارا دوزخ ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور نہیں ہوگا تمہارے لیے کوئی مددگار فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ پس تصدیق کی ابراہیم علیہ السلام کی لوط علیہ السلام نے جو ان کے سگے بھتیجے تھے لوط بن ہاران بن آزر وَ قَالَ اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ بے شک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔ اپنے رب کی رضا کے لیے عراق سے شام کی طرف۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ حضرت سارہ علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام تھے کافی سفر تھا لیکن وہ لوگ بڑی ہمت والے ہوتے تھے اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بے شک اللہ تعالیٰ

غالب ہے حکمت والا ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ اور عطا کیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق۔ چونکہ ہجرت کا ذکر ہے اور ہجرت میں حضرت سارہ ساتھ تھیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام سے پیدا ہوئے اس لیے یہاں اسحاق علیہ السلام کا ذکر ہے ورنہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں مگر ان کی والدہ ہجرت کے سفر میں ساتھ نہیں تھیں راستے میں ملی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ہاجرہ ہے۔ چونکہ ہجرت کے سفر میں حضرت اسحاق کی والدہ ساتھ تھیں اور ذکر ہجرت کا ہے اس لیے فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق عطا کیا وَيَعْقُوْبَ اور یعقوب دیا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ اسحاق علیہ السلام بڑے ہوئے ان کی شادی ہوئی ابراہیم علیہ السلام کی زندگی ہی میں اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا۔ پھر یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف علیہ السلام ہیں۔

؎ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ اور رکھ دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت۔ اسحاق علیہ السلام نبی، ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام، ان کا لقب اسرائیل ہے۔ اسراء کا معنٰی عبد اور ایل کا معنٰی اللہ۔ تو اسرائیل کا معنٰی بنا عبداللہ۔ ان کی اولاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر تشریف لائے ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف آنحضرت ﷺ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ تو فرمایا ہم نے ان کی اولاد میں نبوت رکھی وَالْكِتٰبَ یہ الف لام جنس کا ہے مراد کتابیں ہیں، تورات، انجیل، زبور اور آخر میں قرآن کریم وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا اور دیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اجر دنیا میں کہ آج بھی دنیا میں ابراہیم علیہ السلام کا نام عقیدت اور ادب واحترام

کے ساتھ لیا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام۔ مسلمانوں کا تو ایمان ہی یہ ہے کہ سب پیغمبروں کا نام ادب اور احترام سے لیتے ہیں۔ یہودی، عیسائی بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔ یہودی عیسائی ابراھام کہتے ہیں۔ عبدالقادر جیلی بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں انہوں نے تصوف کے موضوع پر کتاب لکھی ہے ''الانسان الکامل'' اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ہندو جس کو برھما کہتے ہیں وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، برھما مہاراج۔ تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں بھی عظمت، فضیلت اور شہرت عطا فرمائی ہے وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اور بے شک وہ آخرت میں البتہ نیکوں میں سے ہیں۔ یہ بات تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلا اور بلند درجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے دوسرا درجہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

وَلُوْطًا اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو اِنَّكُمْ بے شک تم لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ البتہ کرتے ہو تم بے حیائی ایسی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا نہیں سبقت کی تم سے اس بے حیائی میں مِنْ اَحَدٍ کسی ایک نے مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں میں سے اَئِنَّكُمْ کیا بے شک تم لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شہوت رانی کرتے ہو مردوں پر وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ اور کاٹتے ہو راستے وَتَاْتُوْنَ اور کرتے ہو تم فِيْ نَادِيْكُمْ اپنی مجلسوں میں الْمُنْكَرَ بری باتیں فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ پس نہیں تھا جواب ان کی قوم کا اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا مگر یہ کہ انہوں نے کہا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ لاؤ ہمارے پاس

اللہ تعالیٰ کا عذاب اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ سچ کہنے والوں میں سے قَالَ کہا لوط علیہ السلام نے رَبِّ انْصُرْنِیْ اے میرے رب میری مدد کر عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ فسادی قوم کے مقابلے میں وَلَمَّا جَآءَ تْ رُسُلُنَآ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اِبْرٰھِیْمَ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بِالْبُشْرٰی خوش خبری لے کر قَالُوْٓا انہوں نے کہا اِنَّا مُھْلِکُوْٓا بے شک ہم ہلاک کرنے والے ہیں اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ اس بستی والوں کو اِنَّ اَھْلَھَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ بے شک اس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا بے شک اس بستی میں لوط علیہ السلام بھی ہیں قَالُوْا فرشتوں نے کہا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْھَا ہم خوب جانتے ہیں اس کے رہنے والوں کو لَنُنَجِّیَنَّہٗ البتہ ہم ضرور اس کو نجات دیں گے وَاَھْلَہٗ اور اس کے اہل کو بھی اِلَّا امْرَاَتَہٗ مگر اس کی بیوی کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ہوگی پیچھے رہنے والوں میں۔

ابراہیم علیہ السلام نے عراق میں اسّی سال قوم کو تبلیغ کی :

کل کے درس میں یہ بات تم سن چکے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک عراق کے رہنے والے تھے اور انہوں نے کم وبیش ستر، اسّی سال اپنے والد اور اپنی قوم کو تبلیغ کی۔ مگر اتنے طویل عرصہ میں سوائے اہلیہ محترمہ اور بھتیجے لوط علیہ السلام کے اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ حضرت لوط علیہ السلام تو پیغمبر تھے اور پیغمبر پیدائشی طور پر کفر وشرک سے پاک ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی تم پڑھ اور سن چکے ہو کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو آگ کے بھٹے میں ڈالا

گیا اللہ تعالیٰ نے آگ کو باغ بنادیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حکم دیا تو وہ عراق سے شام چلے گئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور حکم ہوا کہ بستی سدوم اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو تبلیغ کرو۔ حضرت لوط علیہ السلام جب ان لوگوں کے پاس گئے تو وہ لوگ ان کے طور اطوار، خوش اخلاقی سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کو رشتہ دے دیا حالانکہ رشتہ دنیا کے مشکل مراحل میں سے ایک مشکل مرحلہ ہے ایسے ہی کوئی بہن بیٹی نہیں دیتا۔ رشتہ دے دیا مگر کلمہ نہیں پڑھا۔ اس زمانے میں مومن کافر کا رشتہ جائز ہوتا تھا۔ اسلام میں بھی سولہ سال تک، تیرہ سال مکہ مکرمہ کے اور تین سال مدینہ منورہ کے کافروں کے ساتھ رشتہ جائز تھا۔ ہجرت کے تیسرے سال کے آخر میں سورہ بقرہ کی یہ آیات نازل ہوئیں وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ "اور مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔" اور آگے آتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا "اور نکاح نہ کرو مسلمان عورتوں کا مشرکوں کے ساتھ یہاں تک کہ ایمان لائیں۔" اس آیت سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کافی عرصہ اس کو تبلیغ کی اس بیوی سے دو بچیاں بھی پیدا ہوئیں۔ بعض نے تین بچیاں بھی لکھی ہیں مگر دو کا ثبوت واضح دلائل کے ساتھ ہے۔ بیوی نے بھی کلمہ نہیں پڑھا بچیوں نے کلمہ میں والد کا ساتھ دیا وہ ماں سے متاثر نہیں ہوئیں۔ حالانکہ طبعی طور پر بچیوں کا میلان ماں کی طرف ہوتا ہے اور ماں سے متاثر ہونا فطری امر ہے۔ لیکن ان کی قسمت اچھی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے جب اس بستی سے ہجرت کی تو ان کے ساتھ یہ دو بچیاں اور پانچ چھ آدمی اور تھے اور بس۔

قومِ لوط کی بدکاریوں کا ذکر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلُوطًا اور ہم نے بھیجا لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جس وقت فرمایا لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو۔ شہر سدوم اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو کہا اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ بے شک تم البتہ کرتے ہو بے حیائی ایسی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا نہیں سبقت کی تم سے اس بے حیائی میں مِنْ اَحَدٍ کسی ایک نے مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں میں سے۔ یہ جو خباثت تم کرتے ہو تم سے پہلے جہان میں کسی ایک نے نہیں کی۔ نہ انسان نے نہ جن نے۔ قرآن کریم کی یہ نص قطعی واضح کر رہی ہے کہ یہ بے حیائی پہلے کسی نے نہیں کی اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ کیا بے شک تم اپنی شہوت مردوں پر پوری کرتے ہو وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ اور کاٹتے ہو تم راستے کو جو رب تعالیٰ نے شہوت کی تکمیل کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی افزائش کے لیے مرد بھی پیدا فرمائے عورتیں بھی پیدا فرمائیں۔ جائز طریقے سے عورتوں کے ساتھ نکاح کرو اور اپنی خواہش کو پورا کرو اور غلط راستہ اختیار نہ کرو یہ بُرا کام ہے۔ اور تَقْطَعُوْنَ کی دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ تم راہ کاٹتے ہو۔ یعنی راستے پر چلتے لوگوں پر ڈاکے ڈالتے ہو اور ان کا مال واسباب لوٹتے ہو اور یہ تفسیر بھی بیان کی گئی کہ راستے پر چلتے لوگوں کو پکڑ کر ان کے ساتھ بے حیائی کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بڑے تنومند اور طاقتور لوگ تھے۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں آتا ہے کہ لوگوں نے ان کی یہ برائی سن کر راستوں پر آنا چھوڑ دیا تھا۔ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ اور تم کرتے ہو اپنی مجلس میں بری باتیں۔ اتنے بے شرم اور بے حیا تھے کہ مجلس میں بھی یہ برائی کرنے سے باز نہیں آتے تھے حالانکہ مجلس میں آدمی تھوڑی بہت شرم کرتا ہے لیکن یہ باز نہیں آتے تھے۔ پھر مجلسوں میں گوز بازی کا مقابلہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ

جس کی ہوا زیادہ آواز کے ساتھ نکلے وہ بہادر ہے۔ اور ایک دوسرے کے منہ پر تھوکتے تھے۔ انگلیوں اور ناخنوں پر مہندی لگائی ہوتی تھی اور ایک دوسرے کو چھیڑتے تھے۔ جیسے عورتیں آج کل ناخن پالش لگاتی ہیں۔ یہ سب سے پہلے سدومیوں نے شروع کی ہے۔

وضو کے لیے اہم جزئیات :

یہ مسئلہ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ ناخنوں پر پالش لگی ہوئی ہو تو نہ وضو ہوتا ہے اور نہ غسل ہوتا ہے نہ نماز ہوگی نہ طواف ہوگا۔ کیونکہ لمبے ناخنوں کے نیچے میل جمع ہو جاتا ہے پانی نیچے نہیں پہنچتا اور ناخن پالش سے لیپ ہو جاتا ہے پانی نیچے نہیں جاتا۔ اور یہ مسئلہ بھی تم بارہا سن چکے ہو کہ فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ بے وضو سجدہ کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ بے وضو سجدہ کرنا کفر ہے اور کفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ حالانکہ فقہاء کرامؒ کا طبقہ بڑا محتاط طبقہ ہے۔ جن عورتوں نے ناخن پالش لگائی ہوئی ہے لمبے ناخن ہیں وضو تو ہوا نہیں سجدہ کرے گی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اولاد حرامی ہوگی پھر وہ ان کا کیا کہنا مانے گی۔ ان مسائل کو چھوٹا نہ سمجھو یہ بڑے مسائل ہیں۔ ان مسائل کی گھروں میں نگرانی کرو۔ اور یہ مسئلہ بھی میں نے کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ عورتوں نے ناک میں کوکا پہنا ہوتا ہے۔ اگر کوکے والے سوراخ میں پانی نہ گیا تو وضو نہیں ہوگا اور نہ ہی غسل ہوگا۔ عورتیں دم کرانے کے لیے آتی ہیں ان سے پوچھتا ہوں کہ بیٹی وضو کرتے وقت ناک کے سوراخ میں پانی ڈالتی ہو تو سو میں سے ایک دو کہتی ہیں کہ ڈالتی ہوں۔ بعض کہتی ہیں کہ معلوم نہیں پانی جاتا ہے کہ نہیں جاتا۔ بعض کہتی ہیں کہ ہمیں تو مسئلے کا علم نہیں ہے۔ بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ جو بے دین ہیں ان کی تو بات ہی نہ کرو۔ جو اپنے آپ کو دین دار کہلاتے ہیں ان کا بھی بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں کہ باریک دوپٹا جس سے سر کے بال نظر آتے

ہوں اس کے ساتھ قطعاً نماز نہیں ہوتی چاہے دروازہ بند کر کے بجلی بند کر کے کمرے کے اندر ہی کیوں نہ نماز پڑھی جائے۔

اسی طرح ٹیڈی لباس ہو۔عورت کی کلائی بقدر دو انگشت ننگی ہو تو قطعاً نماز نہیں ہوگی ،کان ننگے ہوں عورت کی نماز نہیں ہوگی ۔ یہ مسائل اپنے گھروں میں جا کر سمجھاؤ اور پھر ان کی نگرانی کرو اور جو عزیز رشتہ دار عورتیں آئیں ان کو بھی سمجھاؤ۔تو فرمایا کہ تم اپنی مجلسوں میں بری باتیں کرتے ہو فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ پس نہیں تھا لوط علیہ السلام کی قوم کا جواب اِلَّآ اَنْ قَالُوا مگر یہ کہ انہوں نے کہا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ لاؤ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہیں آپ سچ بولنے والوں میں سے۔ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو، لے آؤ عذاب، دیر کس چیز کی ہے قَالَ کہا لوط علیہ السلام نے رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ رَبِّ اصل میں یَا رَبِّیْ تھا پھر 'یا' کو بھی حذف کر دیا گیا اور آخری 'ی' کو بھی حذف کر دیا گیا۔معنیٰ ہوگا اے میرے رب میری مدد کریں فسادی قوم کے خلاف ،فسادی قوم کے مقابلے مین میری مدد کریں۔آگے ذکر آ رہا ہے درمیان میں ایک اور بات کا بیان ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس سال کے قریب تھی اور اہلیہ محترمہ حضرت سارہ علیہ السلام کی اٹھانوے ننانوے اور بعضؒ سو بھی بتاتے ہیں۔لیکن بچی بچہ نہیں ہوا تھا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر تشریف فرما تھے کہ اچانک مہمان آ گئے۔تفسیروں میں چھ کا ذکر بھی آتا ہے، دس کا ذکر بھی آتا ہے، بارہ کا ذکر بھی آتا ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بیٹھک میں بٹھایا اور خیال کیا کہ ایک آدھ مرغا تو کام نہیں آئے گا مہمان زیادہ ہیں اور چہرے بشرے سے اور کپڑوں سے معزز معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بچھڑا پالا ہوا تھا اس کو ذبح کر کے گھر دیا کہ اس کو روسٹ کرنا

ہے شوربے والا نہیں بنانا۔ مہمان بڑے مزے سے بیٹھے رہے اور یہ کارروائی ہوتی رہی۔

پہلے زمانے کے ڈاکو آج کی نسبت شریف ہوتے تھے :

جس وقت گوشت تیار ہو گیا تو تھالوں میں رکھ کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا لیکن مہمانوں نے کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھائے۔ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۶۷ میں ہے فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دل میں کچھ خوف محسوس کیا کہ لگتا ہے کہ یہ لوگ کسی اچھے ارادے سے نہیں آئے۔ کیونکہ اس زمانے کے چور ڈاکو بہ نسبت آج کے زمانے کے چوروں اور ڈاکوؤں کے، شریف ہوتے تھے جس کے گھر سے کچھ کھا پی لیتے تھے اس کے خلاف کارروائی کرنے کو نمک حرامی سمجھتے تھے۔ اور آج کل کے ڈاکو آتے ہیں تو پہلے کہتے ہیں کہ کھانے کی چیزیں کہاں ہیں؟ کھانے پینے سے فارغ ہو کر کہتے ہیں کہ سیف اور تجوری کی چابیاں لاؤ۔ اتنے بے خوف ہو چکے ہیں کہ کوئی حساب ہی نہیں ہے دن دیہاڑے لوٹتے ہیں۔ کوٹھیوں میں داخل ہو کر، بسوں میں گھس کر، بازاروں میں لوٹ مار کرتے ہیں، بنک لوٹتے ہیں حالانکہ ان کے گن مینوں کے پاس بندوقیں ہوتی ہیں مگر ان کو کوئی ڈر خوف نہیں۔ یہ ساری خرابی غلط نظام کی وجہ سے ہے۔ جب تک نظام درست نہیں ہو گا یہ برائیاں ختم نہیں ہوں گی اور نظام کی درستی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو نافذ کیا جائے۔ تم سعودیہ جا کر دیکھ لو وہاں سامان کھلے میدان میں دس دن پڑا رہے کوئی نہیں چھیڑتا۔ بڑی بڑی سونے کی دکانیں ہیں کوئی گن مین نہیں ہے حالانکہ وہاں بھی مکمل اسلامی قانون نافذ نہیں ہے چند حدود نافذ ہیں جن کی یہ برکات ہیں کہ اگر کسی کا جنگل میں ڈیرا ہے تو وہاں بھی اس کو کوئی نہیں چھیڑتا اور یہاں شہروں میں گھروں سے نکال کر لے جاتے ہیں کوئی جگہ محفوظ نہیں ہے اور آزادی کے جشن منائے جاتے ہیں۔ جشن آزادی

منانے کا کیا معنٰی ہے؟ بس لوگوں کو الو بنایا ہوا ہے۔ یہ آزادی جو تم نے بنائی ہوئی ہے قرآن کے خلاف، اسلام کے خلاف اس پر ہزار لعنت۔

تو خیر جب مہمانوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دل میں ڈر محسوس کیا۔ فرشتے سمجھ گئے کہنے لگے لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ [ہود: ۷۰] ''آپ خوف نہ کھائیں بے شک ہم بھیجے ہوئے ہیں قوم لوط کی طرف۔'' میں جبرائیل ہوں یہ میکائیل ہے، یہ اسرافیل ہے ہم کھانا نہیں کھاتے آپ کو خوش خبری سنانے آئے ہیں آپ کے ہاں بیٹا ہوگا اور پھر اس کے بعد یعقوب پوتا ہوگا۔ حضرت سارہ علیہا السلام کہنے لگیں یٰوَیْلَتٰٓی ءَ اَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ''تعجب ہے میں بچہ جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے اس کی عمر ایک سو بیس سال ہے۔'' فرشتوں نے کہا ہم فرشتے ہیں سچ کہہ رہے ہیں رب تعالیٰ آپ کو بیٹا بھی دے گا اور تمہاری زندگی میں پوتا بھی دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بِالْبُشْرٰی خوش خبری لے کر۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خوش خبری کے لیے تو ایک آدھ فرشتہ ہی کافی تھا اور یہ اچھی خاصی ٹیم ہے۔ کہنے لگے کہ ہم نے آپ کو خوش خبری دینی ہے لڑکے اور پوتے کی اور پھر بستی سدوم کو غرق کرنا ہے۔ قَالُوْٓا فرشتوں نے کہا اِنَّا مُھْلِکُوْٓا اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ بے شک ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والوں کو۔ ھٰذِہِ سے اشارہ تھا بستی سدوم کی طرف جن کی طرف لوط علیہ السلام گئے تھے اِنَّ اَھْلَھَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ بے شک اس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔ جب فرشتوں نے یہ بات کہی اور استثناء بھی کسی کا نہ کیا قَالَ

ابراہیم علیہ السلام بول پڑے اِنَّ فِيهَا لُوطًا بے شک اس بستی میں میرے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی تو ہیں ان کا کیا بنے گا؟ قَالُوا فرشتوں نے کہا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ہم خوب جانتے ہیں ان کو جو وہاں رہتے ہیں ان کو کوئی خطرہ نہیں لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ البتہ ہم ضرور نجات دیں گے لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو بھی۔ ماننے والوں میں دو بیٹیاں تھیں اور چند اور نیک بخت عورتیں تھیں باقی سب دوسری طرف تھے۔ تو ہر زمانے میں اکثریت گمراہوں کی رہی ہے۔ آج اکثریت پر لوگوں کو گھمنڈ ہے۔ بھائی اکثریت سے کیا بنتا ہے اصل تو ایمان اور عمل ہے اس کے بغیر اکثریت کی کیا حیثیت ہے۔

آج بے نظیر کہتی ہے کہ ہم زیادہ ہیں (بے نظیر ایک سیاسی پارٹی کی سربراہ تھیں اور وزیر اعظم پاکستان رہ چکی ہیں۔) نواز شریف کہتا ہے ہم زیادہ ہیں اکثریت ہماری ہے (نواز شریف بھی ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ ہیں اور وزیر اعظم پاکستان رہ چکے ہیں.) بھئی! تم دونوں اسلام کے باغی ہو تمہاری اکثریت کا ہم نے کیا کرنا ہے تم ملک میں امن نہیں قائم کر سکے۔ چوری، ڈاکے قتل وغارت، بدمعاشی عام ہے۔ سارے ملکوں سے بدترین ملک پاکستان ہے۔ بدامنی کے لحاظ سے اس کو پلید ستان کہو تو زیادہ بہتر ہے۔ جب تک قرآن کا نظام نہیں آئے گا یہ برائیاں ختم نہیں ہوں گی۔

تو فرشتوں نے کہا کہ ہم لوط علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو بچالیں گے اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر اس کی بیوی کو نجات نہیں ملے گی جس کا نام واھلہ ہے، ھا کے ساتھ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے پر مارا، ساری بستی کو اٹھالیا، بہت بلندی پر لے جا کر الٹا کر پھینک دیا۔

۞ ۞ ۞

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ
بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ
اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾
اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ
بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ
یَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۳۶﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۳۷﴾
وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ
الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ﴿۳۸﴾
وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَیِّنٰتِ
فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ اور جس وقت آئے رُسُلُنَا ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لُوْطًا لوط علیہ السلام کے پاس سِیْٓءَ بِهِمْ تو وہ پریشان کردیئے گئے ان کی وجہ سے وَضَاقَ بِهِمْ اور وہ تنگ ہوئے ان کی وجہ سے ذَرْعًا دل میں وَّ قَالُوْا اور کہا ان فرشتوں نے لَا تَخَفْ آپ خوف نہ کریں وَلَا تَحْزَنْ اور نہ غم کریں اِنَّا مُنَجُّوْكَ بے شک ہم آپ کو بچانے والے ہیں وَاَهْلَكَ اور

آپ کے اہل کو اِلَّا امْـــرَاَتَکَ سوائے آپ کی بیوی کے کَــانَــتْ مِنَ
الْغٰبِرِیْنَ ہوگی پیچھے رہنے والوں میں سے اِنَّـا مُنْزِلُوْنَ بے شک ہم اتارنے
والے ہیں عَلٰی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ اس بستی کے رہنے والوں پر رِجْزًا عذاب
مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ یہ نافرمانی
کرتے ہیں وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اور البتہ تحقیق ہم نے چھوڑی اس بستی میں اٰیَةً
نشانی بَیِّنَةً واضح لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لیتی ہے
وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا اور بھیجا ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب
علیہ السلام کو فَقَالَ پس کہا انہوں نے یٰــقَوْمِ اے میری قوم اعْبُدُوا اللّٰهَ
عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ اور امید رکھو آخرت کے دن کی
وَلَا تَعْثَوْا اور نہ پھرو فِی الْاَرْضِ زمین میں مُفْسِدِیْنَ فساد کرتے ہوئے
فَكَذَّبُوْهُ پس جھٹلایا انہوں نے شعیب علیہ السلام کو فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑا
ان کو زلزلے نے فَاَصْبَحُوْا پس ہوگئے وہ فِیْ دَارِهِمْ اپنے گھروں میں
جٰثِمِیْنَ گھٹنوں کے بل گرنے والے وَعَادًا اور ہم نے ہلاک کیا عاد قوم کو
وَّثَمُوْدَا۠ اور قوم ثمود کو بھی وَ قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ اور تحقیق واضح ہو
چکے ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اور مزین کیا ان
کے لیے شیطان نے اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال کو فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ پس
روکا ان کو راستے سے وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ اور تھے وہ لوگ ہوشیار وَقَارُوْنَ

اورقارون کوہم نے تباہ کیا وَ فِرْعَوْنَ اورفرعون کو وَھَامٰنَ اور ہامان کو وَ لَقَدْ

جَآءَ ھُمْ مُّوْسٰی اورالبتہ تحقیق آئے ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام بِالْبَیِّنٰتِ

واضح دلائل لےکر فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ پس انہوں نے تکبر کیازمین میں

وَمَا کَانُوْا سَابِقِیْنَ اورنہیں تھےوہ بھاگ کرنکل جانے والے۔

لوط علیہ السلام کی پریشانی کاذکر:

اس سے پہلے سبق میں تم پڑھ چکے ہوکہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب علیہ السلام کی خوش خبری دی یہ فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئےتو ادھیڑعمر کے لوگوں کی شکل میں آئے۔ وہاں سے جب بستی سدوم میں لوط علیہ السلام کے پاس پہنچےتو نوعمرلڑکوں کی شکل میں بارہ تیرہ سال، چودہ سال کی عمر میں۔ یہ وہی فرشتے تھے جوابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔ جن میں جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام خاص طور پرآئے۔ جب یہ فرشتے لوط علیہ السلام کے گھر آئےتو دوپہر کاوقت تھاان کودیکھ کرلوط علیہ السلام سخت پریشان ہوئے۔اس کا ذکر ہے وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا اورجس وقت آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس سِیْٓءَ بِھِمْ پریشان کردیئے گئےان کی وجہ سے وَ ضَاقَ بِھِمْ ذَرْعًا اورتنگ ہوئے ان کی وجہ سےدل میں۔ پریشانی میں انسان کادل تنگ ہوتا ہے پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم کی بدفطرتی کوجانتے تھے، بدکرداری سے واقف تھے کہ قوم کوجب ان کاعلم ہوگا تو وہ مہمانوں کی عزت پر ہاتھ ڈالیں گے، بدکاری کے لیے حملہ کریں گےاورمہمان کی عزت اوراکرام بھی ضروری ہے۔

حدیث پاک میں آتاہےآنحضرت ﷺ نےفرمایا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ

اَلْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ ''جو آدمی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔'' تو گویا مہمان کی عزت قولاً اور فعلاً ہر طریقے سے، یہ ایمان کا حصہ ہے۔ اور پیغمبر سے بڑا مومن کون ہو سکتا ہے۔ تو ایک طرف یہ بات تھی کہ مہمانوں کی عزت اور اکرام بہت ضروری ہے اور دوسری طرف قوم کی بدکاری سامنے تھی۔ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ وَجَآءَہٗ قَوْمُہٗ یُھْرَعُوْنَ اِلَیْہِ [ہود: ۷۸] ''اور آئی ان کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی۔'' لوط علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ھُنَّ اَطْھَرُ لَکُمْ ''یہ میری بیٹیاں ہیں تمہارے لیے پاک ہیں۔'' اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں فرمایا کہ پیغمبر روحانی باپ ہوتا ہے۔ یہ میری قوم کی لڑکیاں ہیں تمہارے لیے حلال ہیں خدا سے ڈرو میرے مہمانوں کو بے آبرو نہ کرو۔ تو قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔

آج بھی عموماً بڑے عمر والے کو سب لوگ ابا ہی کہتے ہیں اگرچہ وہ حقیقتاً والد نہیں ہوتا۔ مجھے بھی تمام بیبیاں ابا جی! کہتی ہیں۔ تو یہ قوم کی بیٹیاں ہیں ان سے جائز طریقے سے نکاح کر لو وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ''اور مہمانوں کے بارے میں مجھے پریشان نہ کرو۔''

• اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں۔ آنے والوں کو فرمایا کہ تم میں جو اثر ورسوخ والے ہیں میری بیٹیوں کے ساتھ نکاح کر لو اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے ان لوگوں کو یہاں سے لے جاؤ میرے مہمانوں کی عزت خراب نہ ہو۔ کتنی بڑی قربانی ہے۔ قوم نے کہا کہ آپ جانتے ہیں مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ ''ہمیں آپ کی بیٹیوں میں کوئی رغبت نہیں ہے۔'' ہمیں لڑکیوں کا شوق نہیں ہے ہمیں اپنی عادت

پوری کرنی ہے۔ کہنے لگے اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ [حجر: ۷۰] ''ہم نے آپ کو روکا نہیں تھا جہان والوں کی حمایت سے۔'' تم مہمانوں کے ٹھیکے دار ہو۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں اور آنے والے مہمان بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہے وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ان کے چہروں پر کوئی پریشانی نہیں تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا تھا پریشانی کی وجہ سے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوط علیہ السلام بہت زیادہ پریشان ہو گئے ہیں تو وَّ قَالُوْا بول پڑے کہنے لگے لَا تَخَفْ آپ خوف نہ کریں اپنی ذات کے لیے وَلَا تَحْزَنْ اور نہ غم کریں اپنے مومن ساتھیوں کے بارے میں۔

خوف اور حزن کا فرق :

خوف ہوتا ہے اپنی ذات کے لیے اور غم ہوتا ہے دوسروں کے لیے۔ اور دوسرا فرق یہ بیان کرتے ہیں کہ خوف ہوتا ہے آئندہ کسی چیز کے بارے میں اور غم ہوتا ہے گزشتہ چیز پر۔ آپ نہ غم کریں اور نہ خوف کریں اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ بے شک ہم آپ کو بچانے والے ہیں اور آپ کے اہل کو، آپ کے ماننے والوں کو اِلَّا امْرَاَتَكَ سوائے آپ کی بیوی کے كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ہوگی پیچھے رہ جانے والوں میں سے اِنَّا مُنْزِلُوْنَ بے شک ہم اتارنے والے ہیں عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ اس بستی کے رہنے والوں پر رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ عذاب آسمان سے۔ کیوں؟ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ یہ نافرمانی کرتے ہیں وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰیَةً اور البتہ تحقیق ہم نے چھوڑی اس بستی میں نشانی بَیِّنَةً واضح لیکن لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لیتی ہے۔ اس قوم پر چار قسم کے عذاب آئے جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ پہلے عذاب کا ذکر سورۃ قمر آیت نمبر ۳۷ میں ہے فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَهُمْ ''ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں۔''

پہلے ان کو اندھا کیا۔ دوسرا عذاب وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ "اور برسائے ہم نے ان پر پتھر کھنگھر۔" تیسرا عذاب صَیۡحَةً جبرائیل علیہ السلام نے ڈراونی آواز نکالی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔ چوتھا عذاب: جبرائیل علیہ السلام نے پَر مارا اور سارے علاقے کو اٹھالیا بہت بلندی پر لے جا کر الٹ کر پھینک دیا فَجَعَلۡنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا [سورۃ حجر] "پس کردیا ہم نے ان بستیوں کے اوپر والے حصے کو نیچے۔" سدوم مرکزی شہر تھا لوگ وہاں آتے جاتے تھے چیزیں بیچتے خریدتے تھے۔ اب وہ آب سیاہ ہو گیا ہے اور سیاہی رنگ کی زمین ہے کہ لوگ وہاں آ کر عبرت حاصل کریں لیکن وہ جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں کے واقعات بیان فرمائے ہیں کہ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کا حال، ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا حال پھر لوط علیہ السلام کی قوم کا حال۔ آگے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر :

فرمایا وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا اور بھیجا ہم نے مدین قوم کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے دو کا ذکر قرآن کریم میں ہے اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام۔ باقی تین کا ذکر تورات اور تاریخ میں آتا ہے۔ مدین، مدائن اور قیدار رحمہم اللہ تعالیٰ۔ تو مدین کی اولاد مدین قوم کہلائی۔ اس قوم نے اپنے نام پر شہر آباد کیا جیسے سننے میں آتا ہے کہ گکھڑ کوئی قوم تھی اس کے نام پر یہ گکھڑ شہر آباد ہے۔ تو فرمایا بھیجا ہم نے مدین قوم کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو فَقَالَ پس انہوں نے کہا یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اور رب تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ آخرت پر یقین

رکھو وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ اور امید رکھو آخرت کے دن کی۔

مشرک قیامت کے بھی منکر ہیں :

عموماً مشرک قومیں توحید و رسالت کے انکار کے ساتھ قیامت کا بھی انکار کرتی ہیں۔ اگر مانتے بھی ہیں تو اس انداز سے کہ اس کی حقیقت بے حیثیت ہو کر رہ جاتی ہے۔ قیامت کا جو حلیہ وہ بیان کرتے ہیں وہ قیامت نہیں ہے کوئی اور بلا ہے۔ اس کو آپ اس طرح سمجھیں کہ کوئی آدمی صدر کا حلیہ بیان کرے کہ اس کی چار ٹانگیں ہیں بڑی موٹی موٹی اور پیٹھ بھی بڑی چوڑی ہے کہ اس پر چھوٹی چارپائی آسکتی ہے اور بڑے لمبے لمبے کان ہیں اور بڑی لمبی سونڈ ہے تو عقل مند سمجھے گا کہ یہ صدر کا حلیہ نہیں ہے اس نے ہاتھی دیکھا ہوگا۔ ایسے ہی یہ مشرک قومیں قیامت کی شکل بیان کرتی ہیں۔ قیامت کو صحیح معنیٰ میں ماننے والے صرف مسلمان ہیں کہ ان کا قرآن وسنت پر ایمان ہے اور قرآن وسنت نری حقیقت ہے۔

تو فرمایا عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دوسرے مقام پر ہے مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ، معبود، مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہے اور آخرت کے دن کی امید رکھو۔ اور تیسری چیز وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے ہوئے۔ مدین شہر کے چاروں طرف بڑے بڑے جنگلات تھے اسی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے اَصْحٰبُ الایکہ بھی کہا ہے، جنگل والے۔ جنگل میں ڈاکو رہتے تھے اور شہر میں ان کے ایجنٹ ہوتے تھے جو خرید و فروخت کی معلومات حاصل کر کے ان کو بتاتے تھے کہ فلاں قافلے والوں کے پاس اتنا سونا ہے، چاندی ہے، ہیرے ہیں۔ قافلہ جب جنگل میں پہنچتا تو ڈاکو اس کو لوٹ لیتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ وہاں ایک بابا ہے اور پھر حضرت شعیب علیہ السلام کا حلیہ بتاتے کہ اس کے پاس نہ جانا وہ ہمارے

باپ دادا کے دین کا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا ان کو زلزلے نے۔ یہاں رجفہ کا لفظ ہے اور سورہ ہود میں صیحہ کا لفظ ہے کہ پکڑا ان ظالموں کو چیخ نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک آواز نکالی اس کی وجہ سے زلزلہ آیا اور وہ قوم تباہ ہوگئی فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے۔ جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں عاجزی کے ساتھ۔ اس وقت وہ گھٹنوں کے بل گرے اور کہتے رہے اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ بے شک ہم ظالم ہیں مگر اب کیا فائدہ۔

وَعَادًا اور تباہ کیا ہم نے عاد قوم کو وَّثَمُوْدَا۟ اور ثمود قوم کو تباہ کیا صالح علیہ السلام کی قوم تھی وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ اور تحقیق واضح ہو چکے ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات۔ حضرت صالح علیہ السلام کا علاقہ حجر تھا اور یہ خیبر اور تبوک کے درمیان کا علاقہ ہے۔ انہوں نے بڑی بڑی چٹانیں تراش کر مکان بنائے کہ زلزلے سے ان کو نقصان نہ پہنچے مگر جب رب تعالیٰ کا عذاب آیا تو وہ قوم تباہ ہوگئی اور مکان ابھی تک موجود ہیں وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور مزین کیا ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ اور روک دیا ان کو حق کے راستے سے وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ اور تھے وہ لوگ ہوشیار۔ یہ قومیں بڑی ہوشیار تھیں جیسے آج کل کے لیڈر بڑے ہوشیار ہیں۔ ایمان و عمل سے بندہ محروم ہو تو نری ہوشیاری کیا کام آئے گی؟

وَقَارُوْنَ اور قارون کو بھی تباہ کیا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ اللہ تعالیٰ نے قارون کو کوٹھی اور عملے سمیت زمین میں دھنسا دیا وَفِرْعَوْنَ

وَهَامٰنَ اور فرعون اور ہامان کو تباہ کیا۔ ہامان فرعون کا وزیر اعظم تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو بحر قلزم میں غرق کیا وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آئے ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح دلائل اور معجزات لے کر فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ پس انہوں نے تکبر کیا زمین میں حق کو ٹھکرایا نہ فرعون نے حق کو قبول کیا اور نہ ہامان نے وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ اور نہیں تھے وہ بھاگ کر نکل جانے والے ہماری گرفت سے۔ سابق اسے کہتے ہیں جو دوڑ کر بھاگ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بھاگ سکتا ہے۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا
بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۞ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴۲ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝۴۳ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۴

فُكُلًّا اَخَذْنَا پس سب کو پکڑا ہم نے بِذَنْبِہٖ ان کے گناہوں کی وجہ سے فَمِنْهُمْ مَّنْ پس بعض ان میں سے وہ ہیں اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا کہ جن پر بھیجی ہم نے تندوتیز ہوا وَ مِنْهُمْ اور بعض ان میں سے مَّنْ وہ ہیں اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ جن کو پکڑا چیخ نے وَ مِنْهُمْ مَّنْ اور بعض ان میں سے وہ ہیں خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا وَمِنْهُمْ مَّنْ اور بعض ان میں سے وہ ہیں اَغْرَقْنَا جن کو ہم نے غرق کیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرے وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے مَثَلُ الَّذِيْنَ مثال ان لوگوں کی اتَّخَذُوْا جنہوں

نے بنائے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوْلِیَآءَ کارساز کَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ جیسے مثال ہے مکڑی کی اِتَّخَذَتْ بَیْتًا جس نے بنایا اپنا گھر وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ البتہ مکڑی کا گھر ہے لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ جان لیں اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا ان کو یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے مِنْ شَیْءٍ کچھ بھی ہو وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اور وہ زبردست حکمت والا ہے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ اور یہ مثالیں ہیں نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ہم ان کو بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے وَمَا یَعْقِلُهَآ اور نہیں سمجھتے ان مثالوں کو اِلَّا الْعَالِمُوْنَ مگر صرف علماء خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰیَةً البتہ نشانی ہے لِّلْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کے لیے۔

مختلف قسم کے عذابوں کا تذکرہ :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سورت میں بہت سی مجرم قوموں کا ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے پیغمبروں کی نافرمانی کی۔ نتیجہ کیا ہوا؟ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ پس سب کو ہم نے پکڑا ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ ان تمام قوموں نے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ گناہ کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں کے بدلے میں ان کو پکڑا۔ کیسے پکڑا فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا۔ حاصب کے عربی میں دو معنی آتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسی تیز ہوا ہو کہ اس میں سنگریزے بھی اڑتے پھریں۔ تو اس لحاظ سے معنی ہوگا پس ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن

پر بھیجی ہم نے تند وتیز ہوا۔ ہود علیہ السلام کی قوم پر ایسی تند وتیز ہوا مسلط کی کہ وہ لوگوں کو اٹھا اٹھا کر دور پھینکتی تھی۔ اور دوسرا معنیٰ حاصبًا کا سنگریزے اور پتھر ہے۔ لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے پتھر برسائے۔ تو ان میں سے وہ بھی ہیں کہ ان پر ہم نے تیز ہوا مسلط کی یا ان پر سنگریزے اور پتھر برسائے وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّيۡحَةُ صیحہ کا معنیٰ آواز ہے۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ ان کو پکڑا چیخ نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسی ڈراؤنی آواز نکالی کہ وہ جہاں جہاں تھے وہیں ان کے کلیجے پھٹ گئے۔

یہ سزا صالح علیہ السلام کی قوم کو بھی ہوئی اور شعیب علیہ السلام کی قوم کو بھی ہوئی۔ شعیب علیہ السلام کی قوم پر تین قسم کے عذاب آئے۔ صیحہ، رجفہ، زلزلہ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری، آسمان سے آگ برسی اور زلزلہ آیا۔ اور صالح علیہ السلام کی قوم پر چیخ بھی مسلط کی اور زلزلہ بھی آیا۔ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ ہم نے ان کو زمین میں دھنسا دیا۔ سورہ قصص میں تم تفصیل کے ساتھ سن چکے ہو کہ قارون جس کا نام منور تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا ظاہری طور پر اس نے کلمہ بھی پڑھا تھا اور تورات کا بھی ماہر تھا مگر دنیا کی محبت میں سر سے لے کر پاؤں تک ڈوبا ہوا تھا نہ رب تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا تھا اور نہ مخلوق خدا کے۔ رب تعالیٰ نے اس کو بمع دولت اور عملے کے زمین میں دھنسا دیا وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا اور ان میں بعض وہ ہیں جن کو ہم نے پانی میں غرق کر دیا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں غرق کیا گیا۔ فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق کیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا وَ لٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ رب تعالیٰ کا شریک بنانا، رب تعالیٰ کے پیغمبروں کا مقابلہ

کرنا، حق کو ٹھکرا دینا، کمزوروں پر ظلم کرنا، یہ مختلف قسم کے مظالم انہوں نے اپنی جانوں پر کیے جس کی سزا پائی۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے مشرکوں کو بات سمجھائی ہے کہ جن کو تم نے خدا کا شریک بنایا ہوا ہے یہ تمہارے کچھ کام نہیں آئیں گے۔

مشرک خدا کا منکر نہیں ہوتا :

یہاں ایک بات سمجھ لیں۔ وہ یہ کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مشرک خدا کا منکر ہوتا ہے اور رب تعالیٰ کو نہیں مانتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی عقیدت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو بہت بلند سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور ہم عاجز، کمزور اور اتنے پست ہیں کہ اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ اس لیے ہم ان بابوں کی عبادت کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ چنانچہ سورۃ زمر آیت نمبر ۳ میں مشرکوں کا مقولہ موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى "نہیں عبادت کرتے ہم ان کی مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلائیں۔" یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں اس لیے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اور سورۃ یونس آیت نمبر ۱۸ میں ہے وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ "اور یہ لوگ کہتے ہیں (کہ جن کی یہ عبادت کرتے ہیں) یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس۔" یہ رب تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔ اب دیکھو ظاہری طور پر مشرک کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کتنی عظمت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رفعت و بلندی کا کتنا قائل ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اس تک پہنچنے کے لیے یہ بزرگ ہماری سیڑھیاں ہیں۔ تو مشرک اللہ تعالیٰ کا منکر نہیں ہوتا وہ خدا کو مانتے ہوئے نیچے چھوٹے خدا بناتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مثال کے ذریعے سمجھایا

ہے کہ یہ خدا تمہارے کچھ کام نہیں آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، کارساز، مشکل کشا، حاجت روا، فریاد رس، دستگیر، ان کی مثال ایسی ہے کَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ جیسے مکڑی کی مثال اِتَّخَذَتْ بَيْتًا جس نے بنایا گھر، جالا بنایا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ البتہ مکڑی کا گھر ہے، مکڑی کا جالا ہے۔ اتنا کمزور گھر کسی کا نہیں ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ جان لیں کہ جن کو یہ معبود سمجھتے ہیں وہ کتنے کمزور ہیں۔

بیتِ عنکبوت کے ساتھ مشرکوں کی وجہ تشبیہ :

اب یہاں وجہ تشبیہ سمجھ لیں۔ کہ مکان جتنا چاہے مضبوط ہو، کوٹھی ہو، قلعہ ہو، مکڑی کو اس پر اعتماد نہیں ہوتا ہے اس کے نیچے اپنا جالا ضرور بنے گی۔ یہی حال مشرک کا ہے کہ اس کو اللہ قادر مطلق پر اعتماد نہیں ہے اس سے نیچے نیچے، چھوٹے چھوٹے معبود، مشکل کشا بنائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مکڑی جو جالا بنتی ہے اس کا مادہ میٹریل باہر سے نہیں لاتی وہ سب اس کے پیٹ سے لعاب کی شکل میں نکلتا ہے۔ یہی حال مشرک کا ہے کہ اس کے پاس بھی شرک پر کوئی خارج اور نفس الامر میں دلیل نہیں ہوتی جو اُگلے گا اندر ہی سے اُگلے گا۔ جو کچھ نکلتا ہے اس کے پیٹ ہی سے نکلتا ہے اور دنیا میں خاموش تو کوئی نہیں رہتا خواہ وہ کتنا ہی جھوٹا کیوں نہ ہو۔

جب پاکستان بنا ان دنوں کی بات ہے میں نے جمعہ میں بیان کیا کہ تم کہتے ہو کہ بزرگوں کے پاس سب کچھ ہے اور وہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو مشرقی پنجاب میں ہندوؤں

اور سکھوں نے بڑے ظلم ڈھائے ہیں مسلمانوں پر اگر ان بزرگوں کے پاس اختیارات ہوتے تو یہ ظلم کرنے دیتے؟ حالانکہ مشرقی پنجاب میں بے شمار بزرگ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شاہ احمد سرہندیؒ وہ بھی مشرقی پنجاب میں ہیں جو اب سکھوں اور ہندوؤں کے پاس ہے۔ مرد قتل ہوئے، عورتیں قتل ہوئیں، برچھیاں مار کر پیٹ سے عورتوں کے بچے ضائع کیے گئے، مساجد شہید کی گئیں، بڑا ظلم ہوا۔ اخبارات کے بیان کے مطابق دس لاکھ مسلمان شہید ہوئے اگر ان بزرگوں کے بس میں ہوتا تو یہ ظلم ہونے دیتے؟ تو ایک مشرک ٹائپ آدمی بولا کہ یہ بزرگ ان دنوں حج کے لیے گئے ہوئے تھے (حضرتؒ نے ہنستے ہوئے فرمایا) بہانہ دیکھو! میں نے کہا بابا جی! پہلی بات تو یہ ہے کہ مرنے کے بعد کسی پر حج فرض نہیں رہتا، نہ نماز، نہ روزہ فرض رہتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حج کا تو موسم ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر حج کا موسم ہوتا تو یہ شوشہ کچھ تیرے کام آ جاتا۔ بس اس طرح کے دلائل مشرکوں کے پاس ہوتے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ مکڑی کا جالا اس کو گرمی سے بچا سکتا ہے اور نہ سردی سے۔ زیادہ گرمی ہو تو پھر بھی مر جاتی ہے زیادہ سردی ہو تو پھر بھی مر جاتی ہے اور یہی حال مشرک کا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے چھوٹے چھوٹے خدا بناتا ہے جو نہ اسے فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ایک ذرے کا بھی خدائی اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیار کسی کو دیئے ہی نہیں ہیں۔ اگر کسی کو دیئے ہوتے تو آنحضرت ﷺ کو دیئے ہوتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قرآن کریم میں اعلان کروایا قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ''آپ کہہ دیں میں نہیں مالک تمہارے لیے نقصان کا اور نہ نفع کا۔'' اور یہ بھی اعلان کروایا کہ لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ''میں نہیں مالک اپنے لیے نفع کا اور نہ نقصان کا۔'' اور ہے کوئی ماں کا لال جو

کہے کہ میرے پاس خدائی اختیارات ہیں اور نہ ہی کسی اللہ والے نے کہا ہے کہ میرے پاس خدائی اختیارات ہیں۔ یہ جن کی قبروں کو عرق گلاب سے غسل دیا جاتا ہے اور ان پر عطر چھڑکا جاتا ہے اگر ان کے بس میں ہوتا تو قبر سے نکل کر ان کے منہ سینک دیتے اور کہتے کہ ظالمو! ہم تو یہ خرافات کفر، شرک، بدعات مٹانے کے لیے دنیا میں آئے تھے اور تم ہمارے ساتھ یہ کارروائی کر رہے ہو، مگر ان کے بس میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مِنۡ شَیۡءٍ کچھ بھی ہو۔ فرشتہ ہو، جن ہو، انسان ہو، ولی ہو، شہید ہو، قطب ہو وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے وَ تِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ اور یہ مثالیں ہیں نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ ان کو ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے وَمَا یَعۡقِلُهَاۤ اِلَّا الۡعٰلِمُوۡنَ اور نہیں سمجھتے ان مثالوں کو مگر علماء۔ مکڑی کی تشبیہ کو عالم ہی سمجھتے ہیں کہ کیوں دی ہے کہ اس کا گھر نہ اس کو گرمی سے بچا سکتا ہے اور نہ سردی سے۔ اسی طرح یہ معبودان کے نہ ان کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں اور سارا مواد مشرک کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اس کے پاس بھی کوئی خارجی دلیل شرک پر نہیں ہے اس نے بھی جو اگلنا ہے اندر ہی سے اگلنا ہے۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ۔ آسمانوں کو دیکھو زمین کو دیکھو ایک ایک چیز میں رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانی موجود ہے اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً بے شک اس میں البتہ نشانی ہے لیکن کن کے لیے لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ماننے والوں کے لیے۔ جنہوں نے نہیں ماننا ان کے لیے کوئی نشانی نہیں ہے۔

۞ ۞ ۞

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع

اُتْلُ آپ پڑھ کر سنائیں مَآ وہ چیز اُوْحِيَ اِلَيْكَ جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف مِنَ الْكِتٰبِ کتاب وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اور قائم کریں نماز کو اِنَّ الصَّلٰوةَ بے شک نماز تَنْهٰى روکتی ہے عَنِ الْفَحْشَآءِ بے حیائی سے

وَالْمُنْكَرِ اور برائی سے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اَكْبَرُ سب سے
بڑا ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا تَصْنَعُوْنَ جو تم کرتے ہو وَلَا
تُجَادِلُوْٓا اور تم جھگڑا نہ کرو اَهْلَ الْكِتٰبِ اہل کتاب سے اِلَّا بِالَّتِيْ مگر ایسے
طریقے سے هِيَ اَحْسَنُ جو اچھا ہو اِلَّا الَّذِيْنَ مگر وہ لوگ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ جو
ظالم ہیں ان میں سے وَقُوْلُوْٓا اور کہو تم اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ ہم ایمان لائے اس چیز پر
اُنْزِلَ اِلَيْنَا جو نازل کی گئی ہماری طرف وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اور جو نازل کی گئی
تمہاری طرف وَاِلٰهُنَا اور ہمارا معبود وَاِلٰهُكُمْ اور تمہارا معبود وَاحِدٌ ایک ہی
ہے وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اور اسی طرح ہم نے نازل اِلَيْكَ الْكِتٰبَ آپ کی طرف
کتاب فَالَّذِيْنَ پس وہ لوگ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جن کو دی ہم نے کتاب
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وہ اس پر ایمان لائے ہیں وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ اور ان لوگوں میں سے بھی
مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اس پر وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اور نہیں
انکار کرتے ہماری آیات کا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ مگر کافر وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا اور نہیں
تھے آپ تلاوت کرتے مِنْ قَبْلِهٖ اس قرآن سے پہلے مِنْ كِتٰبٍ کسی کتاب کی
وَّلَا تَخُطُّهٗ اور نہ آپ لکھتے تھے بِيَمِيْنِكَ اپنے دائیں ہاتھ سے اِذًا
لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ اس وقت البتہ شک کرتے باطل پرست لوگ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ
بلکہ یہ آیتیں ہیں بَيِّنٰتٌ صاف صاف فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ ان لوگوں کے

دلوں میں اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو دیا گیا علم وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ مگر ظالم وَقَالُوْا اور کہا ان لوگوں نے لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ کیوں نہیں اتاری جاتیں اس پر اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ آیات اس کے رب کی طرف سے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا الْاٰيٰتُ پختہ بات ہے نشانیاں عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وَاِنَّمَآ اَنَا اور پختہ بات ہے کہ میں نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ڈرانے والا ہوں کھول کر اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ کیا ان کو کافی نہیں ہے اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بے شک ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف کتاب يُتْلٰى عَلَيْهِمْ جو پڑھی جاتی ہے ان پر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً بے شک اس کتاب میں البتہ رحمت ہے وَّ ذِكْرٰى اور نصیحت ہے لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

چند اہم امور کا حکم :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے مجرم قوموں کی سزاؤں کا ذکر فرمایا پھر شرک کا رد فرمایا کہ ان قوموں کی تباہی کی بنیادی وجہ شرک ہی تھی۔ رب تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے کامیابی کے اصول بیان فرماتے ہیں۔

۱) پہلی چیز: اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ آپ تلاوت کریں پڑھ کر سنائیں وہ کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ آپ بھی عربی، قوم بھی عربی، کتاب بھی عربی میں۔ تو بیشتر مضامین وہ سن کر سمجھ جاتے تھے اور یہ بات تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا جائے تو اس پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ایک صغیرہ گناہ معاف ہو جاتا

ہے مثلاً اُتلُ کے کلمے میں تین حرف ہیں۔تو اُتلُ پڑھنے والا تیس نیکیوں کا مستحق ہو گیا۔
اس سے اندازہ لگاؤ کہ جو ایک رکوع پڑھے گا، ایک پاؤ پڑھے گا، ایک پارہ پڑھے گا اس کو
کتنا اجر ملے گا اور جو دو پارے پڑھے گا اس کو کتنا اجر ملے گا۔

ایمان کے بعد اہم عبادت نماز ہے :

۴) دوسرا کام: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور قائم رکھیں نماز کو۔ایمان کے بعد تمام عبادات
میں پہلا نمبر نماز کا ہے کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اسی عبادت کے ذریعے ہوتا ہے
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور
برائی سے۔ فَحشاء اس عمل کو کہتے ہیں جو عملاً ہو جیسے زنا کرنا، شراب پینا وغیرہ اور منکر
کا تعلق زبان سے ہے جیسے گالی دینا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، کسی کی دل آزاری کرنا۔تو
جن گناہوں کا تعلق بدن سے ہے وہ فحشاء ہیں اور جن کا تعلق زبان سے ہے وہ
منکر ہیں۔تو نماز عملی برائی سے روکتی ہے اور قولی برائی سے بھی روکتی ہے۔اب ہمیں
ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنا چاہیے کہ اگر ہماری نمازیں ہمیں بے حیائی اور برائی سے روکتی
ہیں تو پھر تو ہماری نمازیں نمازیں ہیں اور اگر بے حیائی اور برائی سے نہیں روکتیں تو پھر اس
کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ پہلا مطلب العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ رب تعالیٰ نے جو
فرمایا ہے وہ غلط ہے۔اس کا تو کوئی مسلمان تصور نہیں کر سکتا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہو اور غلط
ہو۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہماری نمازیں نمازیں نہیں ہیں۔اگر نمازیں نمازیں ہوتیں
تو پھر ہم سے بے حیائی اور برائی نہ ہوتی۔کیونکہ رب تعالیٰ معیار کے طور پر فرماتے ہیں نماز
بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور ہم بے حیائی اور برائی سے باز نہیں آ رہے تو پھر محض

ٹکریں ہیں نمازیں نہیں ہیں۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے کہ اللہ اکبر سے لے کر سلام پھرنے تک ذکر ہی ذکر ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

۳) تیسرا کام وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اور اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کرو اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ مگر ایسے طریقے کے ساتھ جو بہتر ہو یعنی ان کی بات کا معقول جواب دو۔ مدینہ طیبہ میں یہودی بھی تھے، عیسائی بھی تھے۔ چھیڑ خانی کے لیے آجاتے تھے اور الٹے سیدھے سوال کرتے تھے جس پر مسلمانوں کو غصہ آتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے ساتھ احسن طریقے سے لڑو ان کی باتوں کا معقول جواب دو۔ پھر بھی اگر باز نہ آئیں تو پھر تم بھی لڑ سکتے ہو اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ مگر وہ جو ان میں سے ظالم ہیں کہ چھیڑ خانی سے باز نہیں آتے ان کے ساتھ لڑنے کی تمہیں اجازت ہے مگر ابتدا نہ کرو وَقُوْلُوْٓا اور اے مومنو تم کہو اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا ہم ایمان لائے اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے۔ قرآن کریم پر ایمان ہے، حدیث پر ایمان ہے کہ حدیث بھی اتاری گئی ہے وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اور جو اتاری گئی ہے تم پر۔ جو کتابیں تمہاری طرف اتاری گئی ہیں ہمارا ان پر بھی ایمان ہے ہم تورات، انجیل، زبور کو مانتے ہیں، آسمانی صحیفوں کو مانتے ہیں لیکن وہ کتابیں اور صحیفے جن میں تبدیلی اور تحریف نہیں کی گئی وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ اور ہمارا الٰہ اور تمہارا الٰہ ایک ہی ہے۔ جس کو تم رب مانتے ہو ہم بھی اسی کو رب مانتے ہیں وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں اسی کے سامنے جھکتے ہیں وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ اور اسی طرح ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب جس طرح پہلے پیغمبروں پر کتابیں نازل کیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر تورات، داؤد علیہ السلام پر

زبوراور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری اور آنحضرت ﷺ پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ پس وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہودیوں میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ، حضرت اسد رضی اللہ عنہ ، حضرت اسید رضی اللہ عنہ ، حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ ، حضرت بن یامین رضی اللہ عنہ ۔ یہ سارے پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ عیسائیوں میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ، مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ان کے آباؤ اجداد کا عقیدہ مشرکانہ تھا۔ عرب کے رہنے والے تھے پھر عیسائی ہو گئے اور عیسائیوں کے پادری رہے ہجرت کے نویں یا دسویں سال مسلمان ہوئے وَ مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ اور ان میں سے بھی۔ یہ اشارہ ہے مکے والوں کی طرف، مکے والوں میں سے بھی مَنْ وہ ہیں یُّؤْمِنُ بِہٖ جو ایمان لاتے ہیں اس پر۔ پہلے تو تھوڑے تھوڑے مسلمان ہوئے اور ۸ھ اور اس کے بعد تو جوق در جوق یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فوج در فوج، جماعت در جماعت اور خاندان در خاندان ، قبیلہ در قبیلہ اسلام میں داخل ہوئے۔ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر وہی کافر ہیں وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا اور نہیں تھے آپ پڑھتے مِنْ قَبْلِہٖ اس قرآن سے پہلے مِنْ کِتٰبٍ کوئی کتاب بھی وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ اور نہ آپ لکھتے تھے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اِذًا اس وقت اگر آپ لکھنا یا پڑھنا جانتے ہوتے تو لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ البتہ شک کرتے باطل پرست لوگ۔ یہودی، عیسائی کہہ دیتے کہ یہ وہ نبی نہیں ہے کیونکہ اس کی صفت پہلی کتابوں میں الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ ہے کہ وہ امی ہوگا لکھنا پڑھنا نہیں جانتا ہوگا الَّذِیْنَ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ [سورۃ الاعراف] ''پاتے ہیں وہ اس کو لکھا ہوا تورات اور انجیل میں۔'' اور عرب والے اس طرح

شک کرتے کہ پڑھا لکھا آدمی ہے فارغ وقت میں بیٹھ کر مضمون لکھ لیتا ہے اور پھر ہمیں سنا دیتا ہے لیکن وہ جانتے تھے کہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ پھر کتاب ایسی پیش کی کہ ساری کا مقابلہ تو درکنار اس کی چھوٹی سی سورۃ کی نظیر بھی پیش نہ کر سکے۔ حالانکہ عربی لوگ بڑے فصیح بلیغ تھے زور لگاتے نامگر وہ عاجز آگئے اس کی مثل نہ لا سکے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کسی آدمی کا کلام نہیں ہے بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ بلکہ یہ قرآن پاک آیتیں ہیں بالکل واضح فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ ان لوگوں کے دلوں میں اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو دیا گیا علم ان کے سینوں میں یہ کتاب محفوظ ہے۔ یہ بھی اس کتاب کے برحق ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا ہے کہ پوری کی پوری کتاب حفاظ کے سینوں میں بند کر دی ہے وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر ظالم۔ جو لوگ ظالم ہیں وہ قرآن پاک کی آیتوں کو تسلیم نہیں کرتے۔

معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نبی کا نہیں :

اور شوشہ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اور کہا ان کافروں نے کیوں نہیں نازل کی گئیں اس نبی پر نشانیاں اس کے رب کی طرف سے یعنی ان کی خواہش کے مطابق کہ صفا سونا بن جائے مکہ مکرمہ کی زمین میں زراعت ہو، باغات ہوں، نہریں جاری ہوں، یہ ہمارے سامنے اڑ کر اوپر جائے اور کتاب لے کر آئے۔ ایسی نشانیاں اس پر کیوں نہیں نازل کی گئیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا قُلْ آپ ان سے کہہ دیں اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ نشانیاں، معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں میرے پاس نہیں ہیں۔ دیکھو! معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور کرامت بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ معجزہ میں

نبی کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہوتا اور کرامت میں ولی کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہوتا یہ مافوق الاسباب چیزیں ہیں اور جادو مسمریزم ماتحت الاسباب ہیں ان کا کوئی نہ کوئی ظاہری سبب ہوتا ہے معجزے اور کرامت کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا وہ صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔

حضرت مریم علیہ السلام جب چھوٹی بچی تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں وہ کمرہ جالی دار تھا حضرت زکریا علیہ السلام جب جاتے تو تالا لگا کر جاتے تھے جب واپس آتے تو ان کے پاس بے موسم پھلوں کا ڈھیر لگا ہوا ہوتا تھا۔ پوچھتے اے مریم علیہ السلام! یہ کہاں سے آئے ہیں تو وہ کہتی هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔'' آصف برخیاؒ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی تھے ملکہ سبا کا تخت چشم زدن میں لاکر سامنے رکھ دیا۔ حالانکہ دمشق سے سبا کا سفر ایک مہینے کا تھا۔ یہ ان کی کرامت تھی ظاہری سبب کوئی نہیں تھا بس اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی اسی لیے انہوں نے کہا هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ [نمل: ۴۰] تو فرمایا آپ کہہ دیں نشانیاں اور معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ پختہ بات ہے میں ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ فرمایا اگر یہ معجزے چاہتے ہیں تو اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اور کیا ان کو کافی نہیں ہے اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بے شک ہم نے اتاری ہے آپ پر کتاب یُتْلٰی عَلَیْهِمْ جو پڑھی جاتی ہے ان پر ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ یہ کتاب آپ ﷺ کا معجزہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جتنے معجزے عطا فرمائے ہیں ان میں سے قرآن ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک رہے گا اور اس کی مثال نہ اس وقت کوئی پیش کر سکا اور نہ قیامت تک کوئی پیش کر سکے گا۔ دنیائے کفر نے اس کو ختم کرنے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن الحمد للہ! آج تک محفوظ اور موجود ہے اور قیامت تک رہے گا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَةً بے شک اس میں

رحمت ہے۔ پڑھنے والا رحمت کا مستحق ہے وَّ ذِکْرٰی اور نصیحت ہے۔ اس کتاب میں نصیحت کی باتیں ہیں مگر کس کو فائدہ دیں گی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کو جو ایمان لائے اور جو نہ مانے اس کے لیے یہ کتاب نہ رحمت ہے اور نہ نصیحت، کچھ بھی نہیں۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ
الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ
بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ۙ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ
وَاسِعَةٌ فَاِيَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫
ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۖ ﴿۵۸﴾

قُلْ آپ کہہ دیں کَفٰی بِاللّٰہِ کافی ہے اللہ تعالیٰ بَیْنِیْ میرے درمیان وَ بَیْنَکُمْ اور تمہارے درمیان شَهِیْدًا گواہ یَعْلَمُ جانتا ہے مَا اس چیز کو فِی السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں ہے وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ جو ایمان لائے باطل پر وَ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ

اور انکار کیا اللہ تعالیٰ کا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب کو وَلَوْ لَآ اَجَلٌ مُّسَمًّی اور اگر نہ ہوتی ایک میعاد مقرر لَّجَآءَ ھُمُ الْعَذَابُ البتہ آجاتا ان پر عذاب وَلَیَاْتِیَنَّھُمْ اور البتہ ضرور آئے گا ان پر بَغْتَۃً اچانک وَّ ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی یَسْتَعْجِلُوْنَکَ یہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے بِالْعَذَابِ عذاب کو وَاِنَّ جَھَنَّمَ اور بے شک جہنم لَمُحِیْطَۃٌ بِالْکٰفِرِیْنَ البتہ گھیرنے والی ہے کافروں کو یَوْمَ اس دن یَغْشٰھُمُ الْعَذَابُ چھا جائے گا ان پر عذاب مِنْ فَوْقِھِمْ ان کے اوپر وَّ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ اور ان کے پاؤں کے نیچے سے وَ یَقُوْلُ اور فرمائے گا اللہ تعالیٰ ذُوْقُوْا چکھو مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بدلہ اس چیز کا جو تم کرتے تھے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ بے شک میری زمین کشادہ ہے فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ پس خاص میری عبادت کرو کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ پھر ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل اچھے کیے لَنُبَوِّئَنَّھُمْ البتہ ہم ان کو ضرور ٹھکانا دیں گے مِّنَ الْجَنَّۃِ جنت میں غُرَفًا بالاخانوں میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں نِعْمَ اَجْرُ

اَلْعٰمِلِیْنَ اچھا ہے بدلہ عمل کرنے والوں کا۔

اس سے پہلی آیات میں کافروں کے ایک شوشے کا ذکر تھا کہ انہوں نے کہا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ''کیوں نہیں اتاری گئیں اس پیغمبر پر نشانیاں معجزے اس کے رب کی طرف سے۔'' ان کی اس بات کے اللہ تعالیٰ نے تین جواب دیئے۔ایک یہ کہ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ''آپ کہہ دیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔'' نبی کا معجزات میں کوئی دخل نہیں ہے نبی کا کام ہے ڈرانا کھول کر۔

مشرکوں کے شوشے کا دوسرا اور تیسرا جواب :

دوسرا جواب یہ دیا اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ ''کیا یہ ان کو کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے جس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔'' یہ معجزہ نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہے جو قیامت تک رہے گا۔

تیسرا جواب: فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ شَهِیْدًا کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔اس نے گواہی دی کہ میرے ہاتھ پر چاند دو ٹکڑے کیا، آتے جاتے پتھر مجھے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، میرے حکم سے درخت چل کر آتے ہیں، پانی کی کمی ہو تو انگلیوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑتے ہیں، کافروں کے ہاتھوں میں کنکریاں میرا کلمہ پڑھتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں، یہ تمام اللہ تعالیٰ کی گواہیاں ہیں میری نبوت پر۔مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے لیکن وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں باطل پر جنہوں نے باطل کی تصدیق کی ، باطل کو مانا وَ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ اور انکار کیا اللہ تعالیٰ کا ، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم نہیں کیا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ ان کے انکار سے خدا اور رسول کا تو کچھ نہیں بگڑے گا خسارہ انہی کو ہوگا کہ قبر و حشر میں ذلیل و رسوا ہوں گے۔ اب انہوں نے پینترا بدلا ، ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر آ گئے۔ کہنے لگے اگر ہماری مرضی کے معجزے نہیں لا سکتے کہ صفا سونے کی بن جائے ، مکہ مکرمہ کی زمین قابل زراعت ہو جائے ، یہاں نہریں جاری ہو جائیں ، باغات لہلہانے لگ جائیں ، اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہی لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ یہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب کو کہتے ہیں فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ [الانفال : ۳۲] ''پس برسا دے ہم پر پتھر آسمان کی طرف سے یا لے آ ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب'' اور ہمیں ختم کر دے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ لَآ اَجَلٌ مُّسَمًّی اور اگر نہ ہوتی ایک میعاد مقرر لَّجَآءَ ھُمُ الْعَذَابُ البتہ ان پر عذاب آ جاتا۔ ہر کام کا اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کر دیا ہے اور تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ فلاں کام فلاں وقت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے عذاب کا وقت مقرر ہے وہ عذاب بدر میں ہوگا مرنے کے بعد قبر میں ہوگا پھر دوزخ میں ہوگا۔ اور ان کو یقین رکھنا چاہیے وَلَیَاْتِیَنَّھُمْ بَغْتَۃً اور البتہ ضرور آئے گا ان پر عذاب اچانک وَّ ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں ہوگا خبر بھی نہیں ہوگی۔

آنحضرت ﷺ کا بددعا فرمانا :

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے بددعا فرمائی اے پروردگار! ان پر اس طرح کے سال مسلط فرما جیسے یوسف کے زمانے میں قحط سالی کے تھے۔ پھر وہی کچھ ہوا بارش کا قطرہ تک نہ گرا، مکہ مکرمہ میں تو پہلے ہی کچھ نہیں ہوتا آس پاس کی آبادیوں میں بھی کچھ نہ ہوا۔ پھر وہ وقت آیا کہ ان لوگوں نے مردار کھائے، ہڈیاں پیس پیس کر پھانکیں، چمڑے بھگو بھگو کر کھائے۔ پھر یہ ابوسفیان کے پاس گئے کہ تم جا کر سفارش کرو کہ وہ دعا کریں اور یہ عذاب ہم سے ٹل جائے۔ ابوسفیان اس وقت تک ﷺ نہیں ہوا تھا۔ وہ گیا آنحضرت ﷺ کے پاس کہنے لگا دیکھو! جو بھی ہے، ہے تو آپ کی قوم، یہ پریشان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یہ تکلیف رفع ہو جائے۔ یہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کی دعا سے یہ قحط سالی والا عذاب ختم ہو جائے گا لیکن اپنا دھڑا نہیں چھوڑا۔ ۸ھ تک ضد پر اڑا رہا پھر ایمان لے آیا۔

فرعون وہامان کو معجزاتِ موسیٰ علیہ السلام میں کوئی شک نہیں تھا :

اور سورۃ نمل میں تم پڑھ چکے ہو کہ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ فرعون، ہامان وغیرہ نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا لیکن دل میں ان کے کوئی شک نہیں تھا جانتے تھے کہ یہ معجزے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں صرف ظلم اور سرکشی کرتے ہوئے نہیں مانا۔ فرعون یہ سمجھتا تھا اگر میں نے کلمہ پڑھ لیا تو پھر اقتدار میرے پاس نہیں رہے گا۔ ہامان کو یہ خطرہ تھا کہ میری وزارت عظمیٰ ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خدائی وزیر تھے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیے ہیں وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ هَارُوْنَ [سورہ طٰہٰ] تو یہ چیزیں ان کے لیے حق سے مانع تھیں ورنہ دل میں ان کے پورا یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ تو فرمایا کہ ضرور آئے گا ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور ان کو خبر بھی نہیں ہوگی۔

مشرکین مکہ کا جو حشر بدر میں ہوا کیا وہ سوچ سکتے تھے؟ ہزار کی تعداد تھی اسلحہ ان کے پاس وافر تھا ضرورت سے زیادہ اونٹ ساتھ لے کر آئے تھے ناچنے والے، گانے والی عورتیں ساتھ لے کر آئے تھے کہ یہ چند آدمی ہیں ان کا صفایا کر کے دھمالیں ڈالیں گے، بھنگڑے ہوں گے، رقص و سرود کی محفلیں ہوں گی اونٹ ذبح ہوں گے، شراب چلے گی۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ یہ اونٹ مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنیں گے اور گانے والیاں مکے تک تمہارا ماتم کریں گی اور شراب کی جگہ تم موت کے پیالے بھر بھر کے پیو گے۔ ستر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے اور جو بچ کے بھاگے وہ سال بھر گھروں سے باہر نہیں نکلے، منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ فرمایا یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ یہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب کو وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اور بے شک جہنم احاطہ کرنے والی ہے کافروں کا۔ بندے کو تو وہ چیز مانگنی چاہیے جو بن مانگے نہ ملے۔ جہنم تو تمہیں بن مانگے ملنی ہے اسے مانگنے کی کیا ضرورت ہے آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے اور دوزخ بھی سامنے چاہے دفن پر کئی دن لگ جائیں موت کے بعد مومن کی روح علیین میں پہنچ گئی اور کافر کی سجین میں پہنچ گئی۔ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ جس دن چھا جائے گا عذاب ان پر اوپر سے وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اور ان کے پاؤں کے نیچے سے۔ آج اگر پاؤں چنگاری پر جا پڑے آدمی اچھل کر ادھر جا پڑتا ہے اور جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے لیکن ہمیں اس سے بچنے کی فکر ہی کوئی نہیں ہے۔ وَ يَقُوْلُ اور فرمائیں گے رب تعالیٰ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ چکھو بدلہ اس چیز کا جو تم عمل کرتے تھے۔

ہجرت کا حکم :

اوپر خطاب تھا کافروں کو اور اب خطاب ہے مومنوں کو یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے میرے وہ بندو! جو ایمان لائے ہو۔ رب کے بندے وہ ہیں جو صحیح طریقے پر ایمان لائے ہیں اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ بے شک میری زمین کشادہ ہے فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ پس خاص میری ہی عبادت کرو۔ اگر کسی علاقے میں کافروں کا غلبہ ہو اور مسلمانوں کو خالص عبادت نہیں کرنے دیتے تو حکم ہے کہ وہاں سے ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جاؤ۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہجرت کا سلسلہ چلا آرہا ہے افغانستان کے مہاجر لاکھوں کی تعداد میں ابھی تک پاکستان میں موجود ہیں ان میں اکثریت تو خالص مہاجرین کی ہے جو اس لیے آئے ہیں کہ وہاں روس کا غلبہ ہو جائے گا تو ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا عورتوں کی بے عزتی ہوگی چلو ایمان بچاؤ، عزت بچاؤ۔ اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ اگرچہ جہالت کی وجہ سے ان میں رسومات و بدعات ہیں لیکن بدعات کو تو تمام مسلمانوں نے گلے لگایا ہوا ہے۔

بدعت پر ثواب کی بجائے عذاب ہوتا ہے :

یہ تیجا، ساتواں، دسواں وغیرہ تو ہر قوم میں ہیں۔ مجھے یہاں محنت کرتے ہوئے اکاون (۵۱) سال ہو گئے ہیں اور بدعات کی جتنی تردید میں نے کی ہے دنیا کی ساری زمین میں کسی مسجد کے اندر اتنی تردید نہیں ہوئی۔ میں پھر یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی مسجد میں بدعات کی اتنی تردید نہیں ہوئی جتنی میں نے یہاں کی ہے۔ صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی کا درس میں نے تمہیں سنایا ہے۔ جنازے کے لیے میری منت کرتے ہو کہ جنازہ تم نے پڑھانا ہے اور جنازے کے بعد زور لگا کر کہتے ہو قُلْ کل ہوگا، پرسوں ہوگا اور زور لگا کر کہتے ہو۔ یاد رکھنا! ان بدعات میں کوئی

ثواب نہیں ہے بلکہ عذاب لازم ہے کچھ لوگوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ فلاں جگہ قرآن خوانی ہوگی۔ یہ قرآن خوانی کے لیے اجتماع دوسرے تیسرے روز جو کرتے ہیں یہ بھی بدعت ہے۔ بھائی! اگر کسی کا عزیز رشتہ دار فوت ہوگیا ہے تو جہاں بھی ... بیٹھ ... ثواب کر دو کسی کو بتلانے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر ہمیں تو دکھاوے کے بغیر سکون نہیں آتا۔ وہ کہے گا تم قُل پر نہیں آئے تو خفت ہوگی۔

تو اکثریت تو خالص مہاجرین کی ہے۔ بعض اس لیے بھی آئے ہیں کہ یہاں تنگی ہے وہاں مالی طور پر فراوانی ہوگی اور بعضے جاسوسی کے لیے بھی آئے ہیں۔ تو فرمایا مومنوں پر زمین کشادہ ہے پس خالص میری عبادت کرو کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے موت سب پر آنی ہے ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ. پھر ہماری طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ آنا سب نے ہماری طرف ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے۔ صرف ایمان کا دعویٰ ہی نہیں ساتھ عمل بھی اچھے کیے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ البتہ ہم ان کو ضرور ٹھکانا دیں گے مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا۔ غُرَفًا غُرْفَةٌ کی جمع ہے۔ اوپر والی منزل کو کہتے ہیں، چوبارا۔ معنیٰ ہوگا جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے۔ جنت میں سو سو منزلوں والے مکان ہوں گے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ نہروں کے دونوں کناروں پر درخت ہوتے ہیں اور نیچے نہریں چل رہی ہوتی ہیں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے جو سعادت مند، خوش نصیب جنت میں داخل ہوگیا وہ کبھی نہیں نکلے گا۔ وہ ایسی ہمیشہ کی زندگی ہے کہ ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا۔ رب تعالیٰ سب کو نصیب فرمائے۔

۞۞۞

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۚ
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَ
اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں صَبَرُوْا جنھوں نے صبر کیا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ اور کتنے ہی جانور ہیں لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا نہیں اٹھائے پھرتے وہ اپنا رزق اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا اللہ تعالیٰ ہی ان کو رزق دیتا ہے وَاِيَّاكُمْ اور تم کو بھی وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا جاننے والا ہے وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر آپ سوال کریں ان

سے مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَسَخَّرَ الشَّمْسَ اور کس نے کام میں لگایا سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ پس کدھر پھیرے جاتے ہیں اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ اللہ تعالیٰ ہی کشادہ کرتا ہے روزی لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لیے چاہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے وَ يَقْدِرُ لَهٗ اور تنگ کرتا ہے اس کے لیے جس کے لیے چاہے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کس نے اتارا ہے آسمان کی طرف سے پانی فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کیا اس پانی کے ذریعے زمین کو مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا اس کے مرنے کے بعد لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے قُلْ آپ کہہ دیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ بلکہ اکثر ان کے عقل سے کام نہیں لیتے وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی اِلَّا لَهْوٌ مگر تماشا وَّ لَعِبٌ اور کھیل وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور بے شک آخرت کا گھر لَهِیَ الْحَيَوَانُ البتہ وہی زندگی ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ جان لیں۔

جنتیوں کی دو خوبیوں کا ذکر :

کل کے سبق میں تم نے یہ بات پڑھی کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے ان کو ہم ضرور جگہ دیں گے جنت کے بالا خانوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔" ان جنتیوں کی اللہ تعالیٰ نے دو خوبیاں یہاں بیان فرمائی ہیں اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وہ ہیں جو صبر کرتے ہیں تکالیف پر ایمان لانے کے بعد۔ مشکلات ہیں ایمان لانا آسان نہیں ہے اپنے آپ کو ایک دائرے کے اندر لانا ہے پھر اس پر قائم رہنا آسان نہیں ہے اور نیکی کا کوئی کام بھی آسان نہیں ہے۔

سردی کے زمانے میں وضو کرنا، نماز پڑھنا، گرمی میں روزہ رکھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اور جو لوگ ان تکالیف پر صبر کریں گے جنت کے وارث بھی وہی ہوں گے۔ دنیا نام ہی پریشانیوں کا ہے۔

کبھی دکھ کبھی سکھ اسی کا نام دنیا ہے

دنیا میں نہ ہمیشہ راحت ہے اور نہ ہمیشہ تکلیف ہے۔

ان کی دوسری خوبی: وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے کہ شریعت میں توکل کا معنیٰ ہے ظاہری اسباب اختیار کر کے ان کا نتیجہ رب تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دینا۔ زمیندار زمین کاشت کرے کھیت اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا اور وہی پھل لگائے گا، دکاندار دکان کھول کر بیٹھے گا گاہک اللہ تعالیٰ بھیجے گا، ملازم ملازمت کرے گا تو تنخواہ ملے گی مزدور مزدوری کرے گا تو کچھ حاصل ہوگا، تاجر خرید و فروخت کرے گا تو نفع ہوگا۔ غرض کہ حرکت میں برکت ہے۔ توکل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہاتھ پاؤں جوڑ کر بیٹھ جاؤ اور کہو کہ یا اللہ مجھے روزی دے۔ بے شک وہ قادر مطلق ہے وہ ایسا کر سکتا ہے مگر عادت اللہ یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرو نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ اگر

ظاہری اسباب اختیار نہ کیے جائیں تو اس کو تعطل کہتے ہیں۔شاعر نے بہت عمدہ انداز میں توکل کا معنٰی بیان کیا ہے......

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر اس خنجر کی تیزی کو مقدر کے حوالے کر

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین بڑی وسیع ہے پس خاص میری ہی عبادت کرو یعنی جہاں تم رہ رہے ہو اگر وہاں تمہیں میری عبادت میں رکاوٹ ہے تو ہجرت کر جاؤ۔اب سوال یہ ہے کہ جہاں آدمی رہ رہا ہے وہاں کاروبار ہے، زمین ہے، تجارت ہے، جہاں جائے گا نہ معلوم کیا بنے گا، حالات کیا ہوں گے؟ آخر اخراجات ہوتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ پریشانی تم دل سے نکال دو رزق کی ذمہ داری میری ہے۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ اور کتنے جانور ہیں لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا جو اپنا رزق نہیں اٹھائے پھرتے اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا اللہ تعالیٰ ہی ان کو رزق دیتا ہے وَإِيَّاكُمْ اور تمہیں بھی رب رزق دیتا ہے۔سورہ ہود آیت نمبر ۶ میں ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ''اور نہیں ہے کوئی جان دار چیز زمین میں مگر اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔'' اور سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۸ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ''بے شک اللہ تعالیٰ ہی روزی دینے والا مضبوط طاقت کا مالک ہے۔'' جانور انسان سے کئی گناہ زیادہ کھانے والے ہیں سب کو روزی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو انسانوں، جنوں، پرندوں پر، جانوروں پر حکومت کا حق دیا تھا ہوا بھی ان کے حکم کے تابع تھی۔بہت اچھی طرح انتظام حکومت چل رہا تھا۔

سلیمان علیہ السلام کی دعوت کا ذکر :

کتابوں میں یہ واقعہ آتا ہے کہ ایک دن سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی اے پروردگار! میں تیری مخلوق کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تم اپنا کام کرو یہ میرا کام ہے۔ جب اصرار کیا تو ایک دن کے کھانے کی اجازت مل گئی۔ کئی ماہ تیاری پر لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سمندری مخلوق سے ابتدا کرنی ہے یا میدانی مخلوق سے؟ تو سمندری مخلوق سے ابتدا کی۔ وہیل مچھلی نے منہ کنارے پر رکھا اور کچا پکا، اناج پھل وغیرہ سب کچھ کھا گئی اور کہنے لگی کچھ اور لاؤ اس کو کہا گیا کہ اور تو کچھ نہیں ہے۔ تو مچھلی نے کہا پروردگار! آج آپ نے مخلوق کے حوالے کیا پیٹ بھر کے کھانا نصیب نہیں ہوا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ساری مخلوق کو دے رہا ہے اور کون دے سکتا ہے؟ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سنتا ہے جانتا ہے۔ پھر یہ جو مشرک ہیں جنہوں نے آپ کو ہجرت پر مجبور کر دیا ہے بنیادی باتیں تو یہ ساری مانتے ہیں ان کو کہو نتیجہ کیوں نہیں مانتے اور ہمارے ساتھ کیوں جھگڑتے ہو؟ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو۔ ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھنے والو اور ہمیں عبادت سے روکنے والو بتلاؤ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور کام میں لگا دیا سورج کو اور چاند کو۔ ان کو تمہاری خدمت پر کس نے لگایا ہے، بتلاؤ؟ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ یہ ضرور کہیں گے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

مشرک رب تعالیٰ کے وجود کو مانتا ہے :

مشرک رب تعالیٰ کا منکر نہیں ہوتا مشرک رب تعالیٰ کے وجود کو مانتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ آسمانوں کو پیدا کرنے والا زمین کو پیدا کرنے والا، چاند سورج ستاروں کا خالق،

پہاڑوں، دریاؤں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر کہتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور ہماری وہاں تک رسائی نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے ہمارے لیے سیڑھیاں ہیں۔ چنانچہ سورۃ زمر آیت نمبر ۳ میں ہے کہتے تھے مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ''ہم ان کی پوجا پاٹ اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔'' هٰؤُلَآءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ [یونس:۱۸] ''یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔'' سفارش اور صرف سفارش ہی ان کا مقصود و مدعا ہے۔

مسئلہ شفاعت کی تشریح :

ایک ہے عالم اسباب میں ایک دوسرے کی سفارش۔ تو یہ قرآن سے ثابت ہے۔ پانچویں پارے میں ہے مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً ''جو آدمی اچھی سفارش کرے گا اس کو ثواب ملے گا اور جو بری سفارش کرے گا اس کو گناہ ہوگا۔'' اور ایک ہے مافوق الاسباب سفارش کا عقیدہ رکھنا۔ یہ ممنوع ہے۔ مثلاً یہاں سے کوئی آدمی کہتا ہے کہ اے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی میرا یہ مسئلہ ہے مجھے یہ پریشانی ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری سفارش کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا کام کر دے تو یہ ممنوع ہے اور ناجائز ہے کیونکہ ایسی سفارش میں چند غلط عقیدے ملے ہوئے ہیں ایک یہ کہ سفارش کرانے والا سمجھتا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ یہاں حاضر و ناظر ہیں اور میری بات کو سن رہے ہیں۔ اور دوسرا عقیدہ یہ ہوگا کہ وہ میری تکلیف اور مشکل کو جانتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ وہ کچھ کرا سکتے ہیں متصرف فی الامور ہیں اور یہ تینوں باتیں کفر کے ستون ہیں۔

فقہائے کرامؒ نے فرمایا ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ كَانَ

یَکْفُرُ ’’جوشخص یہ کہے کہ بزرگوں کی ارواح میرے پاس موجود ہیں اور ہمارے حالات کو جانتی ہیں تو وہ پکا کافر ہے۔‘‘ چاہے نمازیں پڑھے، چاہے روزے رکھے، حج کرے، قربانی دے، فطرانہ دے، پکا کافر ہے۔ بریلوی مولویوں اور پیروں کا یہی عقیدہ ہے اور ان کے جو خاص مقربین ہیں غالی قسم کے ان کا بھی یہی عقیدہ ہے باقی عوام بے چارے تو ناسمجھ ہیں ان کے مولوی، پیر اور جو غالی بریلوی ہیں عوام میں سے وہ پیغمبروں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں ولیوں، شہیدوں کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور یہ سب کفر ہے۔ فقہائے کرام کا طبقہ بہت محتاط طبقہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ایسا جملہ بولے کہ اس کے سو معنٰی بنتے ہوں ننانویں کفریہ ہوں اور ایک اسلام کا ہو تو اس کو کافر نہ کہو کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد اسلام والا معنٰی ہو۔ ایک فیصد احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اس سے بڑی احتیاط کیا ہوگی۔ یہ فقہاء کا طبقہ اس بات پر متفق ہے کہ جو بزرگوں کی ارواح کو حاضر و ناظر جانے اور عالم الغیب جانے وہ پکا کافر ہے یہ کوئی فروعی مسائل نہیں ہیں کہ ان کو نظر انداز کر دیا جائے۔

فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ پس کدھر یہ الٹے پھیرے جاتے ہیں اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے مِنْ عِبَادِہٖ اپنے بندوں میں سے وَ یَقْدِرُ لَہٗ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہے، رزق کا کشادہ اور تنگ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ اور اگر ان مشرکوں کافروں سے سوال کریں جو آپ کو اپنے شہر میں عبادت نہیں کرنے دیتے اور ہجرت پر مجبور کرتے ہیں مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کس نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی۔ بارش کون برساتا ہے؟ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ پس زندہ کیا اس پانی کے ذریعے زمین کو مِنْ بَعْدِ مَوْتِھَا اس کے مرنے کے بعد، خشک ہو جانے کے

بعد۔ بتلاؤ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ البتہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے زمین کو زندہ کرتا ہے فصلیں اگاتا ہے درخت اور پھل اگاتا ہے یہ سب کام رب تعالیٰ کرتا ہے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ کہہ دیں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ یہ اقراری مجرم ہیں سب کچھ تسلیم کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو شرک کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ عقل رب تعالیٰ نے سب کو دی ہے تھوڑی عقل والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ان تمام کاموں میں خدا کا کوئی شریک نہیں ہے تو عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شرک کرتا ہے تو پھر دھکے شاہی، ضد اور گروہ بندی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس کی مثال تم اس طرح سمجھو کہ ایک آدمی نے سفید زمین خریدی۔ اس پر مکان بنوایا اینٹیں اس نے خریدیں، سیمنٹ بجری اس نے مہیا کی مزدوری اس نے دی، دروازے کھڑکیاں اس نے لگوائیں، رنگ روغن اس نے کروایا، درمیان میں ایک آدمی آکر کہتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے۔ بھائی تیرا کس طرح ہے؟ زمین تو نے خریدی ہے اینٹیں تو لایا ہے، سیمنٹ بجری کے پیسے تو نے دیئے ہیں، مزدوری وغیرہ تو نے دی ہے؟ تو کس طرح دعوے دار بن گیا ہے بعینہٖ اسی طرح سمجھو کہ سارا کچھ رب نے کیا اور حاجت روا، مشکل کشا، دست گیر شیخ عبدالقادر جیلانی بن گیا اور بڑے زور شور کے ساتھ کہتے ہیں......

؎ امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

بھئی! اس سے بڑا شرک کیا ہے؟

صفاتِ باری تعالیٰ میں شرک فروعی مسئلہ نہیں :

بعض جاہل قسم کے لوگ ان مسائل کو فروعی سمجھتے ہیں جیسے حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنابلہ کے درمیان فروعی مسائل ہیں حاشا وکلا ثم حاشا وکلا ایسا نہیں ہے۔ اسی لیے میری کوشش یہی رہی ہے کہ تمہیں قرآن کریم کا لفظی ترجمہ آ جائے ، ہوائی تقریریں نہیں کیں ۔ تم خود قرآن کے لفظ سمجھو آ گے تمہارا ذوق ہے کہ کس نے کیا اخذ کیا ہے؟ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ بلکہ اکثر ان کے عقل سے کام نہیں لیتے ۔ وہ عقل انہوں نے اپنے مولویوں ، پیروں کے پاس گروی رکھی ہوئی ہے وڈیروں کے پاس گروی رکھی ہوئی ہے۔ فرمایا یاد رکھو! کسی کے کہنے میں نہ آؤ عقل سے کام لو دنیا پر مفتون ہو کر آخرت برباد نہ کرو وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی اِلَّا لَهْوٌ مگر تماشا وَّ لَعِبٌ اور کھیل۔ کھیل وہ ہوتا ہے جو آدمی خود کرے اور اس کھیل کو کنارے پر تماشائی دیکھتے ہیں کچھ لوگ وہ ہیں جن کو کوٹھیاں ، کارخانے ، دکانیں ، زمین ، باغات ، نصیب ہیں ، وہ کھیل ہیں اور ہم تم ان کو دیکھتے ہیں ہم تماشائی ہیں ۔ تو دنیا کھیل تماشے کے علاوہ کچھ نہیں ہے وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور بے شک آخرت کا گھر لَهِيَ الْحَيَوَانُ زندگی وہی ہے ۔ حیوان کا معنٰی ہے زندگی ۔ یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے اب ہے لمحہ بعد کچھ نہیں ہے ۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ حقیقت کو جان لیں ۔

فَاِذَا

رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

فَاِذَا رَكِبُوْا پس جس وقت وہ سوار ہوتے ہیں فِي الْفُلْكِ کشتیوں میں دَعَوُا اللّٰهَ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو مُخْلِصِيْنَ خالص کرتے ہوئے لَهُ الدِّيْنَ اسی کے لیے دین فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ پس جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو نجات دیتا ہے اِلَى الْبَرِّ خشکی کی طرف اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ اچانک وہ شرک کرنے لگتے ہیں لِيَكْفُرُوْا تا کہ وہ انکار کریں بِمَآ اس نعمت کا اٰتَيْنٰهُمْ جو ہم نے ان کو دی ہے وَلِيَتَمَتَّعُوْا اور تا کہ وہ فائدہ اٹھائیں فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انھوں نے نہیں دیکھا اَنَّا جَعَلْنَا بے شک ہم نے بنایا ہے حَرَمًا اٰمِنًا حرم کو امن والا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ اور اچک لیے جاتے ہیں لوگ مِنْ حَوْلِهِمْ ان کے اردگرد سے اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ کیا پس وہ

باطل پر ایمان لاتے ہیں وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں وَ مَنْ اَظْلَمُ اور کون زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ اس شخص سے افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ یا اس نے جھٹلایا حق کو لَمَّا جَآءَهٗ جب اس کے پاس آیا اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے جہنم میں مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ٹھکانا کافروں کا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہمارے بارے میں لَنَهْدِيَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور راہنمائی کریں گے ان کی سُبُلَنَا اپنے راستوں کی طرف وَاِنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ تعالیٰ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ البتہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

انتہائی مشکل میں مشرک بھی صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے :

اس سے پہلی آیات میں تم پڑھ چکے ہو کہ مشرکین مکہ آسمانوں کا خالق، زمین کا خالق، چاند، سورج، ستاروں کا خالق اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ بارش برسانے والا، پھل کھیتیاں اگانے والا اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے بلکہ انتہائی مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پس جس وقت وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں تو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین۔ خالص اسی پر یقین کرتے ہوئے اسی کے دین پر چلتے ہوئے۔

مکہ مکرمہ کے نامی گرامی مجرموں کا ذکر :

۸ھ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے مکہ مکرمہ فتح ہوا تو جتنے نامی گرامی مجرم تھے وہ سب بھاگ گئے کہ ان کو اپنے کرتوت کا علم تھا اس لیے فکر ہوئی کہ ہماری جان بخشی نہیں ہوگی۔ ان بھاگنے والوں میں وحشی بن حرب بھی تھا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد کے مقام پر بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا تھا۔ ہبار بن اسود بھی تھا جس نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ٹانگ کھینچ کر اونٹ سے نیچے گرادیا تھا جس سے ان کا حمل بھی ضائع ہو گیا تھا اور وہ خود بھی بیمار ہوگئی تھیں۔ وہ اس طرح ہوا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کے قافلے کے ساتھ مدینہ طیبہ جا رہی تھیں ہبار بن اسود حقیقی سسر تو نہیں تھا برادری میں خسر لگتا تھا۔ اس نے کہا کہ کدھر جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا چچا جان میں اپنے خاوند کی اجازت سے مدینہ طیبہ جا رہی ہوں ابا جان کی ملاقات کے لیے۔ اس نے کہا کوئی اجازت نہیں ہے۔ ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ یہ کوئی معمولی جرم نہیں تھا لہٰذا یہ بھی بھاگ گیا۔ صفوان بن امیہ بڑا سردار اور امیر آدمی تھا کافروں کو یہ اسلحہ سپلائی کرتا تھا۔ بدر، احد، خندق میں اسی نے اسلحہ مہیا کیا تھا۔ یہ دور دراز کے علاقہ سے اسلحہ خریدتا اور تھوڑی قیمت پر کافروں کو دیتا تھا اور غریبوں کو مفت بھی دے دیتا تھا کہ اسلام کے خلاف استعمال کرو، یہ بھی بھاگ گیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی بھاگ گیا۔ اس وقت بیت اللہ سے اونچی کوئی منزل نہیں تھی۔ کعبۃ اللہ کی بلندی پچاس فٹ تھی دور سے نظر آتا تھا۔ اب تو کعبۃ اللہ کے اردگرد بڑی بڑی بلند عمارتیں بن گئی ہیں باہر سے کعبۃ اللہ نظر نہیں آتا۔ صفا پہاڑی بھی دور سے نظر آتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے صفا کی چٹان پر چڑھ کر سفید چادر لہرائی۔ یہ خطرے کی علامت ہوتی تھی۔ جب کوئی خاص بات ہو

تی یا انتہائی خطرہ ہوتا تو پھر کپڑے اتار کر آواز بلند کرتے تھے اِنَّمَا اَنَا نَذِیْرُ الْعُرْیَان یہ خطرے کا آخری الارم ہوتا تھا۔تو آنحضرت ﷺ نے چادر ہلائی۔مرد عورتیں اکٹھے ہو گئے سننے کے لیے کہ آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ان کے سب جرائم بیان کیے کہ تم نے فلاں موقع پر یہ زیادتی کی،فلاں موقع پر تم نے یہ ظلم کیا،میرے فلاں ساتھی کو تم نے شہید کیا،فلاں کو قید کیا،فلاں کے پاؤں میں رسیاں ڈال کر الٹا لٹکایا،فلاں کو پانی میں غوطے دیئے،فلاں کو انگاروں پر لٹایا،فلاں کو رسیوں سے باندھ کر گھسیٹا،یہ کیا وہ کیا۔جوں جوں آپ ﷺ ان کے جرائم بیان کرتے تھے ان کے ہوش وحواس اڑتے جاتے تھے کہ ہمیں تو اپنے عیب یاد نہیں اور انہوں نے سارے نوٹ کیے ہوئے ہیں۔آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اب تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے؟ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو انہوں نے یقین کر لیا کہ اب ہماری خیر نہیں ہے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج وہی کروں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا انہوں نے کہا تھا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ''آج کے دن پر کوئی ملامت نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کرے جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا میں نے سب تمہیں معاف کر دیا کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔وحشی بن حرب کا دوست بولا کہ وحشی بن حرب کو بھی کچھ نہیں کہو گے؟ فرمایا کچھ نہیں کہوں گا۔ایک نے کہا حبار بن اسود کو بھی کچھ نہیں کہو گے؟ فرمایا کچھ نہیں کہوں گا۔ صفوان بن امیہ بھاگا ہوا ہے اس کو بھی کچھ نہیں کہوں گے؟ فرمایا کچھ نہیں کہوں گا۔عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی ام حکیم پاس کھڑی تھی بعد میں ؓ ہو گئی تھی۔کہنے لگی حضرت! آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ فرمایا ہاں! تو ام حکیم ہے۔میرا خاوند عکرمہ بھاگا ہوا ہے اس کو بھی کچھ نہیں کہیں گے؟ فرمایا کچھ نہیں کہوں گا۔بدر میں جب اس کا باپ ابوجہل مارا گیا تو

بعد میں اس نے اپنے والد کی پوری نمائندگی کی تھی۔ام حکیم نے کہا حضرت! اس کو ویسے یقین نہیں آئے گا کوئی نشانی دے دیں۔آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عمامة سوداء سیاہ پگڑی سر پر باندھی ہوئی تھی اتار دی۔فرمایا لے جاؤ یہ میری طرف سے نشانی ہے۔اس وقت جدہ کا تو نام ونشان ہی نہیں تھا۔کعبہ کے دروازے کے بالکل سیدھ میں تیس میل کی مسافت پر دریا تھا وہاں گھاٹ تھا کچھ لوگوں نے وہاں جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں۔کھجوریں دودھ وغیرہ اس قسم کی کچھ چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔کشتی کبھی پندرہ دن کے بعد چلتی کبھی مہینے کے بعد اور یہ مسافر وہیں پڑے رہتے۔

سکہ بند مشرک اور موجودہ دور کے مشرک :

اتفاق کی بات ہے کہ یہ عکرمہ جب وہاں پہنچا تو حبشہ کی طرف جانے والی کشتی چل پڑی۔پانچ سات میل سمندر میں گئے طوفان آ گیا غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تو کسی نے کہا یَا لات اَغِثْنِیْ ''اے لات مجھے بچا۔'' کسی نے کہا یَا مَنَات اَغِثْنِیْ ''اے منات مجھے بچا۔'' کسی نے کہا یَا عُزّٰی اَغِثْنِیْ عزیٰ ایک پری ہوتی ہے جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔''اے عزیٰ میری مدد کر مجھے بچا۔'' تو اپنے اپنے انداز میں غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ ملاحوں نے کہا فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِيْ هٰهُنَا شَيْئًا ''بے شک تمہارے خدا یہاں کچھ نہیں کر سکتے۔'' یہاں رب تعالیٰ کے بغیر کوئی مدد نہیں کرے گا۔عکرمہ نے کہا کہ اگر ہمارے یہ خدا یہاں کچھ نہیں کر سکتے تو پھر خشکی میں بھی کچھ نہیں کر سکتے۔یہی بات تو میرا چچا زاد بھائی کہتا تھا اور ہم بھاگتے تھے۔کہنے لگا کشتی واپس کرو میں رب سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے نجات دے دی تو میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا۔کشتی واپس آ گئی۔ طوفان میں آگے نہ جا سکی۔عکرمہ نے دیکھا کہ اس کی بیوی کنارے پر کھڑی ہے بغل میں

کوئی چیز لیے ہوئے۔ عکرمہ حیران ہوا اور یہ سمجھا کہ شاید عورتوں کو بھی پناہ نہیں ملی۔ کہنے لگا کَیُفَ کیسے آئی ہو؟ ام حکیم نے کہا خطرے کی کوئی بات نہیں تمہارے لیے پناہ لے کر آئی ہوں وہاں تو رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ انھوں نے فرمادیا ہے لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ ''کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔'' دیکھو! یہ ان کی پگڑی علامت کے طور پر لائی ہوں۔ دونوں سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ موطا امام مالک کی روایت میں ہے آپ نے ان کو دیکھا تو دل جوئی کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا مَرۡحَبًا بِالرَّاكِبِ الۡمُهَاجِرِ۔ تو مشرک بھی جب کشتیوں میں سفر کرتے اور پھنس جاتے تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اخلاص کے ساتھ خالص اسی پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے دین پر چلتے ہوئے۔ یہ سکہ بند مشرکوں کا حال ہے۔ اور ہمارے جو کلمہ گو مشرک ہیں یہ کیا کہتے ہیں؟

بگرداب بلا افتاد کشتی

مدد کن یا معین الدین چشتی

''کشتی ڈوبنے لگی ہے معین الدین ہماری مدد کو پہنچو۔'' کوٹ ادو سے لوگ جب ڈیرہ غازی خان جاتے تھے تو غازی گھاٹ جگہ تھی وہاں سے کشتیوں پر بیٹھ کر جاتے تھے۔ اب وہاں پر پل بن گیا ہے اور ریلوے لائن بھی بچھ گئی ہے۔ تو یہ لوگ جب کشتی پر سوار ہوتے تھے تو کہتے تھے......

یا بہاول الحق بیڑا دھک

حضرت بہاؤ الدین نقشبندیؒ اکابر اولیائے کرام میں سے ہوئے ہیں۔ ملتان کے علاقے میں اور ہر جگہ ان کی قدر کی جاتی تھی۔ ان کی کرامت تھی کہ چوبیس گھنٹوں میں تین سو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔ دیو بند سے اجمیر شریف تقریباً اکتیس بتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

وہاں جمعرات کو قوالی ہوتی تھی۔ ہمارا طالب علمی کا زمانہ تھا ہم بھی وہاں گئے قوالی ہو رہی تھی ایک انگریز اور ایک میم بھی قوالی سننے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ قوالی کے عجیب وغریب قسم کے الفاظ تھے۔ اس میں ایک شعر یہ بھی تھا......

؎ خدا سے میں نہ مانگوں گا کبھی فردوس اعلیٰ کو
مجھے کافی ہے یہ تربت معین الدین چشتی کی

ایک مقام پر ایک قوال نے یہ کہا......

؎ نہ جا مسجد نہ کر سجدہ نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

یہ خیر سے مسلمان ہیں اور وہ مشرک تھے۔

تو فرمایا فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ پس جس وقت ہم ان کو نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ اچانک وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ دریا میں وہ شرک کو چھوڑ دیتے ہیں باہر آکر شرک کرنے لگتے ہیں لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ تاکہ وہ انکار کریں اس نعمت کا جو ہم نے ان کو دی ہے۔ معمولی نعمت تو نہیں ہے کہ دریا میں ڈوب رہے تھے اللہ تعالیٰ نے بچا دیا وَلِيَتَمَتَّعُوْا اور تاکہ وہ فائدہ اٹھالیں جتنا عرصہ زندہ رہنا ہے فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے۔ مرنے کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ان پر کتنا احسان کیا ہے کہ حرم کی وجہ سے لوگ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حرم کے رقبے کا احترام کرتے تھے اس میں چوری نہیں کرتے تھے ڈاکا نہیں ڈالتے تھے، کسی کو اغوا نہیں کرتے تھے اور حرم سے باہر لوگ محفوظ نہیں تھے۔ سفر پر جاتے تو نہ کوئی مرد محفوظ ہوتا اور نہ کوئی محفوظ عورت ہوتی تھی۔ جیسے آج کل کے

غلط کار حکمرانوں نے غنڈے پیدا کر دیئے ہیں کہ کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ اگر یہ حکمران ان غنڈوں، بدمعاشوں کی سرپرستی چھوڑ دیں تو تمام برائیاں ختم ہو جائیں لیکن ان کو باقاعدہ حصہ ملتا ہے یہ کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَرَوْا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا بے شک ہم نے بنایا ہے حرم کو امن والا۔ کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ نہ چوری کا، نہ ڈاکے کا، نہ اغوا کا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اور اچک لیے جاتے ہیں لوگ حرم کے آس پاس سے۔ قتل بھی کر دیئے جاتے تھے اور بھی بہت کچھ ہوتا تھا۔ انہوں نے اتنی بڑی نعمت کی کوئی قدر نہیں کی اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ کیا پس یہ باطل پر ایمان لاتے ہیں، لات پر، منات پر، عزیٰ پر، ہبل پر وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ حرم میں ان کو امن سکون نصیب ہے کتنی بڑی نعمت ہے؟ نہ ان کی جان کو کوئی خطرہ نہ مال کو نہ عزت کو۔

حرم میں لڑائی جھگڑا جائز نہیں :

آج بھی اگر کوئی نادان قسم کے لوگ حرم کے رقبے میں لڑتے جھگڑتے ہیں تو سمجھ دار لوگ ان کو کہتے ہیں الحرم یاحاج الحرم ''حاجی یہ حرم ہے یہاں لڑائی جھگڑا جائز نہیں ہے۔'' اور ایسے ایسے بے وقوف دیکھے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے دوسروں کو دھکا مار کر پیچھے پھینک دیتے ہیں۔ حالانکہ حجر اسود کا چومنا بعض کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے اور مومن کو تکلیف دینا حرام ہے۔ تو محض ایک مستحب کی ادائیگی کے لیے حرام کا ارتکاب کرتے ہیں یہ سب کچھ جہالت کی وجہ سے اور شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ مَنْ اَظْلَمُ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ یا حق کو جھٹلایا لَمَّا جَآءَهٗ جس وقت حق اس کے پاس آ گیا۔ حافظ ابن کثیر بڑے چوٹی کے مفسر ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ دو طرفیں ہیں۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ اور آپ کے مومن ساتھی ہیں۔ آپ ﷺ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت اور رسالت دی ہے مجھ پر وحی اترتی ہے اور دوسری طرف کافر اور منکر ہیں جو آپ ﷺ کو نبی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر رب تعالیٰ نے مجھے نبی نہیں بنایا اور میں ایسے ہی دعویٰ کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افترا باندھ رہا ہوں تو پھر تو مجھ سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے۔ اور دوسری طرف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں جب وہ حق لے کر آئے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا، توحید کو جھٹلایا، قیامت کو جھٹلایا۔ تو جو حق کو جھٹلاتا ہے اس سے زیادہ ظالم کوئی ہے؟ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو جھٹلایا ہے لہٰذا یہ سب سے بڑے ظالم ہیں اور جو شخص سچی بات کو جھٹلاتا ہے اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے جو ضد اور عناد پر اڑے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا ہدایت ان کو دیتا ہے جو ہدایت کے طالب ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہمارے بارے میں اے فِیْ رَضَاءِ نَا فِیْ حَقِنَا فِیْ سَبِیْلِنَا جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ [زمر: ۷] ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہوتا۔'' اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر راضی ہے۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا البتہ ہم ضرور

راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔ہم ان کوضرور چلائیں گے اپنے راستوں پر۔ اگر آدمی اخلاص کے ساتھ ایمان قبول کرے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق دیتے ہیں اوراس کا خاتمہ ایمان پر کرتے ہیں اور جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگیا تو پھراس کے ہمیشہ کے لیے مزے ہی مزے ہیں۔اور جو شخص عملی منافق ہے کبھی نیکی کرتا ہے کبھی نہیں کرتا اس کے ساتھ وعدہ نہیں ہے وہ اپنی مرضی کرے ایسے شخص کا ایمان خطرے میں ہے۔اور اگر خاتمہ ایمان پر نہ ہوا تو پھر بیڑا غرق ہوگیا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ مزید نیکی کی توفیق دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ الروم

(مکمل)

جلد............۱۵

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ؕ

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب ہو گئے رومی فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ قریب کی زمین میں وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد

سَيَغْلِبُوْنَ عنقریب غالب آئیں گے فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ چند سالوں میں لِلّٰهِ الْاَمْرُ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے معاملہ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَ مِنْ بَعْدُ اور اس کے بعد بھی وَيَوْمَئِذٍ اور اس دن يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ خوش ہوں گے مومن بِنَصْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی مدد يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور وہ غالب ہے رحم کرنے والا ہے وَعْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا وعدہ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ نہیں خلاف ورزی کرتا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے يَعْلَمُوْنَ جانتے ہیں ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی ظاہری زندگی کو وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ اور وہ آخرت سے هُمْ غٰفِلُوْنَ غافل ہیں اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا کیا انہوں نے غور وفکر نہیں کیا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں میں مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَآ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک مدت مقرر تک وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اور بے شک بہت سارے لوگ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات سے لَكٰفِرُوْنَ انکار کرتے ہیں اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں فِي الْاَرْضِ زمین میں فَيَنْظُرُوْا پس دیکھتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ کیسا تھا انجام ان لوگوں کا مِنْ قَبْلِهِمْ جو ان سے پہلے گزرے ہیں كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ وہ زیادہ سخت تھے

ان سے قُوَّةً قوت میں وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ اورانہوں نے زمین میں ہل چلائے وَ عَمَرُوْهَآ اورزمین کوآبادکیا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا زیادہ اس سے جوانہوں نے آبادکیا وَجَآءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ اورآئے ان کے پاس ان کے پیغمبر بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ فَمَا كَانَ اللّٰهُ پس نہیں ہے اللہ تعالیٰ لِيَظْلِمَهُمْ کہ ان پر ظلم کرتا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ لیکن وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

ایران اور روم کی حکومتوں کا ذکر :

اس سورت کا نام سورۃ الروم ہے۔ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس سے پہلے تراسی سورتیں نازل ہوچکی تھیں اس کا چوراسی نمبر ہے۔اس کے چھ رکوع اور ساٹھ آیتیں ہیں۔الم کے متعلق کئی دفعہ بیان ہوچکا ہے کہ ایک تفسیر کے مطابق الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور لام سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور میم سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی۔نزول قرآن کے زمانے میں دنیا کے اندر دو بڑی حکومتیں تھیں۔ایک ایرانیوں کی، ان کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ایران ہوتا تھا۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں خسرو پرویز بادشاہ تھا یہ ایرانی آتش پرست تھا اور ان کے نزدیک ہر عورت سے نکاح جائز تھا بغیر کسی تمیز کے۔ ماں کے ساتھ، بہن کے ساتھ، بیٹی کے ساتھ، پھوپھی اور خالہ کے ساتھ۔ وہ کہتے تھے کہ سب اسی مقصد کے لیے ہیں۔

ان کے مقابلے میں دوسری حکومت روم کی تھی۔ یہ عیسائی تھے۔اہل کتاب ہونے

کی نسبت سے یہ ان سے کچھ بہتر تھے۔اس وقت شام،مصر،عراق،خلیج،فارس کی ریاستیں دوحی،دوبئ،ابوظہبی،مسقط وغیرہ تمام رومیوں کے ماتحت تھیں۔ایرانیوں نے حملہ کیا اور تمام ریاستیں ان سے چھین لیں۔یہاں تک کہ ہرقل روم کوقسطنطنیہ تک محدود ہونے پر مجبور کردیااورایرانی سارے علاقوں پر قابض ہوگئے۔اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب ہوگئے رومی فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ قریب کی زمین میں۔کیونکہ عرب کے ساتھ ہی علاقہ تھا شام اردن وغیرہ وَ ھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوجائیں گے فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ چند سالوں میں۔یہ ایسی پیشین گوئی تھی کہ بظاہر اس کا واقع ہونا اور پورا ہونا محال تھا۔یہ نبوت کا پانچواں سال تھا۔آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پینتالیس سال تھی۔مکہ مکرمہ کی صورت حال یہ تھی کہ مسلمان رومیوں کے ہمدرد تھے کہ وہ اہل کتاب تھے اور قریش مکہ ایرانیوں کے ہمدرد تھے کہ وہ مشرک تھے۔جب رومیوں کو شکست ہوئی تو مشرکین مکہ نے خوب ڈھنڈورا پیٹا کہ مسلمانوں کے بھائیوں کو شکست ہوئی ہے کل ان کی بھی ہوگی۔

حقانیتِ قرآن اور پیغمبر پر دلیل :

جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بازار میں کھڑے ہوکر ابتدائی آیتیں پڑھیں الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ ھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ رومیوں کو شکست ہوگئی ہے تمہاری قریب کی زمین میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوجائیں گے چند سالوں میں۔اُبی بن خلف بڑا بے لحاظ منہ پھٹ کافر تھا یہ سن کر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور کہا

کیا بکتے ہو رومی پھر غالب آئیں گے؟ صدیق اکبر ؓ نے فرمایا کہ میں گالیوں کا جواب تو نہیں دوں گا لیکن میں اللہ تعالیٰ کے کلام پر یقین رکھتا ہوں رومی ضرور غالب آئیں گے۔ ابی بن خلف نے کہا کتنے سالوں میں؟ حضرت صدیق اکبر ؓ نے فرمایا چار پانچ سال کے اندر غالب آجائیں گے۔ ابی بن خلف نے کہا کہ میرے ساتھ شرط لگاؤ اور اس وقت دو طرفہ شرط جائز تھی بعد میں حرام ہوگئی۔ شرط یہ طے پائی کہ چار پانچ سال میں اگر رومی دوبارہ غالب آگئے تو ابی بن خلف دس اونٹ حضرت صدیق اکبر ؓ کو دے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو حضرت صدیق اکبر ؓ اس کو دس اونٹ دیں گے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے اس شرط کا تذکرہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بِضع کا اطلاق تین سے نو تک کی گنتی پر ہوتا ہے لہٰذا چار پانچ سال کی مدت کا تعین درست نہیں ہے اسے نو سال تک بڑھانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے اس سلسلے میں ابی بن خلف سے دوبارہ بات کی اور شرط میں ترمیم کر دی گئی۔ مدت نو سال اور شرط دس اونٹوں کے بجائے سو اونٹ کر دیئے گئے۔ ظاہری طور پر رومیوں کے غالب ہونے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابھی نو سال پورے نہیں ہوئے تھے ہجرت ہوگئی۔ ہجرت کے دوسرے سال بدر کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی اور ادھر رومیوں نے غلبہ حاصل کر لیا اور چھینے ہوئے علاقے واپس لے لیے۔ ہرقل روم نے منت مانی تھی کہ اگر میری زندگی میں چھینا ہوا علاقہ واپس مل گیا تو میں حمص سے پیدل چل کر مسجد اقصیٰ جاؤں گا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے۔ چنانچہ فتح کے بعد اس نے اپنی وہ منت پوری کی۔

ابی بن خلف جس نے صدیق اکبر ؓ کے ساتھ شرط لگائی تھی وہ بدر میں مارا گیا

تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے بیٹے اور وارثوں سے کہا کہ شرط پوری کرو۔ آج کا دور ہوتا تو وہ وکیلوں کی طرح باتیں بناتے۔ کہتے تم مکہ چھوڑ کے چلے گئے اب کس شرط کا مطالبہ کرتے ہو؟ ہمارے ساتھ لڑتے ہو ہمارے آدمی ذبح کرتے ہو اور شرط بھی مانگتے اگر شرط لینی ہے تو اس سے لو جس سے شرط طے کی تھی۔ میری بات سمجھ آرہی ہے نا۔ مگر باوجود کافر ہونے کے وہ بات کے پکے تھے۔ ابی بن خلف کے بیٹے اور وارثوں نے کہا کہ واقعی شرط طے ہوئی تھی شرط کے مطابق انہوں نے سو اونٹ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر اللہ تعالیٰ نے تمہاری شرط پوری کر دی یہ شرط ان سے لینا آپ کے لیے جائز ہے۔ کیونکہ اس وقت دو طرفہ شرط جائز تھی مگر اب چونکہ دو طرفہ شرط جائز نہیں ہے لہٰذا یہ اونٹ صدقہ کر دو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پورے سو اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صدقہ کر دیئے ایک اونٹ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔ یہ قرآن پاک کی صداقت کی دلیل ہے کہ قرآن پاک نے جو پیش گوئی کی تھی وہ پوری ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب ہو گئے رومی، شکست کھا گئے رومی فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ قریب کی زمین میں۔ وہ علاقے عرب کے ساتھ لگتے تھے وَ هُمْ مِّنْ ۢبَعْدِ غَلَبِهِمْ اور وہ اپنی شکست کے بعد سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ عنقریب وہ غالب آجائیں گے چند سالوں میں لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے معاملہ، اس سے پہلے ان کو جو شکست ہوئی ہے وہ معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں تھا وَ مِنْ ۢبَعْدُ اور اس کے بعد بھی معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے حالات کو بدلنے والا وہی ہے۔ کسی کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ تین سو تیرہ دشمنوں کو تباہ و برباد کر کے

رکھ دیں گے جس وقت آنحضرت ﷺ تین سو بارہ کو اپنی قیادت میں کہ تیرہویں آپ ﷺ تھے مدینہ طیبہ سے چلے تو اکثر ننگے پاؤں اور ننگے سر تھے صرف آٹھ تلواریں، چھ زرہیں تھیں۔منافقوں نے، یہودیوں نے، نصرانیوں نے مذاق اڑایا غَرَّ هٰؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ [انفال:۴۹] ''ان سادہ لوگوں کو دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔'' یہ عرب کو فتح کرنے چلے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کا مختصر جواب دیا۔فرمایا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ''اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرلے گا پس بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا کرنا یوں ہوا کہ جو بات انہوں نے مذاق میں کہی تھی اللہ تعالیٰ نے پوری کردی۔ستر کافروں کی گردنیں اڑائیں، ستر گرفتار کیے، باقی بھاگ گئے اور چودہ صحابہ شہید ہوئے آٹھ انصار میں سے اور چھ مہاجرین میں سے دوسونانوے واپس آگئے۔

آنحضرت ﷺ تین دن وہاں قیام پذیر رہے کہ کسی طرف سے کوئی سر نظر آئے مگر کوئی دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ ان کے مردے بھی آپ نے دفن کرائے وہ اپنے مردے بھی دفن کرنے نہیں آئے اتنی بے غیرتی کی۔تو رب تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ اسباب کا محتاج نہیں ہے۔فرمایا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اس دن خوش ہوں گے مومن۔ایک تو شرط جیتنے کی وجہ سے۔نمبر۲ بدر میں کامیابی کی وجہ سے بِنَصْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی مدد پر خوش ہوں گے يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے جس کی چاہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے الرَّحِيْمُ مہربان ہے وَعْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا وعدہ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کے قادر مطلق ہونے کو کہ وہ ظاہر حالات کو پلٹ دیتا ہے اس کے

سامنے کوئی چیز مشکل نہیں ہے یَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا جانتے ہیں وہ دنیا کی ظاہری زندگی کو وَ هُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ اور وہ آخرت سے بے خبر ہیں۔

دین سے غفلت کا عالم :

دنیا کے معاملے میں اتنے ہوشیار ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچے ایسی باتیں کرتے ہیں کہ آدمی سن کے حیران رہ جاتا ہے اور دین کے معاملے میں پوچھو تو کچھ پتا نہیں ہے۔ پکے نمازیوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں سے بھی پوچھو کہ عید کی نماز کی جو تکبیریں زائد ہیں اور واجب ہیں اگر وہ رہ جائیں اور امام رکوع میں چلا جائے تو جس کی یہ تکبیریں رہ گئی ہیں اس نے کیا کرنا ہے؟ بہت کم نمازی ہیں جو بتلا سکیں۔ یاد رکھنا! یہ تکبیریں واجب ہیں اور واجب کے بغیر نماز نہیں ہوتی اگر سجدہ سہو نہ کیا جائے۔ رکوع کی تسبیحات کے بارے میں اختلاف ہے۔ فقہائے کرام ؒ کا ایک طبقہ سنت کہتا ہے اور اکثر مستحب کہتے ہیں۔ لہٰذا جب امام رکوع میں چلا جائے تو تم بھی رکوع میں چلے جاؤ کیونکہ رکوع فرض ہے اور رکوع کی تسبیحات کی جگہ وہ تکبیریں کہہ لو جو رہ گئیں ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے بس اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے پھر اگر وقت مل جائے تو رکوع کی تسبیحات پڑھ لے۔ اور نماز جنازہ کی تکبیریں فرض ہیں اگر کسی کی ایک دو تکبیریں رہ گئی ہیں اور اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس کا جنازہ قطعاً نہیں ہوگا۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جو تکبیریں رہ گئی ہیں پہلے وہ کہے پھر سلام پھیرے۔

تو فرمایا یہ دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں آخرت سے غافل ہیں اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ کیا انہوں نے غور وفکر نہیں کیا اپنی جانوں میں، اپنے دلوں میں مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو

وَمَا بَيۡنَهُمَآ اِلَّا بِالۡحَقِّ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ۔ یہ چھوٹی سی تپائی ہے میں اس کے متعلق دعویٰ کروں کہ یہ بلا وجہ بنادی گئی ہے تو کوئی میرا دعویٰ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے بلکہ اس کے بنانے کا مقصد ہے۔ تو کیا رب تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور اس کے درمیان جو کچھ ہے بلا مقصد بنادیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مقصد ہے وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک مدت مقرر کے لیے ہے وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ اور بے شک بہت سارے لوگ بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ لَكٰفِرُوۡنَ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں قیامت کے منکر ہیں اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں فَيَنۡظُرُوۡا پس دیکھتے كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔

قرآن پاک نے بار بار اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ زمین میں اس نقطہ نظر سے چلو پھرو کہ پہلی قومیں جن کاموں کی وجہ سے تباہ ہوئی ہیں کیا ہم نے وہ کام تو اختیار نہیں کیے ہوئے؟ مگر اس نقطہ نظر سے کوئی نہیں سیر کرتا بلکہ دیکھتے ہیں کہ پودے کیسے ہیں، یہ درخت کیسے ہیں، یہ پھل کیسے ہیں؟

فرمایا كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وہ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں۔ وہ بڑے تنومند اور طاقت ور تھے وَّاَثَارُوا الۡاَرۡضَ اور انہوں نے ہل چلائے زمین میں وَعَمَرُوۡهَاۤ اور انہوں نے آباد کیا زمین کو اَكۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡهَا زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ اور آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل کے ساتھ۔ لیکن انہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی، حق کو ٹھکرایا جس کے نتیجے میں تباہ ہوئے فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ پس نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان پر ظلم کرتا وَلٰكِنۡ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ لیکن ان لوگوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا کہ پیغمبروں کی مخالفت کی، رب تعالیٰ کے انعامات کو نہ مانا۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا
السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا
بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي
الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع

ثُمَّ كَانَ پھر تھا عَاقِبَةَ انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى جنہوں نے کی برائی براہوا اَنْ كَذَّبُوْا اس وجہ سے کہ جھٹلایا انہوں نے بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ اور تھے وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ اللہ تعالیٰ ہی پہلی دفعہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ اس کو لوٹائے گا ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی

یُبۡلِسُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ناامید ہوجائیں گے مجرم وَلَمۡ یَکُنۡ لَّھُمۡ اور نہیں ہوں گے ان کے لیے مِّنۡ شُرَکَآئِھِمۡ ان کے شریکوں میں سے شُفَعٰٓؤُا سفارشی وَکَانُوۡا اور ہوجائیں گے بِشُرَکَآئِھِمۡ اپنے شریکوں کے بارے میں کٰفِرِیۡنَ انکار کرنے والے وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی یَوۡمَئِذٍ اس دن یَّتَفَرَّقُوۡنَ جدا جدا ہوجائیں گے فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے فَھُمۡ پس وہ لوگ فِیۡ رَوۡضَۃٍ باغ میں یُّحۡبَرُوۡنَ خوش کیے جائیں گے وَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اور بہرحال وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَلِقَآئِ الۡاٰخِرَۃِ اور آخرت کی ملاقات کو فَاُولٰٓئِکَ فِی الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ پس یہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ جس وقت تم شام کرتے ہو وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ اور جس وقت تم صبح کرتے ہو وَلَہُ الۡحَمۡدُ اور اسی کے لیے تعریف ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالۡاَرۡضِ اور زمین میں وَ عَشِیًّا اور پچھلے پہر وَّ حِیۡنَ تُظۡھِرُوۡنَ اور جس وقت تم ظہر کرتے ہو یُخۡرِجُ الۡحَیَّ نکالتا ہے زندہ کو مِنَ الۡمَیِّتِ مردہ سے وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ اور نکالتا ہے مردہ کو مِنَ الۡحَیِّ زندہ سے وَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ اور زندہ کرتا ہے زمین کو بَعۡدَ مَوۡتِھَا اس کے مرجانے کے بعد وَکَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

اس سے پہلے سبق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو پہلے تھے۔ وہ قوت میں زیادہ تھے، ہل چلانے اور زمین آباد کرنے میں بھی ان سے زیادہ تھے۔ پیغمبران کے پاس آئے واضح دلائل لے کر تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ پیغمبروں کی نافرمانی کی، خدائی احکامات ٹھکرائے۔

بُروں کا بُرا انجام :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا پھر ہوا انجام ان لوگوں کا جنہوں نے برائی کی السُّوْٓاٰی برا۔ کوئی پانی میں غرق ہوا کسی پر تند و تیز ہوا مسلط ہوئی، کسی پر پتھر برسے، کسی کو زمین میں دھنسا دیا گیا، کوئی زلزلے کا شکار ہوئے، کسی پر آسمان سے بجلی گری۔ برے کاموں کا انجام برا ہوا۔ کیوں؟ اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ آیات سے حسی آیتیں بھی مراد ہیں کہ معجزات کو جھٹلایا جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے تھے اور معنوی آیتیں بھی مراد ہیں کہ پہلی کتابوں کی آیتوں کو جھٹلایا، صحیفوں کو جھٹلایا وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ اور تھے وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ تمسخر کرتے، ٹھٹھا کرتے۔ یہ ان کی تباہی کا سبب تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے گی اور مذاق اڑائے گی وہ ضرور تباہ ہوگی چاہے فوراً ہو یا دیر سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے اور محبت کرنے والا ہے وہ بسا اوقات سرکشی اور گناہوں کے باوجود ڈھیل دیتا ہے۔ تو اس کی ڈھیل کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں بچ گیا ہوں۔

مشرکوں کے قیامت کے متعلق عجیب وغریب شوشے :

چونکہ یہ لوگ آخرت اور قیامت کے منکر تھے اور اس کے متعلق عجیب عجیب قسم کے شوشے چھوڑتے تھے کبھی کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ [سورہ ق] ''کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے پھر اٹھائے جائیں گے یہ لوٹ کر آنا تو بعید ہے۔'' کبھی کہتے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ [سورہ یٰسین] ''ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔'' رب تعالیٰ نے قیامت کے اثبات کے لیے پہلی دلیل یہ پیش کی اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو ابتداءً پیدا کرتا ہے ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ اس کو لوٹائے گا۔ اس بات کا تو تم انکار نہیں کرتے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، چاند، سورج، ستاروں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ تو کیا جو رب مخلوق کو پیدا کرسکتا ہے وہ لوٹا نہیں سکتا۔ لہٰذا یاد رکھو! ابتداءً بھی اسی نے پیدا کیا ہے اور دوبارہ بھی وہی لوٹائے گا وہی پیدا کرے گا ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی نیکی وبدی کا پورا پورا جائزہ لیا جائے گا اور پھر جزا وسزا ہوگی پھر احساس ہوگا کہ دنیا میں کیا کمایا اور کیا ضائع کیا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ناامید ہوں گے مجرم۔ اس لیے کہ وہ دار الجزا ہے، دار العمل دنیا ہے۔ وہاں تو کچھ نہیں ہوسکتا البتہ منتیں کریں گے۔ کہیں گے رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا ''اے ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پس ہمیں لوٹا دیں تاکہ ہم اچھے عمل کریں پروردگار غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا [سورہ مومنون] غالب آگئی ہمارے اوپر ہماری بدبختی۔'' اور یہ آرزو بھی کریں گے يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ کاش کہ یہ موت مجھے ختم ہی کردیتی۔'' لیکن یہ ساری درخواستیں ضائع ہو

جائیں گی وہاں کچھ نہیں ہو سکے گا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سے سفارشی۔ ظاہری طور پر دیکھا جائے تو رب تعالیٰ کے بارے میں نظریہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات بڑی بلند ذات ہے ہماری اللہ تعالیٰ تک پہنچ نہیں ہے یہ جو ہمارے بابے ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ [سورہ یونس] ''یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔'' اور سورہ زمر پارہ نمبر ۲۳ میں ہے کہتے تھے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ''ہم ان کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے۔'' ان کو رب نہیں رب کے ہاں سفارشی بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ان کے شریک ان کے سفارشی نہیں ہوں گے۔

آخرت میں سفارش کے لیے دو شرطیں :

کیونکہ سفارش کے لیے دو شرطیں ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

❀ پہلی شرط یہ ہے کہ مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ [زخرف:۸۶] ''جس نے گواہی دی حق کی یعنی حق کو مانتا ہو مومن ہو۔'' مومن سفارش کر سکے گا۔

❀ اور دوسری شرط یہ ہے کہ مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِىَ لَهٗ قَوْلًا ''جس کو اجازت دے رحمٰن اور پسند کیا اس کی بات کو۔'' جس کے لیے سفارش ہو اس پر رب راضی ہو یعنی وہ مومن ہو کافر نہ ہو سفارش کرنے والا بھی مومن اور جس کے لیے سفارش ہو گی وہ بھی مومن۔ مشرکوں کے لیے سفارش نہیں ہوگی۔ وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ اور ہو جائیں گے اپنے شریکوں کے بارے میں انکار کرنے والے۔ کہیں گے ہم تم سے بے زار ہیں اور جن کو شریک کرتے تھے وہ کہیں گے ہم تم سے بے زار ہیں۔ مگر اس وقت کی بیزاری کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جو کچھ کرنا ہے دنیا ہی میں کر لو وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن

قیامت قائم ہوگی يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ اس دن جدا جدا ہو جائیں گے گروہ در گروہ بن جائیں گے۔ مومن الگ ہوں گے کافر الگ ہوں گے۔ پھر مومنوں کے بھی درجات ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں یکتا تھے :

حدیث پاک میں آتا ہے جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک دروازے کا نام باب الصلوٰۃ ہے، نماز والا دروازہ۔ اس سے وہ داخل ہوں گے جو کثرت کے ساتھ نفلی نماز پڑھتے تھے۔ فرض تو پڑھتے ہی تھے۔ ایک کا نام باب الرّیآن ہے۔ اس دروازے سے وہ داخل ہوں گے جو کثرت سے روزے رکھتے ہوں گے۔ ایک کا نام باب الجہاد ہے۔ اس سے وہ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔ ایک کا نام باب الصدقہ ہے۔ اس سے وہ داخل ہوں گے جو کثرت سے خیرات کرتے ہیں۔ ایک کا نام باب التوبہ ہے۔ اس دروازے سے وہ داخل ہوں گے جو کثرت کے ساتھ توبہ کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسے بندے بھی ہوں گے کہ جن کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے صدا کریں گے کہ وہ یہاں سے داخل ہوں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت! داخل تو بندہ ایک ہی دروازے سے ہوگا لیکن کوئی ایسا بندہ بھی ہوگا کہ آٹھوں دروازوں سے اس کو آواز آئے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ ''اور مجھے امید ہے کہ آپ ان میں سے ہوں گے۔'' کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر قسم کی نیکی میں پیش پیش تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ صَائِمًا تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ بڑی گرمی تھی لمبے دن تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت! میرا روزہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا آج تم میں سے کس نے بیمار کی

تیمارداری کی ؟ تو ابوبکرؓ نے کہا حضرت! میں نے تیمارداری کی ہے۔ پھر فرمایا آج تم میں سے کس نے مسکین یتیم کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا حضرت! میں نے کھلایا ہے۔ کسی نے تم میں سے کسی مسلمان کے جنازے میں شرکت کی ہے؟ عرض کیا حضرت! میں نے کی ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے جس نیکی کے متعلق پوچھا عرض کیا میں نے کی ہے۔ اگر آپ ﷺ نہ پوچھتے تو کبھی نہ بتلاتے۔ مگر چونکہ پیغمبر کے سوال کے بعد خاموش رہنا نہ تھا اس لیے بتاتے گئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیوں سے نوازا تھا۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں ایک بوڑھی عورت جوان کے محلے میں رہتی تھی اور اس کا کوئی سہارا نہیں تھا بے یار و مددگار تھی۔ اس زمانے میں سب سے بڑی دقت پانی کی ہوتی تھی۔ تہجد کے لیے جب اٹھتے تو مشکیزہ پانی کا بھر کر کندھے پر رکھ کر جاتے اور آواز دیتے پانی والا آیا ہے۔ وہ دروازہ کھولتی مٹکے بھر کے آ جاتے۔ حضرت عمرؓ کے دل میں بھی خیال آیا کہ اس بوڑھی کو پانی لا کر دینے والا کوئی نہیں ہے یہ کام میں کر دیا کروں۔ جب سحری کے وقت جا کر پوچھتے تو بی بی کہتی بیٹا تم سے پہلے کوئی مٹکے بھر گیا ہے۔ کہنے لگے یہ کون ہے جو مجھ سے نمبر لے جاتا ہے؟ پوچھا بی بی! وہ کون ہے؟ بڑھیا نے کہا کہ میں نہیں جانتی کئی دن مسلسل نگرانی کرتے رہے لیکن اتفاق نہ ہو سکا۔ ایک دن سوچا کہ تہجد تو پڑھنی ہے وہیں باہر مصلیٰ ڈال لیتا ہوں اور انتظار کرتا ہوں۔ یہ تہجد میں تھے کہ ایک آدمی آیا آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا گھڑے بھرے اور جلدی سے نکل گیا۔ حضرت عمرؓ نے سلام پھیرا پیچھے دوڑے اور پکڑ لیا فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَكْرٍؓ۔ دیکھا تو ابوبکرؓ تھے۔

آج حالت یہ ہے کہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کو بانس پر چڑھاتا ہے، اس کی نمائش کرتا ہے، اشتہار لگاتا ہے۔ اپنے باپ دادا کی نیکی کو بھی بانس پر چڑھاتا ہے (بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے) اور کہتا ہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں پوتا ہوں جس نے یہ نیکی کی تھی۔ وہ لوگ نیکی کرتے تھے کنوئیں میں ڈال دیتے تھے۔ رب تعالیٰ کے سوا ان کی نیکی کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کئی گھروں میں سحری کے وقت پانی دیا کرتے تھے۔ جب فوت ہوئے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا پانی والا نہیں آیا۔ غسل دینے والوں نے دیکھا کہ ان کے کندھے پر مشکیزے کے نشان ہیں۔ بڑے حیران ہوئے کہ انہوں نے تو کبھی مشکیزہ اٹھایا نہیں نشان کیسے پڑ گئے؟ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ وہی بزرگ تھے جو لوگوں کے گھروں میں پانی بھرتے تھے لیکن کسی کو معلوم نہیں تھا کہ کب بھرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ پس وہ باغوں میں ہوں گے یُحْبَرُوْنَ خوش کیے جائیں گے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کا معنیٰ کرتے ہیں یُکْرَمُوْنَ ان کی عزت کی جائے گی، اکرام کیا جائے گا وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور بہرحال وہ لوگ جو کافر ہیں وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا کہ کوئی قیامت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حاضری نہیں ہے فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ پس یہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے جہاں سے کبھی غائب نہیں ہوسکیں گے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

پس پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات۔تم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ جس وقت تم شام کرتے ہو۔شام کی نماز ہے عشاء کی نماز ہے۔نمازوں کے بعد تسبیحات کا بڑا اثر ہے۔

چار پیارے کلمات کا ذکر :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) الحمد للہ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر، آیت الکرسی، استغفار تین دفعہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ قَدِيۡرٌ جو پڑھے گا اس کے درمیان اور جنت کے درمیان موت کے سوا کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔موت آئے گی تو جنت میں چلا جائے گا۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ چار کلمات بڑے پیارے ہیں سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ اور تیسرا کلمہ کثرت کے ساتھ پڑھو سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ وَ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ۔ اور یہ بات میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ ورد وظائف کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔کسی جگہ بیٹھ کر پڑھنا شرط نہیں ہے بے وضو پڑھ سکتا ہے، چلتے پھرتے پڑھ سکتا ہے، لیٹے ہوئے پڑھ سکتا ہے وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ اور جس وقت تم صبح کرتے ہو۔آدمی صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور اس کے بعد ورد وظائف کرے۔

ذاکرین سے تعلیم دینے والے افضل ہیں :

اور یاد رکھنا! قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ پڑھنا مفہوم سمجھنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔بعض لوگ درس کے دوران تسبیح پھیرتے رہتے ہیں یہ قطعاً جائز

نہیں ہے۔ درس پوری توجہ کے ساتھ سنو یہ سب سے بڑی عبادت ہے اور یہ وہ عبادت ہے کہ جس کے لیے پیغمبر بھیجے گئے۔ اور کئی دفعہ سن چکے ہو کہ آنحضرت ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ایک جگہ اللہ اللہ کرنے والوں کا حلقہ تھا اور دوسری جگہ پڑھنے پڑھانے والوں کا حلقہ تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کِلاَ ھُمَا عَلَی الْخَیْرِ دونوں جماعتیں خیر پر ہیں۔ لیکن آپ ﷺ اس جماعت کے ساتھ بیٹھ گئے جو پڑھ پڑھا رہے تھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا رب نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے اس لیے میں ان میں آ کر بیٹھ گیا ہوں۔ پھر سورج چڑھنے کے بعد دو رکعت پڑھے اشراق کی۔ تو حدیث ہے ترمذی شریف کی کہ اللہ تعالیٰ عمرے کا ثواب عطا فرماتے ہیں تَامَّةً تَامَّةً تَامَّةً مکمل، مکمل، مکمل۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے بہت وسیع ہیں مگر ہم لوٹنے والے نہیں ہیں ہمارے اندر کمی ہے۔

اور یہ مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ اشراق کے لیے فجر کی نماز والا وضو ضروری نہیں ہے۔ انسان ہے وضو ٹوٹ سکتا ہے دوبارہ کر لے۔ یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے کہ مسجد میں بیٹھا رہے گھر جا کر پڑھ لے، دفتر جا کر پڑھ لے۔ تو فرمایا تسبیح بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت وَلَـهُ الْحَمْدُ اور اسی کے لیے تعریف ہے فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں وَ عَشِيًّا اور پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو مثلاً عصر کے وقت وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ اور جس وقت تم ظہر کرتے ہو اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو يُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ نکالتا ہے زندہ کو مردے سے۔ نطفہ مردہ ہے اس سے بچہ پیدا کرتا ہے، انڈا مردہ ہے اس سے بچہ نکلتا ہے، کافر سے مسلمان پیدا ہوتے ہیں وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ انسان زندہ ہے اس سے نطفہ پیدا کرتا ہے، مرغی زندہ ہے اس سے انڈہ پیدا کرتا ہے، نوح علیہ السلام جیسے پیغمبر سے کنعان جیسا

ناری پیدا کرتا ہے وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور زمین کو زندہ کرتا ہے مرجانے کے بعد، خشک ہو جانے کے بعد اس کو سرسبز کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ کرتا ہے وَ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے قبروں سے اپنے وقت پر لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہرگز انکار نہ کرو۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ یہ کہ اس نے پیدا کیا تم کو مِنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ پھر تم انسان ہو کر تَنْتَشِرُوْنَ بکھرے پھرتے ہو وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَ لَكُمْ کہ اس نے پیدا کیا تمہارے لیے مِنْ اَنْفُسِكُمْ تمہاری جانوں سے اَزْوَاجًا جوڑے لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ اور ڈال دی اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان مَّوَدَّةً محبت وَّ

رَحْمَةً اورشفقت اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتی ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی
قدرت کی نشانیوں میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ آسمانوں کا پیدا کرنا
وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ اور تمہاری زبانوں کا مختلف ہونا
وَاَلْوَانِكُمْ اور تمہارے رنگوں کا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بے شک اس میں البتہ
نشانیاں ہیں لِّلْعٰلِمِيْنَ جاننے والوں کے لیے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی قدرت کی
نشانیوں میں سے ہے مَنَامُكُمْ تمہارا سونا بِالَّيْلِ رات کو وَالنَّهَارِ اور دن کے
وقت وَابْتِغَآؤُكُمْ اور تمہارا تلاش کرنا مِّنْ فَضْلِهٖ اس کے فضل کو اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ اس قوم
کے لیے جو سنتی ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے
يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی خَوْفًا خوف کے لیے وَّطَمَعًا اور
امید کے لیے وَّيُنَزِّلُ اور اتارتا ہے مِنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے مَآءً
پانی فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کرتا ہے اس پانی کے ذریعے زمین کو بَعْدَ
مَوْتِهَا اس کے مرجانے کے بعد اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ
نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور
اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ کہ قائم ہے آسمان
وَالْاَرْضُ اور زمین بِاَمْرِهٖ اس کے حکم سے ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ پھر وہ جب بلائے

گا تمہیں دَعْوَةً بلانا مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ اچانک تم زمین سے نکلو گے۔

کل کے سبق میں بیان ہوا تھا کہ مومنوں کی باغوں میں عزت کی جائے گی اور جو کافر ہیں اور آخرت کے منکر ہیں وہ پکڑ کر عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔ آخرت کے منکر کہتے تھے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کون دوبارہ زندہ کرے گا۔ وہ دوبارہ زندہ ہونے کو بڑا بعید سمجھتے تھے۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کچھ دلائل بیان فرمائے ہیں کہ جو ذات ان قدرتوں کی مالک ہے اس کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے اور ان نشانیوں کو تم بھی مانتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا ذکر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کہ اس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [آل عمران: ۵۹] ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا ہو جا پس وہ ہو گیا۔'' اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ڈھانچے کے لیے تمام زمین کے چہرے سے مٹی لی اور مٹی کے چونکہ مختلف رنگ ہیں سفید، سیاہ، سرخ، اسی لیے اولاد میں کوئی سفید ہیں، کوئی سرخ ہیں اور کوئی سیاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے باقی رہنے کے لیے ذریعہ خوراک بنائی ہے۔ اناج، پھل، میوہ جات وغیرہ سب زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ جنہیں کھانے سے خون بنتا ہے اور اس خون سے مادہ تولید بنتا ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ رب تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا ہے ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ پھر تم انسان ہو کر بکھرے پھرتے ہو۔ کوئی عرب میں، کوئی عجم میں، کوئی

پورب میں، (کوئی پچھم میں) کوئی ایشیا میں، کوئی کہاں اور کوئی کہاں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیر قطرے میں آنکھیں بھی رکھیں، کان بھی، ہاتھ بھی، بازو بھی، دل و دماغ بھی، یہ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے تمہاری جانوں میں سے اَزْوَاجًا جوڑے، بیویاں۔ ازواج کا لفظی معنیٰ جوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو چلانے کے لیے عورتیں پیدا فرمائیں مردوں کے لیے اور مرد پیدا فرمائے عورتوں کے لیے۔ ایک ماں باپ سے اللہ تعالیٰ بچہ بھی پیدا کرتا ہے اور بچی بھی پیدا کرتا ہے۔ بسا اوقات دو پیدا ہوتے ہیں ایک لڑکی ایک لڑکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ساتھ تمہاری جانوں سے تمہارے لیے جوڑے پیدا فرمائے لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا تاکہ تم سکون حاصل کرو ان کے ساتھ مل کر۔ عورتیں مردوں سے سکون حاصل کریں اور مرد عورتوں سے سکون حاصل کریں وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اور ڈال دی، بنائی تمہارے درمیان محبت اور شفقت۔ یہ عورتیں اور مرد پیدا کر کے ان کے درمیان محبت ڈالنے والا کون ہے؟ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں نشانیاں ہیں رب تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرنے والی ہے وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے، دلائل میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں کا پیدا کرنا اور زمین کا پیدا کرنا۔ یہ پہلا آسمان تمہیں نظر آتا ہے اس کے اوپر چھ آسمان اور ہیں سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا [سورۃ ملک] ''سات آسمان تہہ بہ تہہ۔'' پھر ان کے اوپر عرش ہے جو اعظم المخلوقات ہے حجم اور جسم کے لحاظ سے عرش سب سے بڑی مخلوق ہے اس نے سب کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور مرتبے اور درجے کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ

تمام مخلوقات میں بلند ہیں۔ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ اور تمہاری زبانوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور دلیل ہے۔ کسی جگہ کوئی بولی بولی جاتی ہے اور کسی جگہ کوئی بولی بولی جاتی ہے۔ پھر ایک لفظ ایک زبان میں اچھے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اور وہی لفظ دوسری زبان میں برے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً نائی کا لفظ یہاں حجامت بنانے والے پر بولا جاتا ہے یعنی حجام کو نائی کہتے ہیں اور مدراس ہندوستان کے علاقے میں نائی کتے کو کہتے ہیں۔ یہاں مہتر صفائی کرنے والے کو کہتے ہیں اور چترال کے علاقے میں مہتر سردار کو کہتے ہیں، یہاں ڈنگر حیوان کو کہتے ہیں اور بلوچستان میں ڈنگر دبلے پتلے آدمی کو کہتے ہیں۔ یہ بولیاں اور زبانیں مختلف کس نے بنائی ہیں۔ یہ ہمارا چھوٹا سا ملک ہے پاکستان اس میں بتیس (۳۲) زبانیں بولی جاتی ہیں وَاَلْوَانِکُمْ اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا۔ شکلیں دیکھو مختلف ہیں، رنگ دیکھو تو مختلف ہیں، کوئی گورا، کوئی کالا، کوئی سرخ ہے، کوئی گندمی ہے، کوئی موٹا ہے، کوئی پتلا ہے، کوئی ذہین ہے، کوئی غبی ہے، کوئی اچھے اخلاق والا ہے، کوئی برے اخلاق والا ہے۔

جب آدمی حج پر جاتا ہے تو وہاں ان چیزوں کا صحیح مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں مسجد حرام میں کھڑا تھا کہ میرے دائیں طرف ملک سوڈان کا ایک آدمی بڑا قد اور اتنا موٹا کہ میرے جیسے پانچ آدمی اس سے نکل سکتے تھے اور بائیں طرف انڈونیشیا کا آدمی کھڑا تھا جیسے بلی کھڑی ہے۔ میں دائیں طرف دیکھتا تو پہاڑ کو دیکھتا اور بائیں طرف والا میری پسلیوں تک بھی نہیں آتا تھا یہ کس کی قدرت ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں نشانیاں ہیں لِّلْعٰلِمِیْنَ جاننے والوں کے لیے۔ کیونکہ زبانوں کا تعلق علم کے ساتھ ہے اس لیے عالِمِیْن لام کی زیر کے ساتھ فرمایا عالَمِیْن نہیں فرمایا لام کی زبر کے ساتھ۔

آنحضرت ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں یہودی بھی آباد تھے بلکہ وہ وہاں کے با اثر لوگ تھے۔ وہ بولتے تو عربی تھے مگر خط اپنی عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔ جیسے یہاں لوگ عموماً پنجابی بولتے ہیں مگر خط اردو میں لکھتے ہیں۔ سرحد بلوچستان والے بولتے پشتو ہیں مگر خط اردو میں لکھتے ہیں۔ تو وہ بولتے عربی تھے اور خط عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس جب خط آتے تھے تو بڑی دقت پیش آتی تھی آپ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو بڑے ذہین تھے کو فرمایا کہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم عبرانی زبان لکھنی، پڑھنی، بولنی سیکھو۔ ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ انہوں نے تھوڑے سے عرصہ میں سیکھ لی۔ پھر جب خط آتے تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی پڑھتے اور آپ ﷺ انہی سے جواب لکھواتے۔ لہٰذا دوسری زبانیں بھی سیکھنی چاہییں یہ اس دور میں بہت ضروری ہے۔

روسی فوج میں جو مسلمان تھے ان کی وردیاں فوجی تھیں تنخواہیں ملتی تھیں لیکن ان کو اسلحہ چلانے کی ٹریننگ نہیں دی جاتی تھی ان سے کھدائی کا کام لیتے، خیمے لگواتے، سڑکوں پر دوڑاتے، کھانا پکواتے، گاڑیاں چلواتے، ان کو بندوق تک چلانی نہیں سکھلائی۔ اب ازبکستان وغیرہ ریاستیں جب آزاد ہوئی ہیں تو ان کو اسلحہ چلانے کی ٹریننگ دینے کے لیے پاکستانی وہاں گئے ہیں۔ ان میں اپنے صوفی عطاء اللہ صاحب کا بیٹا بھی ہے لیکن زبان کی وجہ سے دقت پیش آتی ہے۔ ان کی زبان اُزبک ہے۔ وہ اردو، فارسی، پشتو نہیں سمجھتے کچھ تھوڑی بہت ترکی سمجھتے ہیں۔ وہاں سے کچھ علمائے کرام آئے تھے جنہوں نے کہا تم ہماری یہ امداد کرو کہ ہمارے بچوں کو تعلیم دو۔ تو اس کے متعلق ہم سوچ رہے ہیں کہ تقریباً پچاس بچوں کا انتظام نصرۃ العلوم میں کیا جائے کیونکہ ان کے رہن سہن اور رہائش کا معیار بہت بلند

ہے۔تو اس زمانے میں مختلف زبانیں سیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

حضرت شیخؒ کی برطانیہ میں ایک انگریز سے ملاقات :

انگلستان کے سفر میں ایک مقام پر ساتھیوں نے بڑی دعوت کا انتظام کیا اور اس میں ایک پڑھے لکھے انگریز کو بھی مدعو کیا کہ پاکستان سے ہمارے بزرگ آئے ہوئے ہیں ان سے ملاقات کرو۔خیر وہ آ گیا۔اس نے ہمارے ساتھ کھانا تو نہ کھایا۔کہنے لگا میں بیمار ہوں بیماری کا کارڈ بھی اس نے دکھایا کہ میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔قوم وہ سچی ہے اگر وہ لوگ کلمہ پڑھ لیں اور بے حیائی،شراب نوشی اور حرام خوری کو چھوڑ دیں تو وہ بڑے اخلاق والے ہیں۔اس نے میرے ساتھ ترجمان کے ذریعے گفتگو شروع کی۔کہنے لگا تمہیں یہاں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ میں نے کہا تھوڑا سا عرصہ ہوا ہے۔پھر کہنے لگا کہ کتنی دیر ٹھہرنا ہے؟ میں نے کہا مصروف آدمی ہوں تھوڑے سے عرصے کے لیے آیا ہوں وہ بھی ساتھی زبردستی لے آئے ہیں۔اس نے مجھ سے یہ بھی پوچھا کہ ہمارے ملک میں تم نے کیا دیکھا ہے کیا تجزیہ کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے یہاں آئے ہوئے بیس بائیس دن ہو گئے ہیں۔میں نے تمہارے ملک میں جسم کے لیے ساری سہولتیں دیکھی ہیں روح کے لیے کچھ نہیں دیکھا۔دوسرے لفظوں میں اس طرح کہہ لو کہ اس جہان کے لیے ساری سہولتیں ہیں آخرت کے لیے کوئی سہولت نہیں ہے۔اس نے تین دفعہ کہا گڈ،گڈ،گڈ آپ نے صحیح تجزیہ کیا ہے۔میں نے اس وقت محسوس کیا کہ اگر میں انگریزی زبان جانتا ہوتا تو میں اس کو براہ راست سمجھاتا اور بہت کچھ سمجھاتا۔تو اس زمانے میں مختلف زبانیں اس ارادے سے سیکھنی چاہییں کہ کہیں تبلیغ کی نوبت آئے تو بندہ سمجھا تو سکے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ

وَالنَّهَارِ تمہارا سونا رات کو اور دن کو۔ نیند بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اپنے وقت پر اگر آدمی کو دو چار دن نیند نہ آئے تو پاگل ہو جائے۔ پورا پاگل نہ بھی ہو نیم پاگل تو ہو جائیگا۔ طبی نقطہ نگاہ سے جوان آدمی کے لیے چوبیس گھنٹوں میں سے سات گھنٹے سونا کافی ہے۔ اس سے زیادہ سونا اچھا نہیں ہے اور بوڑھے آدمی کے لیے چار پانچ گھنٹے کافی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بھوک بھی نعمت ہے کہ بھوک اس وقت لگے گی جب معدہ صحیح ہوگا اور معدہ صحیح ہوگا تو جسم کا سارا نظام صحیح ہوگا وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اور تمہارا تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کے رزق کو یہ بھی اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کوئی رات کو کماتا ہے کوئی دن کو کماتا ہے یہ سلسلے کس نے بنائے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بے شک البتہ اس میں نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ اس قوم کے لیے جو سنتی ہے۔ سننے کا مطلب یہ کہ مانتی ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی میری بات نہیں سنتا یعنی نہیں مانتا وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ کہ دکھاتا ہے وہ تمہیں بجلی خَوْفًا خوف کی خاطر وَّطَمَعًا اور طمع کی خاطر۔ آسمانی بجلی گرنے سے آدمی مرتے ہیں، جانور مرتے ہیں، مکان جل جاتے ہیں، بڑا بڑا نقصان ہو جاتا ہے اور طمع بھی ہوتا ہے کہ بارش ہوگی گرمی میں کمی آئے گی، پانی کی قلت دور ہوگی وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور وہ پروردگار آسمان کی طرف سے پانی اتارتا ہے فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کرتا ہے اس کے ذریعے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مرجانے کے بعد اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کہ زمین خشک تھی بارش کے بعد تر و تازہ ہوگئی لیکن لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے جو عقل سے کام لے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ کہ قائم ہے آسمان

وَالْاَرْضُ اورزمین بِاَمْرِهٖ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔دیکھوآج چھوٹی چھوٹی عمارتوں کے نیچے کتنی دیواریں اور ستون ہوتے ہیں لیکن دیکھو! آسمان کتنا وسیع ہے مگر نیچے نہ کوئی دیوار ہے نہ کوئی ستون ہے۔پھراوپر نیچے سات آسمان ہیں کسی کے نیچے کوئی دیواراور ستون نہیں ہے اور زمین اپنی جگہ قائم ہے۔سائنسدانوں کا اس میں اختلاف ہے کہ زمین ساکن ہے یا متحرک ہے۔اس کے متعلق انہوں نے بڑی لمبی چوڑی بحثیں کی ہیں لیکن قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ساکن ہے متحرک نہیں ہے۔اس کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ زمین قائم ہے ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِنَ الْاَرْضِ پھر جس وقت بلائے گا تمہیں بلانا زمین سے۔اس طرح کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے تو تمام لوگ مشرق ومغرب والے، شمال وجنوب والے اکٹھے ہوجائیں گے۔یعنی وہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کو برپا کرے اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ اچانک تم زمین سے نکلو گے۔یہ اہل عرب کو سامنے رکھ کر فرمایا کہ وہ مردوں کو دفن کرتے تھے۔اس کا یہ مطلب نہ سمجھنا کہ جو قبروں میں دفن کیے جاتے ہیں وہ تو نکلیں گے اور جن کو جلا دیا جاتا ہے یا پرندے اور مچھلیاں کھا جاتی ہے وہ حاضر نہیں ہوں گے نہیں بلکہ سب آئیں گے۔رب تعالیٰ نے قدرت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں یہ سن کر بھی اگر کوئی انکار کرے تو پھر اس کی ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍۚ فَمَنْ يَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًاؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَاؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾

وَلَهٗ اور اسی کے لیے ہے مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں ہے كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ سب کے سب اس کے فرماں بردار ہیں وَهُوَ الَّذِیْ اور وہ وہی ہے يَبْدَؤُا الْخَلْقَ جو ابتداءً پیدا کرتا ہے مخلوق کو ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ اس کو لوٹائے گا وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اور اسی کے لیے ہے اعلیٰ صفت فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور

وہ غالب ہے حکمت والا ہے ضَرَبَ لَکُمْ بیان کی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
مَّثَلاً ایک مثال مِنْ اَنْفُسِکُمْ تمہاری جانوں سے ھَلْ لَّکُمْ کیا ہے تمہارے
لیے مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ان میں سے جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک
ہیں مِّنْ شُرَکَآءَ کوئی شریک فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ اس چیز میں جو ہم نے تمہیں
روزی دی ہے فَاَنْتُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ پس تم سب اس میں برابر ہو جاؤ تَخَافُوْنَھُمْ تم
ڈرتے ہو ان سے کَخِیْفَتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ جیسا کہ تم خوف کھاتے ہو اپنی جانوں
سے کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں
آیتیں لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ
بلکہ پیروی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا اَھْوَآءَ ھُمْ اپنی خواہشات کی
بِغَیْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر فَمَنْ یَّھْدِیْ پس کون ہدایت دے سکتا ہے مَنْ اَضَلَّ
اللّٰہُ جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہیں ہے ان کے
لیے کوئی مدد کرنے والا فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ پس آپ قائم کریں اپنے
چہرے کو دین کے لیے حَنِیْفًا یکسو ہو کر فِطْرَتَ اللّٰہِ لازم پکڑو اللہ تعالیٰ کی
فطرت کو الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لوگوں کو لَا
تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ نہیں تبدیلی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں ذٰلِکَ الدِّیْنُ
الْقَیِّمُ یہی دین مضبوط ہے سچا ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لیکن اکثر لوگ لَا
یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہو

وَاتَّقُوْهُ اور ڈرو اس سے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز وَلَا تَكُوْنُوْا اور نہ ہو جاؤ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شرک کرنے والوں میں سے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں :

کل کی آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ چند نشانیاں صرف تمہاری توجہ کے لیے ہیں ورنہ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے لیے ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں، زمین میں انسان ہیں، جنات ہیں، حیوانات ہیں، کیڑے مکوڑے ہیں ان کو رب تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی کے اختیار میں ہیں اور اس نے اپنا اختیار کسی کو نہیں دیا كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ سب کے سب اس کے فرماں بردار ہیں۔ خوشی سے ہوں یا بے بسی سے ہوں وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے يَبْدَؤُا الْخَلْقَ جو ابتداءً پیدا کرتا ہے مخلوق کو ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ رب اس مخلوق کو لوٹائے گا قیامت آئے گی جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمہارے سمجھانے کے لیے فرمایا ہے کہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے بہت ہی آسان ہے۔ کہ کسی چیز کا دوبارہ بنانا بہ نسبت پہلی مرتبہ بنانے کے آسان ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا کوئی مشکل ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے لیے ہے اعلیٰ صفت آسمانوں میں اور زمین میں۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ”تمام اذکار میں سے افضل ترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔“ ذکر اتنا ہی ہے لا الٰہ الا اللہ۔ ہاں کلمہ پڑھنا ہے تو پورا پڑھو لا الٰہ الا

اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ۔حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کونصیحت کی میرے بیٹو! کثرت سے پڑھولا الٰہ الا اللہ۔اس کا اتنا وزن ہے کہ ترازو کے ایک پلڑے میں لا الٰہ الا اللہ رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں سات آسمان ،سات زمینیں ، پہاڑ ، دریا رکھ دیئے جائیں تو لا الٰہ الا اللہ کا وزن بھاری ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ نہ آسمانوں میں کوئی الٰہ ہے نہ زمین میں الٰہ ہے نہ کوئی حاجت روا، نہ کوئی مشکل کشا، نہ کوئی دست گیر ہے، نہ کوئی خالق ہے، نہ کوئی رازق ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

شرک کے رد کی ایک مثال :

آگے اللہ تعالیٰ نے شرک کے رد کی ایک مثال دی ہے۔اس سے پہلے مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کا مفہوم سمجھ لیں۔ جہاد میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے تو دشمن کے جو آدمی قیدی ہوتے ہیں ان کے متعلق قرآن میں تفصیل ہے کہ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے ۔تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ قیدیوں کے ساتھ قیدیوں کا تبادلہ کرلو۔ آخر جنگ میں تمہارے ساتھی بھی تو قیدی ہوئے ہیں ان کے قیدی دے کر اپنے قیدی لے لو۔

❀...... دوسری صورت یہ ہے کہ احسان کرو اور مفت رہا کر دو۔

❀...... تیسری صورت یہ ہے کہ جرمانہ لے کر چھوڑ دو کہ بھئی ایک ایک آدمی کے بدلے اتنے پیسے دو اور اپنے قیدی لے لو۔

❀...... اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ان کے مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لو۔اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ امیر لشکر قیدی کو دائیں ہاتھ میں پکڑتا اور مجاہد کے دائیں ہاتھ میں دے دیتا کہ یہ تیرا غلام ہے یا لونڈی ہے۔ چونکہ وہ دائیں ہاتھ سے پکڑاتا اور یہ دائیں

سے پکڑتا اس لیے یہ مِلک یمین کہلاتی ہے، دائیں ہاتھ کی ملک۔ تو مَـا مَـلَـكَـتْ کا
محاورتاً معنٰی ہوگا جو تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ بیان کی ہے اللہ تعالیٰ
نے ایک مثال تمہارے لیے تمہاری جانوں سے هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کیا
ہے تمہارے لیے ان میں سے جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ
مَا رَزَقْنٰكُمْ کوئی شریک اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ
پس تم سب اس میں برابر ہو جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں کیا تم
برداشت کرتے ہو وہ تمہاری جائیداد میں برابر کے شریک ہو جائیں حالانکہ وہ بھی تمہاری
طرح انسان ہیں۔ تمہارا رشتہ بھی آدم علیہ السلام سے ملتا ہے ان کا بھی آدم علیہ السلام سے
ملتا ہے جو ضروریات تمہاری ہیں ان کی بھی وہی ہیں، جو بشری تقاضے تمہارے ہیں ان کے
بھی ہیں صرف اعتباری فرق ہے کہ تم ان کے مجازی مالک ہو اور وہ تمہارے غلام ہیں اور تم
یہ برداشت نہیں کرتے کہ وہ تمہاری جائیداد میں برابر کے شریک ہو جائیں تَخَافُوْنَهُمْ تم
ڈرتے ہو ان سے كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ جیسا کہ تم خوف کھاتے ہو اپنی جانوں سے کہ
مشترک جائیداد اور مال ہو تو حصہ دار کا خطرہ رہتا ہے کہ مشترک چیز میں تصرف کرنے میں
وہ ناراض نہ ہو جائے یا تقسیم کرانے لگے یا کم از کم یہ پوچھے کہ میری اجازت کے بغیر تم نے
یہ کام کیوں کیا ہے۔ تو غلام اور لونڈیوں سے تم اس طرح ڈرتے ہو کہ اگر وہ تمہاری جائیداد
میں برابر کے شریک ہو جائیں تو وہ بھی تم سے پوچھیں گے اس لیے تم ان کو اپنی جائیداد اور
مال میں شریک کرنے کے لیے تیار نہیں ہو اور نہ برابر تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو تو پھر اللہ
تعالیٰ کے ساتھ کیسے شریک ٹھہراتے ہو؟ جبکہ مخلوق رب تعالیٰ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتی

۔ظالمو! سوچو تو سہی کہ خالق اور مخلوق کا کتنا فرق ہے؟ مخلوق، رب کی کیسے شریک بن گئی؟ تو فرمایا تم ان سے ڈرتے ہو جیسے ایک دوسرے سے ڈرتے ہو کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں آیتیں اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے اور جو سمجھنے کے لیے تیار نہ ہو اس نے سن کے بھی نہیں ماننا اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ان کے شرک کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ بلکہ پیروی کی ان لوگوں نے جو ظالم ہیں شرک کرنے والے ہیں اپنی خواہشات کی بِغَیْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر۔شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔سورہ لقمان آیت نمبر ۱۳ میں ہے یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ''اے بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔'' اور مشرک سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے اور مشرک کے پاس شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے۔یہ اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور حق کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ایسوں کی گمراہی کا فیصلہ کر دیتے ہیں فَمَنْ یَّھْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ پس کون ہدایت دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا۔

جبراً اللہ تعالیٰ نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ ہدایت دیتا ہے :

اور گمراہ اللہ تعالیٰ انہی ظالموں کو کرتا ہے جو اپنی خواہشات کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ابتداءً اور جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا اور یہ بات میں بہت دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ آدمی ایمان اور کفر اختیار کرنے میں مجبور نہیں ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' نہ رب تعالیٰ زبردستی کسی کو ایمان دیتا ہے اور نہ کسی کو زبردستی کافر بناتا ہے۔سورۃ البلد میں فرمایا وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ ''اور ہم نے اس کو دو راستے بتلا

دیئے ہیں۔ ''اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا [سورہ دھر] ''یا تو اس راستے پر چل پڑے جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہو یا کفر کا راستہ اختیار کرے۔'' وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا [سورۃ العنکبوت] ''جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہمارے بارے میں ہماری طرف آتے ہیں ہم ان کو ہدایت کے راستے پر چلنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔'' اور دوسری طرف فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ [سورۃ صف] ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔'' تو انسان ایمان اور کفر میں مجبور نہیں ہے لیکن جس نے اپنے لیے کفر کو پسند کر لیا اور الہ تعالیٰ نے اس کی گمراہی پر مہر لگا دی تو پھر کون اس کو ہدایت دے سکتا ہے؟ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مدد کرنے والا۔ نہ دنیا میں ان کو کوئی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکتا ہے، نہ قبر میں، نہ میدان محشر میں اور نہ دوزخ سے کوئی ان کو بچا سکے گا۔ ان مشرکوں کے اعتراضات سے متاثر نہ ہوں فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا پس آپ قائم کریں اپنے چہرے کو دین کے لیے یک سُو ہو کر۔ آپ کا رخ دین کی طرف ہو۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے ہمیں تمہیں بلکہ قیامت تک آنے والی امت کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم حق کو بیان کرو باطل کی تردید کرو احسن طریقہ کے ساتھ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا اللہ تعالیٰ کی فطرت کو لازم پکڑو جس پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ وہ فطرت اسلام ہے۔ اسلام ایک فطری مذہب ہے کہ اگر کسی آدمی نے غلط ماحول میں پرورش نہ پائی ہو تو بالغ ہونے پر اس کے سامنے اسلام پیش کرو اسلام کے اصول بتلاؤ تو وہ فوراً اسلام قبول کر لے گا۔

آج مسلمانوں کا کردار اشاعتِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ہے :

دو تین دن ہوئے ہیں ''پاکستان'' اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ چند سالوں

میں برطانیہ میں تقریباً دس ہزار عورتیں مسلمان ہوئی ہیں ان کا بیان ہے کہ اسلام امن چین کا ماحول دیتا ہے اسلام پر عمل کر کے رب ملتا ہے اور اس پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر آج مسلمانوں کا وجود اور کردار رکاوٹ ہے دوسرے کو اسلام قبول کرنے سے روکتا ہے۔ اٹلی کا مشہور مؤرخ جارج برنارڈ شا جس کی تاریخی اور افسانوی کتابیں لوگ بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اس کو فوت ہوئے آٹھ نو سال ہوئے ہیں۔ اس نے بڑے دھڑلے اور زوردار الفاظ میں پیش گوئی کی کہ سو سال کے اندر اسلام ساری دنیا پر چھا جائے گا۔ لوگ اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم خود مسلمان کیوں نہیں ہوتے ؟ تو جارج نے جو جواب دیا اس کو سن کر حقیقت یہ ہے کہ ہماری گردنیں جھک گئی ہیں۔ اس نے کہا کہ اسلام سچا مذہب ہے مگر مجھے ان مسلمانوں میں بیٹھنا گوارا نہیں ہے یہ لوگ برے کردار کے مالک ہیں۔ وہ اونچے طبقے کا آدمی تھا وزیروں، مشیروں، سفیروں میں بیٹھتا تھا اور وہ سارے زانی، شرابی، بدمعاش، بے نماز ہوتے ہیں۔

آج مسلمان کا وجود اسلام قبول کرنے میں رکاوٹ ہے اور ایک وقت وہ تھا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے جنازے کو دیکھ کر تیس ہزار یہودی، عیسائی، مجوسی مسلمان ہوئے تھے۔ اس وقت لوگ تھوڑے ہوتے تھے مگر اپنے بزرگوں کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے جنازے میں تقریباً سولہ لاکھ آدمی شریک ہوئے۔ مسلمانوں کی وضع قطع نشست و برخاست کو دیکھ کر، ان کی شکل وصورت کو دیکھ کر امام کے ساتھ عقیدت اور محبت کو دیکھ کر اَسْلَمَ ثَلٰثُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْیَھُوْد والنصاریٰ والمجوس ''تیس ہزار یہودی، عیسائی، مجوسی مسلمان ہوگئے۔'' اور آج مسلمانوں کو دیکھ کر لوگ نفرت کرتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے ان میں بیٹھنا گوارا نہیں ہے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے ہر مسلمان کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ زبان سے تو میں اسلام اسلام کرتا ہوں لیکن میرے چہرے پر بھی اسلام ہے یا نہیں۔ میری شکل وصورت اور وضع قطع اسلام کے مطابق ہے یا نہیں ہے؟

فرمایا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ نہیں تبدیلی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں۔ وہ فطرت اسلامی ہے اسلام قیامت تک سچا رہے گا ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی دین مضبوط ہے سچا ہے۔ اس دین قیم کی تفسیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے اور سب سے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اب آپ ﷺ کی ذات گرامی کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوگا۔

امت نے دین پھیلانے کی ذمہ داری کو نبھایا :

آنحضرت ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یہ ذمہ داری امت کے کاندھوں پر ہے الحمد للہ! امت نے اس ذمہ داری کو نبھایا ہے۔ یہ ہمارے ملک پاکستان، ہندوستان، افغانستان اور بنگلہ دیش اور آس پاس کے علاقوں میں اسلام کی حفاظت کا ظاہری سبب حضرت مجدد الف ثانی شاہ احمد سرہندیؒ کے کارنامے ہیں۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی علمی قربانیاں ہیں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پورے خاندان کے علمی اور مجاہدانہ کارنامے ہیں۔ پھر آگے ان کے شاگرد در شاگرد جنھوں نے اس کام کو آگے چلایا اور انہوں نے مدارس قائم کیے جن میں دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم دہلی ڈھابیل کہ ان مدارس کی وجہ سے اسلام اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ آج تم دوسرے علاقوں میں جاؤ صرف نام مسلمانوں والے ہیں کہ بچی کا نام فاطمہ ہوگا اور بچے کا نام عبداللہ ہوگا باقی

اسلام کا ظالموں نے ان سے سب کچھ چھین لیا ہے کہ روس میں ستر سال تک پابندی رہی کہ کوئی شخص نہ قرآن پڑھ سکتا تھا، نہ نماز، نہ کلمہ پڑھ سکتا تھا۔ قرآن پڑھنے پر اور نماز پڑھنے پر سزائے موت تھی۔ کچھ علمائے کرام نے تہہ خانوں میں چھپ چھپا کر کام کیا جس سے کلمہ بچ گیا اور یہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

تو فرمایا یہ دین مضبوط ہے وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ اسی رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں وَاتَّقُوْهُ اور رب تعالیٰ سے ڈرو اور کسی سے نہ ڈرو اور رب تعالیٰ کی طرف رجوع کے لیے سب سے بڑی چیز نماز ہے۔ فرمایا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز۔ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو مسلمان کہنا بھی مشکل ہے۔ صحابہ کرام ﷺ بے نماز کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اسی لیے ساتھ ہی فرمایا وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ ہو جاؤ مشرکوں میں سے۔

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ "جس نے ایک نماز دانستہ چھوڑ دی وہ کھلا کافر ہو گیا" اور آج گھر کے گھر غرق ہیں کفر میں، جن کے اندر نماز کا احساس بھی نہیں ہے۔ اور جو نماز پڑھتے ہیں ان کو نماز کے آداب ہی کا علم نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم نے نماز کو باقی کس طرح رکھنا ہے۔ عورتیں لمبے ناخن رکھ لیتی ہیں ان پر ناخن پالش لگاتی ہیں۔ ململ کے باریک دوپٹے میں نماز پڑھتی ہیں اور تنگ ٹیڈی لباس میں نماز پڑھتی ہیں۔ ان تمام صورتوں میں قطعاً نماز نہیں ہوتی۔ اپنے گھروں کی نگرانی کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اگر وضو کرتے وقت ناک کے کوکے والے سوراخ میں پانی نہ ڈالا تو نماز قطعاً نہیں ہوگی۔ کانٹے پہنے ہوئے ہیں اور غسل ضروری ہے اگر سوراخ میں پانی نہ گیا قطعاً غسل نہیں ہوگا۔ ان چیزوں کا لحاظ کرو اور اپنے اعمال کو ضائع

نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز پڑھنے کی توفیق دے اور شرک سے محفوظ فرمائے۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں میں سے فَرَّقُوْا جنہوں نے تفرقہ ڈالا دِيْنَهُمْ اپنے دین میں وَكَانُوْا شِيَعًا اور وہ شیعہ ہو گئے كُلُّ حِزْبٍ ہر گروہ بِمَا لَدَيْهِمْ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے فَرِحُوْنَ خوش ہونے والا ہے وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ اور جس وقت پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف دَعَوْا رَبَّهُمْ پکارتے ہیں اپنے رب کو مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ رجوع کرتے ہوئے اسی کی طرف ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً پھر جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو چکھاتا ہے اپنی طرف سے رحمت اِذَا فَرِيْقٌ مِنْهُمْ اچانک ایک گروہ ان میں سے بِرَبِّهِمْ اپنے رب کے ساتھ يُشْرِكُوْنَ شرک کرنے لگتا ہے لِيَكْفُرُوْا تاکہ انکار کردیں وہ بِمَاۤ اس چیز کا اٰتَيْنٰهُمْ جو ہم نے ان کو دی ہے فَتَمَتَّعُوْا پس تم فائدہ اٹھالو فَسَوْفَ

تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا کیا ہم نے نازل کی ہے ان پر کوئی سند اور دلیل فَهُوَ يَتَكَلَّمُ پس وہ کلام کرتی ہے بِمَا اس چیز کے مطابق كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ جس کی وجہ سے وہ شرک کرتے ہیں وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً اور جس وقت ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت فَرِحُوْا بِهَا خوش ہو جاتے ہیں اس پر وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی تکلیف بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ بہ سبب اس کے جو آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ اچانک وہ نا امید ہو جاتے ہیں اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ بے شک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لیے چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

فرقہ بندی کی مذمت، شیعہ پہلا فرقہ :

اس سے پہلے سبق میں تھا کہ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ”آپ قائم کریں اپنے چہرے کو دین کے لیے یک سو ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی فطرت کو لازم پکڑو جس پر اس نے لوگوں کو بنایا ہے۔“ وہ فطرت اسلام ہے توحید ہے۔ جو اس فطرت کے خلاف چلے گا وہ فرقہ بندی کا شکار ہوگا۔ لہٰذا آگے فرقہ بندی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ ان لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا وَكَانُوْا شِيَعًا اور ہو گئے گروہ در گروہ۔ شیعہ کا لفظی معنیٰ ہے گروہ۔ توحید کے مقابلے میں

جو بھی سلسلہ ہو گا وہ گروہ بندی ہو گی۔ کلمہ پڑھنے والوں میں پہلا فرقہ شیعہ کا فرقہ ہے جس نے اسلام میں فتور ڈالا ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے عبداللہ بن سبا کی شرارت کی وجہ سے اور شوریٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے کوشش کی کہ یہ افتراق ختم ہو جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس کوشش کو دیکھ کر سبائی پارٹی بپھر گئی۔ (کیونکہ خارجی بھی سبائیوں میں سے تھے۔ نواز بلوچ مرتب) تو انہوں نے سوچا کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپس میں صلح کر لی تو ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت :

ایک روایت کے مطابق اس طرح ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو آگے کیا جس پر عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی نامراد فریفتہ تھا اس عورت نے اس کو کہا کہ میں تیرے ساتھ نکاح کر لوں گی اس شرط پر کہ یہ تین چیزیں مجھے دے۔

۱)...... غوا تین ہزار درہم مہر لوں گی۔

۲)...... ایک غلام لوں گی۔

۳)...... اور علی کا سر لوں گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عموماً صبح کی نماز کے لیے اندھیرے میں مسجد جاتے تھے۔ رمضان المبارک کی بیسویں تھی وہ شیطان راستے میں بیٹھ گیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے تو ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تو وفات نہ ہوئی لیکن زخم اتنے کاری تھے کہ جانبر نہ ہو سکے۔ تو خیر یہ تو طویل و عریض قصہ ہے۔ تو اسلام میں پہلا فرقہ شیعہ کا ہے جس نے دین میں فتور ڈالا۔ جس کا بانی عبداللہ بن سبا ہے۔ یہ اپنے آپ کو شیعان علی کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں

سے ہیں۔ تو فرمایا ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور ہو گئے گروہ درگروہ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے خوش ہے۔ ہر عقیدے والا اپنے عقیدے پر خوش ہے۔ یہودی اپنے عقیدے پر، عیسائی اپنے عقیدے پر، مجوسی اپنے عقیدے پر خوش ہیں، ہندو اپنے عقیدے پر خوش ہیں۔ حالانکہ ہندوؤں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو عورتوں کی پوجا کرتے ہیں اور عورتیں مردوں کی پوجا کرتی ہیں۔ سانپ کی پوجا کرتے ہیں، درختوں اور دریاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے کسی بزرگ نے اس دریا کے پانی سے غسل کیا تھا تو یہ ان کے نزدیک متبرک ہو گیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ درخت کے نیچے کوئی بزرگ بیٹھا تھا تو اس درخت کی پوجا شروع کر دی۔

۶ ھ ذوالقعدہ کے مہینے میں حدیبیہ کے مقام پر آنحضرت ﷺ نے کیکر کے درخت کے نیچے پندرہ سو صحابہ سے بیعت لی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے۔ تو ظاہر بات ہے کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہوئے اس کی شان کوئی کم تو نہیں ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ [سورۃ الفتح] اس طرف جاتے ہوئے کچھ لوگ اس درخت کے نیچے برکت حاصل کرنے کے لیے بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ بڑی دوررس تھی۔ انہوں نے سوچا کہ یہ حضرات تو پختہ عقیدہ رکھتے ہیں محض برکت حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں اور بعد میں آنے والے لوگ اس درخت کی پوجا شروع کر دیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فوجی افسر کو بھیج کر اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر اس کا نام ونشان مٹا دیا۔ تو یاد رکھنا! محض درخت کی کسی نے پوجا نہیں کی۔ اس

درخت کی پوجا ہوئی ہے جہاں کوئی بزرگ بیٹھا ہے، محض پتھر کی پوجا نہیں ہوئی اس پتھر کی پوجا ہوئی ہے جو کسی بزرگ کی شکل میں تراشا گیا۔

تو فرمایا ہر گروہ جو اپنے پاس رکھتا ہے اس پر خوش ہے حالانکہ عقل سے کام لینا چاہیے اور جو حق اور صحیح ہے اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل سب کو دی ہے اگر اس کو استعمال کرے تو کھوٹی کھری بات کو پرکھ سکتا ہے۔ غلط بات پر خوش ہونا نادانی ہے۔ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف دَعَوْا رَبَّهُمْ تو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ مشرک بھی انتہائی مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ [العنکبوت: ۶۵] ''پس جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں پر تو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے اطاعت کو۔''

صحت اور بیماری سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

انسان کا مزاج ہے کہ جب پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر رب تعالیٰ کو پکارتا ہے اس وقت رب اس کو یاد آتا ہے۔ غریب آدمی جلدی پکارتا ہے امیر ذرا دیر سے۔ ہاں! امیر آدمی صحیح العقیدہ ہو تو بات علیحدہ ہے۔ مثال کے طور پر مال دار بیمار ہوگا تو وہ پہلے ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرف رجوع کرے گا۔ تھک ہار کے جب بے بس ہو جائے گا تو پھر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا۔ اکثر امیر آدمی جب ہر طرف سے ناامید ہو جاتے ہیں تو آکر کہتے ہیں حضرت جی! دعا کرو اللہ تعالیٰ مہربانی کرے۔ اور غریب کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو پہلے قدم ہی پر کہتا ہے اے پروردگار! میرے پاس تو کچھ نہیں ہے میرا تو صرف تو ہے۔ تو نے ہی کرم کرنا ہے۔ تو فرمایا جب ان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی

طرف رجوع کرتے ہوئے ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً پھر جب رب ان کو اپنی طرف سے رحمت چکھاتا ہے ان کو صحت دے دیتا ہے، تکلیف سے نجات دے دیتا ہے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ اچانک ایک گروہ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ جب صحت یاب ہو گیا تکلیف دور ہو گئی تو پھر کیا کہتا ہے ڈاکٹر بڑا قابل تھا حکیم بڑا ماہر تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دوائیں بڑی قیمتی استعمال کی ہیں، میرا وکیل بہت تجربہ کار تھا اس نے بڑی محنت کی ہے۔ اگرچہ ان ظاہری اسباب کا نام لینا کوئی گناہ نہیں ہے مگر اعتماد رب تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہیے۔ یہ کہنا چاہیے کہ فلاں سبب بنا، شفا رب تعالیٰ نے دی ہے۔ ذریعہ وکیل بنا اللہ تعالیٰ نے مجھے مقدمہ سے نجات دی ہے۔ رب تعالیٰ کا نام پہلے ہو اور سبب کا بعد میں ہو۔ اسباب کو اسباب سمجھو۔ کئی لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں قیمتی سے قیمتی ادویہ استعمال کرتے ہیں لیکن شفا نہیں ملتی اعلیٰ سے اعلیٰ وکیل ہوتے ہیں اور مقدمہ ہار جاتے ہیں۔ اسباب میں اثر تو رب تعالیٰ نے رکھنا ہے۔ تو فرمایا کہ جب رب تعالیٰ مہربانی کر دیتے ہیں رحمت کر دیتے ہیں تو ایک فریق ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے لِيَكْفُرُوْا تاکہ انکار کردیں بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ اس نعمت کا جو ہم نے ان کو دی ہے، صحت دی، مال دیا، رہائی دی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَتَمَتَّعُوْا پس تم فائدہ اٹھالو۔ کب تک فائدہ اٹھاؤ گے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور کسی قسم کا کوئی خفا اور پردہ باقی نہیں رہے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے شرک کے رد میں فرمایا اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا کیا ہم نے نازل کی ہے ان پر کوئی دلیل۔ کیا کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بزرگ،

ولی، صاحب قبر کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ لوگوں کی مشکل کشائی، حاجت روائی کرے یا ان کے پاس کوئی دلیل ہے فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ پس کلام کرتی ہے اس چیز کے مطابق جس کی وجہ سے یہ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی بلکہ یہ از خود شرک کرتے ہیں اور اپنے لیے جہنم کا سامان پیدا کر رہے ہیں وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً اور جس وقت ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت فَرِحُوْا بِهَا خوش ہو جاتے ہیں اس پر۔ گرمی تھی بارش ہوئی، موسم بدلا خوش ہوئے۔ پہلے غریب تھے مال دار کر دیا خوش ہو گئے، اولاد نہیں تھی رب تعالیٰ نے اولاد دے دی خوش ہو گئے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی ہے ان کو تکلیف بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ بسبب اس کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔

تکالیف گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا سبب :

اکثر انسانوں کو جو تکالیف آتی ہیں وہ ان کے گناہوں کا وبال ہوتی ہیں۔ اکثر اس لیے کہا کہ پیغمبروں کو جو تکالیف آتی ہیں وہ گناہوں کی وجہ سے نہیں ہوتیں کیونکہ پیغمبر تو معصوم ہوتے ہیں۔ اہل حق کا یہی نظریہ ہے۔ پیغمبروں کو جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہوتی ہیں اور اس لیے آتی ہیں کہ ان کے صحیح متبعین ان کے نقش قدم پر چلیں ان تکالیف پر صبر کریں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً ''حضرت یہ فرمائیں کہ انسانوں میں سے سب سے زیادہ تکلیفیں کن کو پہنچتی ہیں قَالَ الْاَنْبِيَاءَ فرمایا سب سے زیادہ تکلیفیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو آتی ہیں ثُمَّ الْاَمْثَلُ پھر اس کو جو درجے میں ان کے قریب ہوتا ہے ثُمَّ الْاَمْثَلُ پھر اس کو جو ان کے قریب ہوتا ہے

یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِہٖ جتنا کسی کا دین ہوتا ہے اتنا ہی اس کا امتحان ہوتا ہے۔'' لیکن عام لوگوں کو جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اِذَا ھُمْ یَقْنَطُوْنَ اچانک وہ نا امید ہو جاتے ہیں۔ رب تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہونا گناہ ہے اور رب تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا بھی گناہ ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ ''ایمان دو چیزوں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بھی رہے۔'' اَوَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ بے شک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ یَّشَآءُ جس کے لیے چاہے وَ یَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے۔ رزق کا کشادہ اور تنگ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی رزق تنگ کر سکتا ہے نہ کشادہ کر سکتا ہے۔ مومن آدمی کا رزق اگر کشادہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا زکوٰۃ دے گا، قربانی دے گا، حج کرے گا، فطرانہ دے گا، اچھے کام کرے گا اور برا آدمی شرابیں پیے گا، بدمعاشیاں کرے گا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں نشانیاں ہیں رب تعالیٰ کی قدرت کی۔ لیکن کس قوم کے لیے لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ ضدی کے لیے سب نشانیاں بے کار ہیں۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ مَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

فَاٰتِ پس دے دو ذَا الْقُرْبٰى قریبی رشتہ دار کو حَقَّهٗ اس کا حق وَ الْمِسْكِيْنَ اور مسکین کو وَ ابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو ذٰلِكَ خَيْرٌ یہ بہتر ہے لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی

رضا کا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ اور جو تم دیتے ہو مِّنۡ رِّبًا سود لِّیَرۡبُوَا فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ تاکہ بڑھے وہ لوگوں کے مالوں میں فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ پس وہ نہیں بڑھتا اللہ تعالیٰ کے ہاں وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ ارادہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کا فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ پس یہی لوگ ہیں کہ وہ اپنا اجر دگنا کرنے والے ہیں اَللّٰہُ الَّذِیۡ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے خَلَقَکُمۡ جس نے پیدا کیا تم کو ثُمَّ رَزَقَکُمۡ پھر تمہیں روزی دی ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ پھر تمہیں مارے گا ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ پھر تمہیں زندہ کرے گا ھَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ کیا ہے تمہارے شریکوں میں سے کوئی مَّنۡ یَّفۡعَلُ جو کرے مِنۡ ذٰلِکُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ان چیزوں میں سے کوئی چیز سُبۡحٰنَہٗ پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وَتَعٰلٰی اور بلند ہے عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ اس سے جو تم شرک کرتے ہو ظَھَرَ الۡفَسَادُ ظاہر ہو چکا فساد فِی الۡبَرِّ خشکی میں وَالۡبَحۡرِ اور سمندر میں بِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ بہ سبب اس کے جو کمایا ہے لوگوں کے ہاتھوں نے لِیُذِیۡقَھُمۡ تاکہ چکھائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بَعۡضَ الَّذِیۡ عَمِلُوۡا بعض ان کاموں کا بدلہ جو انہوں نے کیے ہیں لَعَلَّھُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ تاکہ وہ واپس آجائیں قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ آپ اے پیغمبر کہہ دیں چلو زمین میں فَانۡظُرُوۡا پس دیکھو کَیۡفَ کَانَ کیسا تھا عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ انجام ان لوگوں کا مِنۡ قَبۡلُ جو اس سے پہلے تھے کَانَ اَکۡثَرُھُمۡ

مُّشْرِكِيْنَ ان میں سے اکثر شرک کرنے والے تھے فَاَقِمْ وَجْهَكَ پس قائم رکھ اپنے چہرے کو لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ سیدھے دین کی طرف مِنْ قَبْلِ پہلے اس سے اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ یہ کہ آئے وہ دن لَّا مَرَدَّ لَهٗ جس کے لیے ٹلنا نہیں ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ اس دن جدا جدا ہو جائیں گے مَنْ كَفَرَ جس نے کفر کیا فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ پس اسی پر اس کے کفر کا وبال ہوگا وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جس نے عمل کیا اچھا فَلِاَنْفُسِهِمْ پس اپنی جانوں کے لیے يَمْهَدُوْنَ تیاری کر رہے ہیں لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے اِنَّهٗ بے شک وہ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ نہیں پسند کرتا کافروں کو۔

مال خرچ کرنے کی جگہیں :

اس سے پہلی آیت کریمہ ہے اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ''بے شک اللہ تعالیٰ رزق کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔'' چونکہ رزق کا ذکر تھا تو آگے اس کے خرچ کرنے کی جگہیں بیان فرمائیں۔ فرمایا فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ پس دے دو قریبی رشتہ دار کو اس کا حق۔ وَالْمِسْكِيْنَ اور مسکین کو حق دو وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو اس کا حق دو ذٰلِكَ خَيْرٌ یہی بہتر ہے لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ان لوگوں کے لیے جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ ان کو دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوگی

اور آخرت میں بھی۔ اس سے پہلے مال کے ہاتھ سے نکل جانے کا ذکر تھا کہ قریبی رشتہ داروں کو دینا ہے، ضرورت مندوں کو دینا ہے، مسافروں کو دینا ہے، جس سے بظاہر مال کم ہوتا ہے لیکن حقیقتاً بڑھتا ہے۔ اس کے مدمقابل آگے سود کا بیان ہے کہ اس سے مال تو بڑھتا ہے لیکن اس میں برکت نہیں ہوتی۔

سود اور صدقہ کی وضاحت :

فرمایا وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا اور جو تم دیتے ہو سود۔ لوگوں سے قرض لیتے ہو اور سود کے ساتھ واپس کرتے ہو لِّيَرْبُوَا تاکہ وہ بڑھے فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے مالوں میں فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ پس وہ نہیں بڑھتا اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ سود خوروں کو جو تم مال دیتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ارادہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ پس یہی لوگ ہیں اپنے اجر اور ثواب کو دگنا کرنے والے۔ زکوٰۃ دینے سے مال میں کوئی کمی نہیں ہوتی حالانکہ ظاہری طور پر سود سے رقم بڑھتی ہے اور زکوٰۃ سے کم ہوتی ہے۔

اس مقام پر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد مغربی پاکستان میں سب سے پہلے پرچم لہرایا تھا۔ اس مقام پر لکھتے ہیں......

''یعنی سود بیاج سے گو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں وہ گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہو گا فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے جیسے کسی مریضؒ کا بدن سہل اور تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا حال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو۔'' يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ [سورہ بقرہ] ''اللہ

تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔" تو سود کی رقم بظاہر بڑھتی نظر آتی ہے لیکن وہ مال کا ورم ہے سوجن ہے جو ہلاکت تک لے جائے گی۔ اور زکوٰۃ سے بظاہر مال گھٹتا نظر آتا ہے مگر تم اس کو اس طرح سمجھو بدن میں جب موادِ فاسدہ جمع ہو جاتے ہیں تو اطباء لوگ اس کو جلاب دیتے ہیں کہ اس کے فاسد مادے خارج ہو جائیں۔ ظاہری طور پر جلاب لینے والا آدمی کمزوری محسوس کرتا ہے لیکن یہ اس کے لیے صحت کی علامت ہوتی ہے۔ پہلے حکماء کا طریقہ علاج بڑا آسان اور زود اثر ہوتا تھا۔ وہ مریض کو سب سے پہلے جلاب دیتے تھے تاکہ جو فاسد مادے اکٹھے ہوئے ہیں وہ خارج ہو جائیں۔ فاسد مادوں سے کئی طرح کی تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں عموماً کہتے ہیں کہ چھوٹے بچے کو ڈوا ہو گیا ہے چھاتی کھڑکتی ہے۔ یہ سب بلغم وغیرہ معدے اور چھاتی میں جمع ہو جاتی ہے بچوں کو تم کسٹرول پلاؤ وہ ٹھیک ہو جائیں گے اور کسی علاج کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب تک وہ موادِ فاسدہ بدن سے نکل نہیں جائیں گے بچے کو صحت نہیں ہوگی۔ بلغم دوائیاں کھلانے سے تحلیل نہیں ہوتی اور معدہ اس کو جلدی ہضم کرتا ہے۔ کسٹرول کا جلاب دو گے اندر صاف ہو جائے گا نہ ڈوا رہے گا نہ اور کچھ رہے گا۔

یہ ساری تقریر اس صورت میں ہے کہ ربا سے سود مراد لیا جائے۔ جبکہ اس آیت کریمہ کی ایک دوسری تفسیر بھی کرتے ہیں کہ ربٰو سے مراد وہ زیادتی ہے جو کسی لین دین کے معاملے میں کی جائے۔ مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کو اس نیت سے تحفہ دیتا ہے کہ وہ مجھے اس سے بہتر تحفہ دے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا کیونکہ اس کا ارادہ اچھا نہیں ہے اس لیے ثواب سے محروم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ثُمَّ رَزَقَكُمْ پھر اس نے تمہیں رزق دیا ثُمَّ

یُمِیۡتُکُمۡ پھر وہ تمہیں مارے گا ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا قیامت والے دن هَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ کیا ہیں تمہارے شریکوں میں سے جن کو تم نے رب کا شریک بنایا ہوا ہے مَّنۡ یَّفۡعَلُ مِنۡ ذٰلِکُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ جو کریں ان کاموں میں سے کوئی کام۔ تمہیں پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا رزق وہ دیتا ہے مارے گا بھی وہی، دوبارہ زندہ بھی وہی کرے گا۔ تم نے جن کو رب تعالیٰ کا شریک بنایا ہے ان میں سے کوئی ہے جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں! سُبۡحٰنَهٗ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰی اور بلند ہے عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو۔ رب تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ اس کے افعال میں۔

فسادات ہمارے اعمال کا نتیجہ :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ظاہر ہو چکا فساد خشکی میں اور سمندر میں بھی۔ کیوں بِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ بہ سبب اس کے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائی کی ہے۔ لوگوں کے کرتوت جوں جوں بڑھتے ہیں اس کے ذریعے فساد بڑھتا ہے۔ یہ تو اُس زمانے کی بات ہے جب آج کی نسبت گناہ کم تھے اور آج چونکہ گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں لہٰذا ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ کے ساتھ فِی الۡجَوِّ وَالۡخَلَآءِ وَتَحۡتَ الۡبَحۡرِ بھی ہو گیا ہے۔ خلا میں بھی اور پانی کے نیچے بھی۔ جوں جوں گناہ بڑھتے جائیں گے دنیا میں فسادات بھی بڑھتے جائیں گے اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور جب ہوگا مُلِئَتِ الۡاَرۡضُ ظُلۡمًا وَّ جَوۡرًا ”زمین ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہو گی۔“ ظلم کا معنیٰ ہے رب کے حقوق پامال کیے جائیں گے اور جور کا معنیٰ ہے بندوں کے حقوق پامال کیے جائیں گے۔ نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق محفوظ ہوں گے نہ بندوں کے حقوق

محفوظ ہوں گے۔

امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقتِ نزول کی برکات:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو امن قائم ہوگا اور برکتیں نازل ہوں گی۔

صحیح روایت میں ہے کہ ایک بکری اتنا دودھ دے گی کہ وہ کئی گھروں کو کفایت کرے گا ایک گائے اتنا دودھ دے گی کہ کئی خاندانوں کو کفایت کرے گا، ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اس کو کاٹ کر دو حصے کیے جائیں تو آدھے کے نیچے کئی آدمی رہ سکیں۔ اس زمانے میں بھیڑ، بکریاں، شیر بھیڑیے، گیدڑ اکٹھے پھریں گے کوئی کسی سے نہیں ڈرے گا، سانپوں کے ساتھ بچے کھیلیں گے وہ ڈسیں گے نہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا عدل کا تھا کہ میں نے ایک تر، ناپی جو کھاتے ہیں تیرہ ہاتھ لمبی تھی۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک دور ایسا بھی تھا کہ گندم کا ایک دانہ کوفہ اور بصرہ کی کھجور کی طرح تھا اور اب دیکھو گندم کے دانے کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ تو عدل و انصاف کی بڑی برکات ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک حد قائم کی جائے تو اس کی اتنی برکت ہے کہ جیسے چالیس دن وقفے وقفے کے ساتھ مناسب حالات میں بارش برسے۔ یعنی چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔ ایک حد قائم ہونے کی اتنی برکت ہے۔ دیکھو! طالبان نے حدود اللہ قائم کی ہیں تو وہاں نہ چوری ہے نہ ڈاکا ہے نہ قتل و غارت ہے سب لوگ باز آگئے ہیں مگر باطل قوتوں امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ کو یہ چیز ہضم نہیں ہو رہی اور کابل پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ طالبان کی حکومت ختم ہو جائے حالانکہ اس وقت دنیا میں صرف یہی خطہ ہے جہاں قرآن و حدیث کے احکام نافذ

ہیں۔ دنیا میں اور کوئی خطہ نہیں ہے بشمول سعودی عرب کے جہاں مکمل اسلامی نظام نافذ ہو۔ اللہ تعالیٰ طالبان کی نصرت فرمائے۔ تو فرمایا فساد ظاہر ہو گا خشکی میں اور سمندر میں لوگوں کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا تاکہ چکھائے ان کو اللہ تعالیٰ بعض ان کاموں کا بدلہ جو انہوں نے کیے ہیں۔ مکمل نتیجہ تو قیامت کو نکلے گا ان فسادوں کا تھوڑا سا مزہ دنیا میں چکھا دیا جائے گا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ واپس آجائیں۔ اپنے گناہوں اور شرارتوں سے باز آجائیں۔ اگر ان کو ہماری بات سمجھ نہیں آتی تو قُلْ آپ اے نبی کریم ﷺ! ان سے کہہ دیں سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ چلو پھرو زمین میں فَانْظُرُوْا دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ تباہی کی بہت ساری وجوہات ہیں لیکن كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ان میں سے اکثر شرک کرنے والے تھے۔ تباہ ہونے والوں کی اکثریت مشرک تھی۔ سب سے بڑا جرم ان کا شرک تھا۔ جنس پرستی، ڈاکے ڈالنا، ناپ تول میں کمی کرنا مختلف قسم کی بیماریاں ان میں تھیں لیکن بنیادی وجہ شرک تھا۔

قیامت کا آنا ضروری ہے :

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ اے نبی کریم ﷺ! اپنا چہرہ دین کی طرف سیدھا رکھیں۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا گیا ہے کہ اپنا چہرہ دین کی طرف سیدھا رکھو مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ آئے وہ دن لَّا مَرَدَّ لَهٗ جس کے لیے ٹلنا نہیں ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ قیامت ضرور آئے گی کیونکہ اگر قیامت قائم نہ ہو تو دنیا میں تو نیک کو نیکی کا پورا بدلہ نہیں ملا اور نہ برے کو برائی کی پوری سزا ملی ہے بلکہ دنیا میں ایسے بندے بھی ہوئے ہیں کہ ان کو نیکی کا بدلہ ملا ہی نہیں ہے۔ دور جانے کی ضرورت

نہیں ہے آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کون نیک ہوسکتا ہے؟ مگر آنحضرت ﷺ کے پاس چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس میں چراغ بھی نہیں تھا یعنی روشنی کا انتظام نہیں تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر دو دو مہینے مسلسل چولہا نہیں جلتا تھا کہ پکانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا عام قسم کی کھجوریں ہوتی تھیں اور وہ اتنی سخت ہوتی تھیں کہ دانتوں والا آدمی چبا سکتا تھا جس بیچارے کے دانت نہیں ہوتے تھے وہ چبا بھی نہیں سکتا تھا۔ اور ایسے مجرم بھی ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتے تھے فرعون جیسے۔ ان کو برائی کا پورا بدلہ نہیں ملا۔ کیا ہوا بحر قلزم میں ڈوبا، پانی پیا اور مرا۔ لیکن یہ اس کے مظالم کا پورا بدلہ تو نہیں ہے۔ اس نے ہزاروں بچے قتل کرائے، مخالفین کو آگ میں جلایا، لوگوں سے بیگار لی۔ تو اگر قیامت قائم کر کے نیک کو نیکی کا بدلہ نہ دیا جائے اور برے کو برائی کی سزا نہ دی جائے تو پھر تو اندھیر نگری ہوئی۔ اس لیے قیامت ضرور قائم ہوگی ٹلے گی ہرگز نہیں یَوْمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ اس دن لوگ گروہ در گروہ ہوں گے۔ بے نمازوں کا گروہ الگ، روزے خوروں کا الگ، شرابیوں کا الگ اور زانیوں کا الگ ہوگا۔ جھوٹوں کا الگ، مکاروں کا الگ اور ظالموں کا الگ ہوگا مَنْ کَفَرَ جس نے کفر کیا فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ پس اسی پر اس کا کفر پڑے گا یعنی کفر کا وبال اس پر پڑے گا وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جس نے عمل کیے اچھے فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ پس وہ اپنے نفسوں کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ انسان کو ہر وقت آخرت کی تیاری میں رہنا چاہیے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے گا مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے۔ کیونکہ اس پر لازم نہیں ہے وہ مختار ہے وہ اپنے فضل اور عنایت سے بدلہ دے گا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ بے شک وہ

پسند نہیں کرتا کافروں کو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت مومنوں کے ساتھ ہے کافروں کے ساتھ نہیں ہے۔

۞ ۞ ۞

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو مُبَشِّرٰتٍ جوخوش خبری لانے والی ہوتی ہیں وَّلِیُذِیْقَكُمْ اور تاکہ چکھائے تمہیں مِنْ رَّحْمَتِهٖ اپنی رحمت سے وَلِتَجْرِیَ الْفُلْكُ اور تاکہ چلیں کشتیاں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم کے ساتھ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکرادا کرو وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے

پہلے رُسُلاً کئی رسول اِلٰی قَوۡمِھِمۡ ان کی قوموں کی طرف فَجَآءُ وۡ ھُمۡ پس وہ آئے ان کے پاس بِالۡبَیِّنٰتِ واضح دلائل لے کر فَانۡتَقَمۡنَا پس ہم نے انتقام لیا مِنَ الَّذِیۡنَ ان لوگوں سے اَجۡرَمُوۡا جنہوں نے جرم کیا تھا وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا اور ہے لازم ہمارے ذمے نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مومنوں کی مدد کرنا اَللّٰہُ الَّذِیۡ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ جو چلاتا ہے ہواؤں کو فَتُثِیۡرُ سَحَابًا پس وہ ہوائیں اٹھاتی ہیں بادلوں کو فَیَبۡسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ پھر اللہ تعالیٰ بکھیر دیتا ہے ان بادلوں کو آسمان میں کَیۡفَ یَشَآءُ جس طرح چاہے وَیَجۡعَلُہٗ کِسَفًا اور کرتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ فَتَرَی الۡوَدۡقَ پس آپ دیکھیں گے بارش کو یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِہٖ نکلتی ہے ان کے درمیان سے فَاِذَآ اَصَابَ بِہٖ پس جب وہ پہنچاتا ہے بارش مَنۡ یَّشَآءُ جس کو چاہے مِنۡ عِبَادِہٖۤ اپنے بندوں میں سے اِذَا ھُمۡ تو اچانک وہ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ خوش ہو جاتے ہیں وَاِنۡ کَانُوۡا اور تحقیق تھے وہ مِنۡ قَبۡلِ اس سے پہلے اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡھِمۡ ان پر بارش نازل کی جاتی مِّنۡ قَبۡلِہٖ ان کے نازل ہونے سے پہلے لَمُبۡلِسِیۡنَ البتہ ناامید فَانۡظُرۡ پس دیکھ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانات کو کَیۡفَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو بَعۡدَ مَوۡتِھَا اس کے مرنے کے بعد اِنَّ ذٰلِکَ بے شک یہی رب لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی البتہ زندہ کرے گا مردوں کو وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر آیات :

تمام مشرکین کا تو نہیں بعض کا یہ عقیدہ تھا اور اب بھی ہے کہ قیامت کوئی چیز نہیں ہے۔ بس یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں نیکی اور بدی کا صلہ اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ خیال قطعی طور پر باطل تھا۔ قیامت حق ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے ہوگی اور دوزخ بھی سامنے۔ اور ان کا یہ خیال بھی ہے کہ ہر نیکی کا صلہ دنیا میں مل جاتا ہے اور ہر بدی کی سزا دنیا میں مل جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نیک نہیں ہے مگر دو دو مہینے تک آپ کے گھر آگ نہیں جلتی تھی کہ پکانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ دقل ردی قسم کی کھجوریں بھی دن سیر ہو کر کھانی نصیب نہیں ہوئیں، پانی کی بھی دقت تھی۔ تو یہ کہنا کہ ہر نیکی کا صلہ دنیا میں مل جاتا ہے غلط ہے اور ایسے باغی اور مجرم بھی دنیا میں گزرے ہیں اور قیامت تک رہیں گے جن کو برائی کا پورا بدلہ نہیں ملا۔ فرعون نے اور مظالم کے علاوہ بارہ ہزار بچے قتل کیے اللہ تعالیٰ کے دو پیغمبروں کو ستایا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو لیکن کیا بدلہ ملا دریا میں دو غوطے کھائے اور مر گیا۔ یہ سارے گناہوں کی سزا تو نہیں بن سکتی لہٰذا ان لوگوں کا نظریہ غلط ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی بلکہ ضرور قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قیامت کے اثبات کے لیے بعض دلائل کی طرف توجہ دلائی ہے۔

فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو مُبَشِّرٰتٍ جو بارش سے پہلے خوش خبری لانے والی ہوتی ہیں۔ بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں جس سے سمجھ دار لوگ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ ان شاء اللہ اب بارش ہوگی، گرمی ختم ہوگی، خشک سالی دور ہوگی، یہ ہوائیں رب

ہی تو چلاتا ہے وَلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اور تا کہ اللہ تعالیٰ چکھائے تمہیں اپنی رحمت سے کچھ۔ ٹھنڈی ہوا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ دیکھو! آج کیسا موسم ہے آج سے تین دن پہلے سانس لینا مشکل تھا مگر ہم لوگ رب تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ اور تا کہ چلیں کشتیاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ پہلے زمانے میں کوئلہ، پٹرول، بجلی وغیرہ نہیں ہوتے تھے بس کشتیاں ہواؤں کے زور پر چلتی تھیں بڑے مضبوط ٹاٹ انہوں نے باندھے ہوئے تھے ان کے ذریعے ہوا کشتیوں کو لے کر چلتی تھی۔ تو یہ ہوائیں کس کے حکم سے چلتی ہیں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تا کہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اِدھر کی چیزیں اُدھر لے جاؤ، اُدھر کی اِدھر لے آؤ۔ تجارت کرو تا کہ لوگوں کے لیے سہولت ہو، ضروریات زندگی پر دسترس ہو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تا کہ تم شکر ادا کرو کہ ایک ہوا میں کتنے فائدے ہیں بارش کی خوش خبری بھی دیتی ہے گرمی بھی دور ہوتی ہے کشتیوں کو بھی چلاتی ہے اور تم اس سے سانس بھی لیتے ہو وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں :

جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں وہ سارے آپ ﷺ سے پہلے آئے ہیں آپ ﷺ کی ذات گرامی کے بعد اب دنیا میں کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوگا اور جو پیدا ہوگا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا جھوٹا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد کئی ملعونوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس وقت بھی امریکہ میں ایک سیاہ فام جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ کذاب اور دجال ہے۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا کذاب اور دجال ہوگا۔ دلا ور چیمہ قصبہ ہے احمد نگر کے قریب ضلع گوجرانوالہ ہی میں، وہاں

ایک عالم تھے مولانا ابوالقاسم رفیق احمدؒ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد تھے میں نے حضرت کو جب دیکھا تو اس وقت وہ میری طرح عمر رسیدہ تھے۔ انہوں نے بڑی قیمتی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک ہے''عماد الدین'' اردو میں ہے۔ اس میں نماز اور روزمرہ کے در پیش آنے والے مسائل ہیں۔ اور ایک بے نظیر کتاب ''ائمہ تردید'' انہوں نے لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سے لے کر اپنے وقت کے عبدالطیف گنا چوری تک جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا دنیا کے جس خطے میں اور جہاں جہاں جھوٹے مہدی پیدا ہوئے ان کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد کوئی سچا پیغمبر پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر زندہ تشریف فرما ہیں قیامت کے قریب اتریں گے مگر ان کی آمد سے ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی بلکہ میں کہتا ہوں کہ سارے پیغمبر بھی تشریف لے آئیں تو بھی آپ ﷺ کی خاتمیت پر کوئی زد نہیں پڑے گی۔ کیونکہ تعداد تو اتنی ہی رہنی ہے جتنی تھی اور آپ ﷺ کا مرتبہ سب سے بلند ہے بہ خلاف اس کے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانیں تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑے گی۔

تو خیر عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے سے آپ ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑے گی اور وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لائیں گے اور میرے اندازے کے مطابق ان کے آنے کے حالات بن رہے ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **هَلاَکَ سِند بِا لْهِنْدِ وَهلاک هند بِالصِّین** ''سندھ کا علاقہ ہندوستان کے ذریعے تباہ ہوگا اور ہندوستان چین کے ذریعے تباہ ہوگا۔'' اور ایک وقت آئے گا تمہاری ہندوستان کے ساتھ لڑائی ہوگی۔ یہ تیاریاں ایسے تو نہیں ہو رہیں۔ نسائی شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو گروہوں پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی

آگ حرام کردی ہے عِصَابَۃٌ تَغْزُوْ الْھِنْدَ ''ایک گروہ جو ہندوستان کے ساتھ لڑے گا اور ایک وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔'' وقت کا انتظار کرو۔

تو فرمایا ہم نے بھیجے آپ سے پہلے کئی پیغمبر اِلٰی قَوْمِھِمْ ان کی قوموں کی طرف فَجَآءُ وْ ھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ پس وہ آئے واضح دلائل کے ساتھ لیکن قوم نے پیغمبروں کو نہ مانا ان کی تبلیغ کو تسلیم نہ کیا فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا پس ہم نے انتقام لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ہے لازم ہمارے ذمہ مومنوں کی مدد کرنا۔

ایک سنت کے چھوڑنے پر فتح میں تاخیر :

اگر کسی مقام پر مدد نہیں ہوتی تو سمجھ لینا چاہیے کہ ایمان میں کمی ہے یا ایمان کے کسی کام میں کوتاہی ہے یا نیت میں فتور ہوگا کوئی نہ کوئی چیز ہوگی۔ صرف مسواک کی سنت چھوڑنے کی وجہ سے مصر کے علاقہ میں قلعہ بولس فتح نہیں ہو رہا تھا حالانکہ مسواک کرنا مستحب ہے اور یہ عمل کچھ ساتھیوں سے رہ گیا تھا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھنا پڑا کہ اے امیر المومنین دو مہینے ہو گئے ہیں محاصرہ کیے ہوئے اور آٹھ ہزار فوج میرے پاس ہے ہمیں امداد بھیجو فوج کے ساتھ اور دعا بھی کرو اور طریقہ بھی بتلاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خط پڑھ کر زاروقطار رو پڑے۔ ساتھیوں نے پوچھا حضرت خط کہاں سے آیا ہے؟ فرمایا مصر سے۔ ساتھی سمجھے کہ شاید سارے مجاہد شہید ہو گئے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ حضرت! کیا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ حضرت کیا فلاں ساتھی شہید ہو گئے ہیں؟ فرمایا نہیں؟ حضرت! پھر آپ روتے کیوں ہیں؟ فرمایا دو ماہ ہو چکے ہیں قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے اور قلعہ فتح نہیں ہو رہا میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ قَدْ تَرَکُوْا سُنَّۃً مِّنْ سُنَنِ النَّبِیِّ ﷺ ''

کہ آنحضرت ﷺ کی کوئی سنت رہ گئی ہے جس کی وجہ سے قلعہ فتح نہیں ہو رہا۔'' نبّاض حکیم ہو تے تھے وہ نبض دیکھ کر بتلا دیتے تھے کہ اس کو یہ بیماری ہے آج مشینیں نہیں بتلا سکتیں۔ وہ زبان دیکھ کر بتلا دیتے تھے آج بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی تمہاری علامتیں بتلانے سے بیماری نہیں سمجھ سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نباض تھے سمجھ گئے کہ کمی کیا ہوئی ہے۔ فرمایا آنحضرت ﷺ کی کوئی سنت رہ گئی ہے اور بات بھی یہی تھی جب سنت پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرما دی۔

تو فرمایا لازم ہے ہمارے ذمہ مومنوں کی مدد کرنا اَللّٰہُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے فَتُثِیْرُ سَحَابًا پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو فَیَبْسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ پھر وہ پھیلاتا ہے بکھیر دیتا ہے ان بادلوں کو آسمان میں کَیْفَ یَشَآءُ جس طرح چاہے۔ جسے جہاں پہنچانا ہوتا ہے وہاں پہنچا دیتا ہے وَ یَجْعَلُہٗ کِسَفًا اور کرتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ۔ کبھی ہوائی جہاز کا سفر کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اوپر نیچے بادلوں کی کیسے تہہ لگی ہوئی ہے اور سفید کالے رنگ کے کیسے پہاڑ ہیں بادلوں کے فَتَرَی الْوَدْقَ پھر اے مخاطب! تو دیکھے گا بارش کو یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ نکلتی ہے ان کے درمیان سے فَاِذَآ اَصَابَ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ پس جب وہ پہنچاتا ہے بارش جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ دیکھو! پچھلے دنوں کتنی شدید گرمی تھی بارشیں شروع ہوئیں تو لوگوں نے خوشی منائی لیکن اس پر ہم نے خدا کا شکر ادا نہیں کیا رب تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کیا۔ جب ایسا ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اسی بارش کو عذاب بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ آج کل کی بارشیں بعض علاقوں میں عذاب کی شکل اختیار کر گئی ہیں۔

کل میں نے عرض کیا تھا کہ ریڈیو پر مختصر سی خبر آئی ہے کہ حالیہ بارشوں کے نقصانات کے اعداد و شمار جمع ہو رہے ہیں اندازہ ہے کہ دو ارب چالیس کروڑ کا نقصان ہوا ہے۔ یہ عذاب ہمارے حکمرانوں کی وجہ سے آرہے ہیں ان کا وجود ہمارے لیے عذاب ہے اور اس کا سبب ہم خود ہیں کہ ہمارے ووٹوں سے آئے ہیں۔لوگ اپنا ذہن اسباب کی طرف لے جاتے ہیں اصل علت نہیں سمجھتے کہ ان آفتوں کی علت کیا ہے؟

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

''اے باد صبا یہ سارا تیرا لایا ہوا ہے۔'' یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔عذاب کی مختلف شکلیں ہیں کبھی اللہ تعالیٰ کسی طریقہ سے عذاب مسلط کرتا ہے کبھی کسی طریقہ سے مسلط کرتا ہے۔سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵ میں ہے بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ''مسلط کیے ہم نے تمہارے اوپر اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر وہ گھس گئے شہروں کے درمیان۔'' یہ ایران کا بخت نصر تھا۔جس کی فوجوں نے بنی اسرائیل کو تباہ و برباد کر دیا۔جب بندہ نافرمانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے سکھوں کو مسلط کر دے چاہے ہندوؤں کو عذاب کی شکل میں مسلط کر دے۔تو فرمایا جب بارش ہوتی ہے تو یہ خوش ہو جاتے ہیں وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اِنْ قَدْ کے معنیٰ میں ہے جیسے سورۃ الاعلیٰ میں بھی اِنْ قَدْ کے معنیٰ میں ہے فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ''پس آپ نصیحت کریں تحقیق نفع دے گی نصیحت کرنا'' دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ یہ اِنْ مخففہ مِنَ المُثقلہ ہے یعنی اصل میں اِنَّ تھا پھر شد کو ختم کر دیا تو اِنْ رہ گیا۔معنیٰ ہوگا اور تحقیق تھے وہ اس سے پہلے اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ کہ ان پر بارش نازل کی جاتی مِنْ قَبْلِهِ بارش ہونے سے پہلے لَمُبْلِسِينَ البتہ ناامید۔بارش ہو

نے سے پہلے وہ ناامید تھے فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ پس دیکھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانات کو۔ بارش اس کی رحمت کی نشانی ہے، ہوائیں اس کی رحمت کی نشانی ہے، کشتیوں کا چلنا اس کی رحمت کی نشانی ہے، فصلوں کا پیدا ہونا اس کی رحمت کی نشانی ہے، درختوں کا اگنا، پھلوں کا لگنا اس کی رحمت کی نشانی ہے۔ فرمایا دیکھو! كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا رب تعالیٰ کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔ بارشیں نہ ہوں تو زمین سڑ مر جاتی ہے بارشیں ہونے کے بعد گھاس، پودے، سبزیاں، فصلیں پیدا ہوتی ہیں زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ یہ تمام چیزیں بیان کرنے کے بعد رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى بے شک جس رب نے یہ سارے کام کیے ہیں وہی مردوں کو زندہ کرے گا وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةًؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا اور اگر ہم بھیج دیں ہوا فَرَاَوْهُ پس یہ دیکھیں اس کو مُصْفَرًّا زرد لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ البتہ ہو جائیں وہ اس کے بعد یَكْفُرُوْنَ ناشکری کرنے والے فَاِنَّكَ پس بے شک آپ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى نہیں سنا سکتے مردوں کو وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور نہیں سنا سکتے بہرے کو پکار اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ جب کہ وہ پشت پھیر کر جا رہے ہیں وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ اور آپ نہیں ہدایت دے سکتے اندھوں کو عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ان کی گمراہی سے اِنْ تُسْمِعُ آپ نہیں سنا سکتے اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ مگر ان کو جو ایمان لائے بِاٰیٰتِنَا ہماری آیتوں پر فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہ مسلمان ہیں اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَكُمْ جس نے پیدا کیا تم کو مِّنْ ضُعْفٍ کمزوری سے ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً پھر بنائی اس نے کمزوری کے بعد قوت ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

قُوَّۃٍ ضُعۡفًا پھر بنائی اس نے قوت کے بعد کمزوری وَّ شَیۡبَۃً اور بڑھاپا یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چاہے وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ اور وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے۔

ربطِ آیات :

اس سے پچھلی آیات میں تھا اَللّٰہُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتی ہے وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں اور آسمان میں بکھیر دیتی ہیں بارش برستی ہے لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔ اب اس کے مقابلے میں دوسری ہوا کا ذکر ہے وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا رِیۡحًا اور اگر ہم بھیجیں ہوا ایسی تند و تیز فَرَاَوۡہُ مُصۡفَرًّا پس دیکھیں وہ اپنی کھیتی کو زرد۔ یعنی کھیتی پکنے سے پہلے تند و تیز ہوا بھیجیں کہ کھیتی زرد ہو جائے لَّظَلُّوۡا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ البتہ ہو جائیں اس زرد کھیتی کو دیکھنے کے بعد یَکۡفُرُوۡنَ ناشکری کرنے والے کہ ہم پر بڑا ظلم ہوا ہے ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ واہی تباہی جو زبان سے نکلے بولیں۔ یہ ہوا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور ایسی نعمت ہے کہ صرف جان دار ہی نہیں بلکہ درختوں اور جمادات تک کی بقا کا ذریعہ ہے ہم سانس لیتے ہیں اگر باہر نہ آئے تو زندگی ختم ہو جائے۔ لیکن یہ ہوا اللہ تعالیٰ نے مفت دی ہے۔ یہ ہوا اگر موافق چلے تو انسان خوش ہوتا ہے اور اگر اسی کو عذاب بنا دے جیسے عاد قوم کے لیے بنایا تو ناشکرا ہو جاتا ہے۔ تو انسان کو سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نعمت کو عذاب بھی بنا سکتا ہے۔ پانی نعمت ہے مگر سیلاب عذاب ہوتا ہے اس کے لیے دلیل کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ کھانا نعمت ہے مگر جب ہیضے کی شکل اختیار کر لے تو عذاب بن گیا۔ رب تعالیٰ کے لیے کیا مشکل ہے لیکن انسان کا مزاج ہے کہ راحت و آرام میں خوش رہتا ہے اور دکھ تکلیف میں زبان سے ایسے الفاظ نکالتا ہے

کہ پہلی تمام نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری ہو جاتی ہے۔ یہ بھی گناہ کی بات ہے۔ حالانکہ دکھ تکلیف ہمارے اعمال کے نتیجے میں ہوتی ہے اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے۔

فرمایا فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی پس بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ اور نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار جب وہ لوٹیں پیٹھ پھیر کر۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی ہے کہ مردوں بہروں کو سنانا یا اندھوں کو راہ ہدایت کی طرف لانا آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی بات تو وہ سنے گا جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کو مردوں، بہروں اور اندھوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جس طرح یہ لوگ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں نہ دلائل قدرت کا مشاہدہ کر سکتے ہیں یہی حال ہے کافر مشرک کا کہ ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ ان پر آیات الٰہی کا کچھ اثر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کو مردوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ دوسری تشبیہ کانوں سے بہروں کے ساتھ ہے اور تیسری تشبیہ اندھوں کے ساتھ ہے۔ جس طرح اندھے کو کوئی دکھا نہیں سکتا اور بہرے کو کوئی نہیں سنا سکتا، مردے کو سناؤ تو کوئی فائدہ نہیں ہے اسی طرح زندہ کافروں کو ایسا سنانا کہ وہ آپ کی بات کو قبول کر لیں آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ منوانا رب تعالیٰ کا کام ہے۔ کافر سنتے تو ہیں لیکن ایسا سننا کہ حق کو قبول کریں وہ نہیں ہے۔ انہی کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ نہ سارے کافر بہرے ہیں نہ گونگے ہیں اور نہ اندھے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے زندہ کافروں کو صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کے ساتھ ذکر کیا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جیسے بہرے فائدہ نہیں اٹھاتے، گونگے فائدہ نہیں اٹھاتے، اندھے فائدہ نہیں

اٹھاتے اسی طرح جو ضدی کافر ہیں وہ سن کر بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

آج سے تقریباً پچپن (۵۵) سال پہلے کی بات ہے ہمارا طالب علمی کا زمانہ تھا مشکوٰۃ شریف ہم پڑھتے تھے اس میں ایک حدیث آئی کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہوگی اَنْ تَرَی الصُّمَّ الْبُكْمَ الْعُمْیَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ ''کہ تم دیکھو گے بہروں کو، گونگوں کو، اندھوں کو کہ وہ بادشاہ بنے ہوں گے۔'' ہم نے استاد محترم مولانا عبد القدیر صاحبؒ سے پوچھا کہ حضرت اس وقت آنکھوں والے نہیں ہوں گے، کانوں والے نہیں ہوں گے، زبان والے نہیں ہوں گے کہ لوگ اندھوں، بہروں اور گونگوں کو بادشاہ بنائیں گے۔ بخاری شریف کی روایت کہ جس وقت تم دیکھو کہ اندھے، بہرے، گونگے بادشاہ بنے بیٹھے ہیں تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔ استاد محترم کا تکیہ کلام تھا ''میاں'' فرمایا میاں! کان بھی ہوں گے، آنکھیں بھی ہوں گی، زبانیں بھی ہوں گی، حق کی بات نہیں سنیں گے حق سننے سے بہرے ہوں گے، حق کی بات زبان سے نہیں نکالیں گے اس لیے گونگے ہوں گے، سب کچھ سامنے ہوگا آنکھیں بند کرلیں گے مظالم ان کو نظر نہیں آئیں گے۔ اس وقت بالکل یہی معاملہ ہے گھنٹوں گھنٹوں بولتے ہیں لیکن حق بات کہنے سے گونگے ہیں، کسی مظلوم کی فریاد نہیں سنتے بہرے ہیں، ظلم ان کے سامنے ہو رہے ہیں لیکن ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کافروں کو صم، بکم، عمی کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ وہ بہرے ہیں حق سنتے نہیں ہیں، گونگے ہیں حق کی بات زبان سے نہیں نکالتے، اندھے ہیں حق ان کو نظر نہیں آتا۔ تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مردوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جس طرح مردوں کو سنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسی طرح جن کافروں اور مشرکوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں ان کو بھی سنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مسئلہ سماع موتی :

یہاں پر ایک یہ بحث چل پڑی ہے کہ کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں سنتے ؟ مسئلہ طویل الذیل ہے۔ پچھلے سالوں میں یہ مسئلہ بڑے زوروں پر تھا۔ اس مسئلے کی دو شقیں ہیں۔ ایک شق یہ ہے کہ قریب سے سنتے ہیں دور سے نہیں سنتے۔ تو قبر کے قریب سے سنتے ہیں۔ پھر اس میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے سب کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے قریب سے سنتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے سب قائل ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، مقلد، غیر مقلد۔ ہاں اب کچھ غیر مقلد حضرات آج کل انکار کرتے ہیں لیکن ان کے بزرگ سارے مانتے ہیں قاضی شوکانی، نواب صدیق حسن خان، نواب نورالحسن خان اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی مرحوم۔ اب کچھ نئی پود انکار کرنے لگی ہے۔ اور دیو بندی کہلانے والوں میں سے پہلے شخص عنایت اللہ شاہ بخاری ہیں ہم نے ان کے ساتھ اٹھارہ سال کام کیا ہے مگر جس وقت وہ اس مسئلے پر مصر اور بہ ضد ہو گئے تو پھر ہم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تو ایک ہے قبر کے قریب سے سننا۔ تو اس سننے میں انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ فتاویٰ امدادیہ میں لکھتے ہیں سب امت کا اس پر اتفاق ہے۔ جب اس مسئلے میں اختلاف ہوا تو مولانا غلام اللہ خان مرحوم نے اپنے رسالہ ''تعلیم القرآن'' میں لکھا کہ اس مسئلہ میں فریقین کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور دوسری شق ہے دور سے سننے کی۔ تو اس مسئلہ میں بھی کسی اہل حق کا اختلاف نہیں ہے کہ دور سے کوئی نہیں سنتا نہ نبی نہ غیر نبی۔ ہر جگہ سے سننے والا صرف

پروردگار ہے۔ اور دوسرا مسئلہ ہے عام مردوں کے سماع، عدم سماع کا۔ یہ صحابہ کرام ﷺ سے لے کر اب تک اختلافی چلا آ رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نہیں سنتے وَخَالَفَهَا الْجُمْهُوْرُ جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اور حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیر میں اور عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں وَخَالَفَهَا الْجُمْهُوْرُ جمہور صحابہ اس مسئلے میں ان کے مخالف ہیں۔ جمہور صحابہ فرماتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں۔

مردوں کے سننے پر دلائل :

بخاری، مسلم میں مردوں کے سننے کا باقاعدہ باب ہے اور اس کے تحت حدیث نقل کی ہے کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے جاتے ہیں حَتّٰی اَنَّهٗ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ ''ابھی وہ ان جانے والوں کی جوتیوں کی کھڑکھڑاہٹ ہی سن رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔'' دیکھو! آنحضرت ﷺ فرمائیں کہ سنتے ہیں اور کوئی دوسرا کہے نہیں سنتے بات کس کی مانی جائے گی؟ اسی طرح جب کوئی مردوں کو سلام کرے تو وہ اس کا سلام سنتے ہیں۔ چونکہ اختلافی مسئلہ ہے اس لیے منکر اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی میں سماع کی نفی ہے سنانے سننے کی نفی نہیں ہے کہ آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے یہ آپ کا کام نہیں ہے یہ رب کا کام ہے۔ سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۲ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ''بے شک اللہ سناتا ہے جس کو چاہے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ اور آپ نہیں سنانے والے جو قبروں میں پڑے ہیں۔'' تو نفی سنانے کی ہے۔ جیسے دوسرے مقام میں آتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ [قصص:۵۶] ''بے شک اے

پیغمبر آپ نہیں راہ راست پر لا سکتے لیکن اللہ تعالیٰ راہ راست پر لاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔'' اسی طرح یہاں ہے کہ آپ نہیں سنا سکتے، سنانا رب کا کام ہے۔

فرمایا وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اور آپ نہیں ہدایت دے سکتے اندھوں کو ان کی گمراہی سے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا آپ نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہ مسلمان ہیں۔ ایمان والے سنتے ہیں نفع والا سننا صرف مومنوں کا ہے۔ نفع والا سننا کافروں کو حاصل نہیں ہے۔ بدر میں ستر کافر مارے گئے ایک کے بغیر سب کو ایک کنوئیں میں پھینک دیا امیہ بن خلف کو کھینچتے گھسیٹتے ہوئے اس کے بازو الگ ہو گئے، ٹانگیں الگ ہو گئیں اس کے علاوہ سب کو کنوئیں میں اوپر نیچے دبا دیا گیا۔ اور یہ روایت بھی ہے کہ چوبیس بڑے بڑے کافروں کی لاشیں بدر کے کنوئیں میں ڈالیں۔ تیسرے دن آنحضرت ﷺ کنوئیں پر تشریف لے گئے صحابہ کرام ﷺ بھی ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ایک ایک کافر کا نام لے کر فرمایا اے ابوجہل! جو میں کہتا تھا وہ حق ہے یا نہیں؟ کہ مرنے کے بعد کافر کو مشرک کو عذاب ہوگا۔ اے عقبہ ابن ابی معیط میں نے ٹھیک کہا تھا کہ نہیں؟ اس پر حضرت عمر ﷺ نے کہا حضرت! کیا آپ ایسے اجسام سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں ارواح نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس پروردگار کی قسم جس کی قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم اس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ حدیث صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں اور محدثین کے جم غفیر نے اس کی تصحیح کی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں صحیح ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں صحیح ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ جب کوئی آدمی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور بلند آواز سے سلام کہتا ہے عَرَفَهٗ وہ مردہ اس کو آواز سے پہچان لیتا ہے کہ یہ فلاں ہے۔

جس طرح ہم ایک دوسرے کو آواز سے پہچان لیتے ہیں۔ ان صحیح احادیث کو چھوڑ کر ان لوگوں کے ڈھکوسلوں کے پیچھے کیسے چلیں۔ لوگ ڈھکوسلے مارتے ہیں کہ اس پر اتنی مٹی ڈال دی گئی ہے اب وہ کیسے سنتا ہے؟ کہاں سے سنتا ہے؟ ان ڈھکوسلوں سے حق ختم نہیں ہوگا۔

آپ ﷺ کا درود وسلام سننا :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ ''جو میری قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام پڑھے گا میں خود سنوں گا اور جو دور سے پڑھے گا فرشتے پہنچائیں گے۔'' تو انبیائے کرام علیہم السلام کے عند القبر سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اب اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں نے اس مسئلے پر تقریباً پچیس سال کھپائے ہیں کہ شاید سلف صالحین میں سے کوئی اس کا منکر ہو لیکن قطعاً نہیں۔ تو اس مسئلے پر اہل سنت والجماعت اور غیر مقلد سب متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جو آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام پڑھے آپ ﷺ سنتے ہیں۔ میں بار بار اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج کل کچھ بالکل نوخیز چاہے وہ دیوبندی کہلائیں یا اہل حدیث وہ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں اور پرانے تمام بزرگ اس مسئلے پر متفق ہیں کوئی منکر نہیں ہے۔

فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا مِّنْ ضُعْفٍ کمزوری سے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ پہلو تک نہیں بدل سکتا۔ اے انسان! ذرا سوچ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس حقیر قطرے سے پیدا فرمایا اور تو کتنا کمزور تھا تیری والدہ، دادی، نانی، بہن تجھے اٹھاتی تھیں، تجھے کھلاتی پلاتی تھیں تو خود کچھ

نہیں کرسکتا تھا ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً پھر بنائی اللہ تعالیٰ نے کمزوری کے بعد قوت۔ اس نے تجھے جوان کر دیا تو خود چلتا پھرتا ہے دوڑتا پھرتا ہے کھاتا پیتا ہے اور تجھے بچپن کی وہ ساری حالتیں بھول گئیں حالانکہ صحیح معنٰی میں انسان وہ ہے جو ماضی نہ بھولے، اپنی غربت اور کمزوری کو نہ بھولے۔ اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ تَحْتَكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ فَوْقَكُمْ او کما قال علیہ وسلم ﷺ ''ان کو دیکھو جو تم سے کمزور ہیں ان کو نہ دیکھو جو تم سے طاقتور ہیں۔'' جب تم طاقت ور کو دیکھو گے کہ اس کے پاس کوٹھی ہے، باغ ہے، کارخانہ، کار ہے میرے پاس نہیں ہیں تو ان نعمتوں کی ناشکری ہو گی جو رب تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں۔ اپنے سے کمزوروں کو دیکھو کہ خیمے میں رہ رہے ہیں، رات سڑکوں کے کنارے سو کر گزارتے ہیں، بیمار کو دیکھو کہ کروٹ نہیں بدل سکتا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سر چھپانے کے لیے مکان دیا ہے صحت دی ہے۔ تو فرمایا پروردگار نے تمہیں کمزوری کے بعد قوت عطا فرمائی ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا پھر بنائی اس نے قوت کے بعد کمزوری۔ پھر اس نے قوت کے بعد کمزور کر دیا وَّ شَيْبَةً اور بڑھاپا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک وقت تھا کہ میں دس منٹ میں گھر سے چل کر نارمل سکول کی مسجد میں پہنچ جاتا تھا اور اب میں اپنی مسجد میں سہارے کے ساتھ پہنچتا ہوں۔ یہ انقلابات جو رب بندوں پر لاتا ہے ان کو کبھی نہ بھولو۔ اس وقت تھا بچہ اور کمزور تھا جوان ہو گیا طاقت آگئی ایک وقت تھا مالی لحاظ سے بھی کمزور تھا میرے پاس سائیکل بھی نہیں تھا آج سواری کا انتظام ہے۔ رب تعالیٰ کی نعمتوں کو اور اپنی اصلیت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ہم کون تھے اور کیا تھے۔ انسان کو اپنی اصلیت کبھی نہیں بھولنی چاہیے جو بھلا دے وہ انسان نہیں ہے۔ پرانے بزرگ اپنی یاد دہانی کے لیے پرانے کپڑے رکھتے اور بتلاتے تھے کہ

ہماری اصلیت یہ تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فقر:

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایمن رضی اللہ عنہ جو کہ غلام تھے ان کو آواز دی اور بلایا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مسلک یہ تھا کہ غلام سے پردہ نہیں ہے۔فرمایا ایمن یہ میری لونڈی دیکھو۔اس کے بدن پر یہ قِطری کرتہ ہے یعنی کپاس کا، یہ گھر کے اندر اس کو نہیں پہنتی۔فرمایا میرے پاس اس جیسا ایک کرتہ تھا مدینہ طیبہ میں جب کسی عورت کی شادی ہوتی تھی تو وہ میرا کرتہ ادھار مانگ کر لے جاتی تھی کہ وقت گزار لیں۔یعنی ایک وہ وقت تھا کہ میرا کرتہ لے جا کر خواتین اپنی شادی کا وقت گزارتی تھیں۔اب انقلاب آچکا ہے کہ میری لونڈی گھر میں بھی نہیں پہنتی۔ جس وقت کی ام المومنین رضی اللہ عنہا بات کر رہی ہیں آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہیں اور کرتے پر سترہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔بیمار ہیں کھانسی آرہی ہے اور اسی حالت میں نماز پڑھا رہے ہیں۔لفظ پڑھتے ہیں پھر کھانستے ہیں پھر لفظ پڑھتے ہیں اور کھانستے ہیں۔ساتھیوں نے کہا حضرت! کھانسی لگی ہوئی ہے تھوڑا سا شہد استعمال کرلیں۔فرمایا لَا اَسۡتَطِیۡعُ میں طاقت نہیں رکھتا کہ شہد استعمال کروں۔اندازہ لگاؤ خلیفۃ المسلمین ہیں۔کسی نے کہا حضرت! بیت المال میں شہد کے کنستر بھرے پڑے ہیں۔فرمایا بیتُ المال میرا نہیں لوگوں کا ہے۔کسی نے کہا شوریٰ سے اجازت لے لیں۔فرمایا ہاں! آپ کی بات معقول ہے ساری شوریٰ مسجد ہی میں ہوتی تھی۔فرمایا بھئی شوریٰ والو! اگر اجازت ہو تو میں تھوڑا سا شہد استعمال کرلوں علاج کے لیے؟ اور آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب تمہارے سامنے ہے۔

؎ عیاں راچہ بیاں

تو خیر میں عرض کر رہا تھا کہ اپنی اصلیت اور حقیقت کو نہ بھولو۔ یہی بات رب تعالیٰ نے سمجھائی ہے کہ تمہیں پیدا کیا کمزوری میں پھر قوت دی پھر کمزور کر دیا کہ کھڑے نہیں ہو سکتے یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے وَ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ اور وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

وَيَوْمَ اور جس دن تَقُوْمُ السَّاعَةُ قیامت قائم ہوگی يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ قسم اٹھائیں گے مجرم مَا لَبِثُوْا نہیں ٹھہرے وہ غَيْرَ سَاعَةٍ ایک گھڑی کے سوا كَذٰلِكَ اسی طرح كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وہ الٹے پھیرے جاتے ہیں وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہیں گے وہ لوگ اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو علم دیا گیا وَالْاِيْمَانَ اور ایمان لَقَدْ لَبِثْتُمْ البتہ تحقیق ٹھہرے تم فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی لکھت میں، تحریر میں اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ اٹھنے والے دن تک فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ پس یہ دن ہے اٹھ کھڑے ہونے کا وَلٰكِنَّكُمْ اور لیکن تم كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے تھے فَيَوْمَئِذٍ پس اس دن لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ نہیں نفع دے گا ان لوگوں کو

ظَلَمُوْا جنھوں نے ظلم کیا مَعْذِرَتُھُمْ ان کا معذرت کرنا وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان کو منانے کی اجازت دی جائے گی وَلَقَدْ ضَرَبْنَا اور البتہ تحقیق بیان کی ہم نے لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن میں مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثال وَلَئِنْ جِئْتَھُمْ اور البتہ اگر آپ لائیں ان کے پاس بِاٰیَۃٍ کوئی نشانی لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا البتہ ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ نہیں ہو تم مگر باطل پر چلنے والے کَذٰلِکَ اسی طرح یَطْبَعُ اللّٰہُ مہر لگاتا ہے اللہ تعالیٰ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ ان لوگوں کے دلوں پر لَا یَعْلَمُوْنَ جو نہیں جانتے فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّ لَا یَسْتَخِفَّنَّکَ اور ہرگز نہ آپ کو ہلکا کریں الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔

اسلام کے بنیادی عقائد کا انکار کرنا کفر ہے :

یہ بات کئی دفعہ بیان ہو چکی ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد میں قیامت کا عقیدہ بھی ہے وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا۔ جو آدمی قیامت کو تسلیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ عقائد جو اللہ تعالیٰ نے بتلائے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے بتلائے ہیں ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے سے آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ تم قادیانیوں کو دیکھ لو ہر چیز کو مانتے ہیں قرآن وحدیث کو حق مانتے ہیں، قیامت کو بھی مانتے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بھی مانتے ہیں بلکہ اگر تم ان کو ملو تو اخلاق میں اپنے سے بھی اچھا پاؤ گے۔ مگر یہ کہ ختم نبوت کے منکر ہیں اس میں اختلاف کی وجہ سے کافر ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ

کے بعد نبوت کسی کو نہیں ملنی۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے کسی کا انکار یا اس کی تاویل کرنا کفر ہے اور قیامت بھی بنیادی عقائد میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مجرم قسمیں اٹھائیں گے۔ کیا قسمیں اٹھائیں گے؟ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ نہیں ٹھہرے وہ ایک گھڑی کے سوا۔ مجرم رب کی قسم اٹھا کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک گھنٹہ ٹھہرے ہیں۔ وہاں یہ حالت ہوگی اور یہاں انہوں نے فتور ڈالا ہوا ہے۔ ان کا یہ کہنا صحیح بھی ہے اور غلط بھی ہے۔ غلط اس لیے ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ اسی طرح وہ الٹے پھیرے جاتے ہیں۔ دنیا میں صحیح رائے سے ان کو شیطان پھیرتا تھا، نفس امارہ پھیرتا تھا، ان کے مولوی، پیر اور لیڈر پھیرتے تھے۔ جیسے دنیا میں صحیح رائے سے پھیرے جاتے تھے یہاں بھی صحیح رائے سے پھیرے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک گھنٹہ تو نہیں بلکہ کوئی سو سال رہا، کوئی پچاس سال رہا، کوئی تیس سال رہا، کوئی اس سے کم و بیش۔ اور صحیح اس لیے کہ ہمیشہ کی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہے۔ سورۃ نازعات پارہ نمبر ۳۰ میں ہے يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا "جس دن وہ لوگ اس قیامت کو دیکھیں گے (تو خیال کریں گے) کہ وہ نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر ایک دن کا پچھلا پہر یا دوپہر کا وقت۔" کوئی کہے گا ایک دن ٹھہرے ہیں کوئی کہے گا دس دن ٹھہرے ہیں۔ کوئی ایک گھنٹہ اور کوئی پچھلا پہر اور کوئی دوپہر کا وقت۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کو قلت کے ساتھ تعبیر کریں گے اپنے اپنے حال کے مطابق وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور کہیں گے وہ لوگ جن کو علم دیا گیا وَالْاِيْمَانَ اور ایمان دیا گیا۔ ایمان بہت بڑی دولت ہے۔ ایمان کی برکت سے اللہ تعالیٰ صحیح علم عطا فرماتا ہے

جس کے ساتھ بندہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، حلال وحرام کی تمیز کرتا ہے۔ تو جن کو علم دیا گیا ایمان دیا گیا وہ کہیں گے کہ تم غلط کہتے ہو کہ ہم ایک گھنٹہ رہے ہیں لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ البتہ تحقیق ٹھہرے تم اللہ تعالیٰ کی تحریر میں جو رب نے فیصلہ لکھا تھا اس فیصلے میں تم اٹھنے والے دن تک ٹھہرے ہو۔ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ پس یہ اٹھ کھڑے ہونے کا دن ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے سب اٹھ کھڑے ہوں گے چاہے کسی کا بدن ریزہ ریزہ ہو گیا ہو، مٹی کے ساتھ مل گیا ہو، پرندے کھا گئے ہوں، مچھلیاں کھا گئی ہوں، کیڑے مکوڑے کھا گئے ہوں، اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ سب اچھے بھلے انسان بن کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ جیسے اس وقت ایک دوسرے کو نظر آتے ہیں ایسے ہی نظر آئیں گے اور ہوں گے ننگے جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اس لیے کہ دنیا میں کافروں نے ان کو ننگا کر کے آگ میں پھینکا تھا۔ اور دوسرے نمبر پر آنحضرت ﷺ کو لباس پہنایا جائے گا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی جزوی فضیلت ہے۔ پھر درجہ بہ درجہ سب کو لباس پہنایا جائے گا پھر سب نے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔ پچاس ہزار سال کا وہ لمبا دن ہوگا۔ بعض ملحد اعتراض کرتے ہیں کہ جن کو آگ میں جلا دیا گیا یا درندے کھا گئے، شیر چیتا وغیرہ یا مچھلیاں کھا گئیں وہ کہاں سے آئیں گے؟ بھائی! ان ڈھکوسلوں سے رب کا قانون تو نہیں بدلتا۔

گنہگار کی بخشش کا واقعہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک آدمی بڑا گنہگار تھا کفن چور تھا۔ جس وقت اس کی

وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ تم مجھے قسم دو کہ میں نے جو بات کہنی ہے تم اس پر عمل کرو گے۔ بیٹوں نے کہا ابا جان! بغیر قسم کے آپ بتلائیں ہم عمل کریں گے۔ کہنے لگا نہیں قسم اٹھاؤ۔ قسم پر ان کو مجبور کر دیا۔ انہوں نے قسم اٹھائی تو باپ نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تم نے مجھے جلا دینا ہے اور راکھ کے دو حصے کرنے ہیں۔ ایک پانی میں بہا دینا اور ایک ہوا میں اڑا دینا۔ مجبور تھے باپ نے قسم لے کر جکڑ لیا تھا۔ والد فوت ہوا تو اولاد نے وصیت کے مطابق اس کو جلا دیا اور ہڈیاں پیس کر پانی میں بہا دیں اور آدھی راکھ ہوا میں اڑا دی۔ اللہ تعالیٰ علیم کل ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اس نے ہوا اور پانی کو حکم دیا سارے ذرات اکٹھے ہوئے اور وہ بندہ بن کر کھڑا ہو گیا۔ تو رب تعالیٰ نے پوچھا اے بندے! تو نے یہ کیا حرکت کی ہے اس نے کہا اے پروردگار! آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں تھی تو یہ سب کچھ میں نے آپ کے ڈر سے کیا ہے۔ تو رب تعالیٰ کے لیے کوئی شے مشکل نہیں۔

وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے فَيَوْمَئِذٍ پس اس دن لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ اس دن نہیں نفع دے گی ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ان کا معذرت کرنا۔ معذرتیں کریں گے۔ کچھ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا [مومنون: ۱۰۶] ''اے ہمارے پروردگار! ہم پر غالب آ گئی ہماری بدبختی۔'' ہم گمراہ لوگ تھے۔ کچھ کہیں گے رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَ [احزاب: ۶۷] ''اے ہمارے پروردگار! بے شک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی، سیاسی اور مذہبی لیڈروں کی انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔'' کچھ کہیں گے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ [ملک: ۱۰] ''کاش کہ ہم سنتے یا سمجھتے تو

ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔" لیکن ان کا کوئی عذر ان کو فائدہ نہیں دے گا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان کو منانے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کا مادہ عُتْبٰی جیسے بُشْرٰی۔ اس کا معنٰی ہے الرُّجُوْعُ اِلٰی مَا يَرْضٰی "اس چیز کی طرف رجوع کرنا جس پر رب راضی ہو۔"

حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شیخ الہندؒ اس کا معنٰی کرتے ہیں "اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے۔" ان سے توبہ مطلوب نہیں ہوگی یوں سمجھو کہ کسی مدرسے یا کالج میں شرارتی لڑکے ہوں اور ادارہ ان کو شرارت کی وجہ سے نکال دے وہ معذرت کریں تو ادارہ کہے کہ تمہیں خارج کر دیا گیا ہے تمہیں نہیں رکھیں گے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایسے ہی ان کو کہا جائے گا کہ تمہارے اوپر دوزخ لازم ہوگئی ہے تمہاری کوئی معذرت قبول نہیں ہے۔ انہیں معذرت کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ اور البتہ تحقیق ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثال سمجھانے کے لیے۔ تاکہ حقیقت کو سمجھیں مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں۔ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ اور البتہ اگر آپ اے نبی کریم ﷺ! لائیں ان کے پاس کوئی نشانی لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا البتہ ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں۔ کیا کہیں گے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ نہیں ہو تم مگر باطل پر چلنے والے تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ آیت سے قرآن کی آیت بھی مراد ہو سکتی ہے اور معجزہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ مخالفوں نے کتنی نشانیاں دیکھیں مگر صاف انکار کر دیا۔

آپ ﷺ کا معجزہ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا :

اس سے بڑی نشانی اور کیا ہو سکتی تھی کہ چودھویں رات کا چاند تھا تقریباً گیارہ بجے

کا وقت تھا چاند سر پر کھڑا تھا مشرکوں نے آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کیا اگر چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو ہم آپ ﷺ کو نبی مان لیں گے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھ لو اگر اللہ تعالیٰ میری تصدیق کے لیے چاند کو دو ٹکڑے کر دے تو مان لو گے؟ کہنے لگے ہاں ضرور مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اس کا ایک حصہ مشرق کی طرف چلا گیا دوسرا مغرب کی طرف۔ مشرق والا جبل ابو قبیس پر اور مغرب والا قَیْقُعَان پر۔ سب نے آنکھوں کے ساتھ دیکھا۔ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے تمہیں بھی دو ٹکڑے نظر آ رہا ہے؟ وہ کہتا ہاں! چار قدم چل کر دوسرے سے پوچھا تجھے بھی چاند دو ٹکڑے نظر آ رہا ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرلانگ دو فرلانگ آگے پیچھے گئے دو ٹکڑے ہی نظر آئے مگر سورۃ القمر میں ہے وَ كَذَّبُوْا وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَ هُمْ ''اور جھٹلایا انہوں نے اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور کہا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ''یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔'' ایک شخص بھی ایمان نہ لایا۔ اور جن میں ضد نہیں ہے وہ ہزاروں میل دور ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے۔

وہ اس طرح کہ بمبئی کے پاس ریاست مالا بار ہے۔ وہاں کے ہندو راجہ نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تو تاریخ نوٹ کی، نقشہ نوٹ کیا۔ پڑھا لکھا آدمی تھا جب ۹۴ھ کے قریب مسلمان تاجر وہاں پہنچے تو اس کے ورثاء نے ڈائریاں نکال کر ان سے کہا کہ ہمارے والد نے یہ واقعہ نوٹ کیا ہے کہ فلاں تاریخ کو یہ واقعہ ہوا ہے کیا وہاں بھی نظر آیا تھا عرب کی سرزمین میں؟ مسلمان تاجروں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرب کی سرزمین پر ایک نبی بھیجا ہے ان کے ہاتھ پر یہ معجزہ ظاہر ہوا تھا۔ انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ تو ریاست مالا بار کے راجے آج تک مسلمان چلے آ رہے ہیں انہوں نے ہزاروں میل دور ہوتے ہوئے مان لیا اور ضدیوں نے قریب ہوتے ہوئے بھی نہ مانا۔ ہندوستان کی تاریخ میں

سب سے پہلی مسجد کالی کٹ میں بنی ہے۔عرب کے لوگ نمازیں پڑھتے تھے انہوں نے ان سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم یہاں ایک مسجد بنالیں؟ انہوں نے کہا بڑے شوق سے بناؤ۔اس وقت ان فرقوں میں ضد نہیں تھی۔آج کا ہندو توبہ،توبہ،توبہ، یہ ہندو اس وقت ہوتے تو ان بزرگوں کے قریب بھی نہ آتے جنہوں نے یہاں اسلام کے چشمے جاری کیے ہیں۔سید علی احمد علاؤ الدین صابر کلیری چشتیؒ،خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے ہاتھ پر نوے ہزار ہندو مسلمان ہوئے اور علی ہجویریؒ کے ہاتھ پر چالیس ہزار ہندو مسلمان ہوئے ہیں۔تب لوگ ضدی نہیں تھے اس لیے جوق در جوق لوگ مسلمان ہوئے۔فرمایا البتہ اگر آپ ان کے پاس لائیں کوئی نشانی تو وہ ضرور کہیں گے جو کافر لوگ ہیں اے مسلمانو! تم باطل پرست ہو جھوٹے ہو معاذ اللہ تعالیٰ۔

فرمایا کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ لَایَعۡلَمُوۡنَ اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگا تا ہے ان لوگوں کے دلوں پر جو نہیں جانتے،سمجھ نہیں رکھتے۔جو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔فرمایا فَاصۡبِرۡ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت بھی حق ہے،میدان محشر بھی حق ہے،حساب کتاب کا ہونا بھی حق ہے،پل صراط بھی حق ہے،جنت اور دوزخ بھی حق ہے وَّ لَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ اور ہرگز نہ آپ کو ہلکا کریں یہ آپ کو خفیف نہ بنائیں کہ اپنی جگہ سے ہلا دیں۔خفیف چیز ہلکی چیز اپنی جگہ سے جلدی ہل جاتی ہے اور بھاری اور وزنی چیز نہیں ہلتی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ کو ہلکا پھلکا نہ سمجھیں کہ اپنی جگہ سے ہلا دیں۔جو عقائد ہم نے آپ کو بتلائے ہیں وہ مضبوط ہیں ان پر جما رہنا ہے اپنے عقائد کو نہیں چھوڑنا یہ چاہے کچھ کہتے رہیں۔ اَلَّذِیۡنَ

لَا یُوۡقِنُوۡنَ وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے قیامت پر۔ان لوگوں کی باتوں میں نہیں آنا رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا ہے۔آپ ﷺ تو خاتم المعصومین پیغمبر ہیں۔آپ ﷺ کو کیا خطرہ تھا ہمیں سمجھایا ہے کہ حق بات کو نہیں چھوڑنا چاہے کوئی کچھ بھی کہے اور کرے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حق پر استقامت عطا فرمائے۔

آج بروز ہفتہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ بہ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۱۲ء

سورۃ الروم مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰہ علٰی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تفسیر

سورۃ لقمان

(مکمل)

جلد............۱۵

سُوۡرَۃُ لُقۡمٰنَ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ اَرۡبَعٌ وَّ ثَلٰثُوۡنَ اٰیَۃً وَّ اَرۡبَعُ رُکُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓـمّٓ ۚ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۶﴾ وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا کَاَنَّ فِیۡۤ اُذُنَیۡہِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ۙ﴿۸﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾

الٓـمّٓ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ہُدًی یہ کتاب ہدایت ہے وَّ رَحۡمَۃً اور رحمت ہے لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ نیکی کرنے والوں کے لیے الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ جو قائم کرتے ہیں نماز کو وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ اور دیتے ہیں زکوۃ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ اور وہ آخرت پر ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ وہ یقین رکھتے ہیں اُولٰٓئِکَ یہی لوگ ہیں عَلٰی ہُدًی ہدایت پر مِّنۡ رَّبِّہِمۡ اپنے رب کی طرف سے وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح

پانے والے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اور لوگوں میں بعض وہ ہیں یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ جو خریدتے ہیں کھیل کی باتوں کو لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تاکہ گمراہ کریں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بِغَیْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا اور تاکہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے راستے کو ٹھٹھا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ان کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اس پر اٰیٰتُنَا ہماری آیتیں وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا پیٹھ پھیرتا ہے تکبر کرتے ہوئے کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا گویا کہ اس نے آیات کو سنا ہی نہیں کَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْهِ گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں وَقْرًا ڈاٹ ہیں فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ پس آپ ان کو خوش خبری سنا دیں دردناک عذاب کی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ان کے لیے باغ ہیں نعمتوں کے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہیں گے ان میں وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

سورۃ لقمان کی وجہ تسمیہ اور حضرت لقمان ؒ کا تعارف :

اس سورت کا نام لقمان ہے۔ اگلے رکوع میں آئے گا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہم عصر ہیں یعنی ان کا زمانہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ ایک ہے۔ یہ نبی نہیں تھے مومن، متقی، نیک، پارسا، ولی کامل اور بڑے سمجھ دار تھے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے لقمان ؒ کی نہایت اہم اور بڑی

قیمتی نصیحتوں کو بیان فرمایا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سے پہلے چھپن (۵۶) سورتیں نازل ہو چکی تھیں اس کا ستاون (۵۷) نمبر ہے اس کے چار رکوع اور چونتیس آیتیں ہیں۔

حروفِ مقطعات کی تشریح :

الم حروف مقطعات میں سے ہے۔ قرآن پاک کی انتیس (۲۹) سورتوں کی ابتدا ان حروف سے ہوئی ہے۔ پھر اس میں کافی اختلاف ہے کہ ان کا کوئی معنٰی ہے یا نہیں؟ ''کتاب الاسماء والصفات للبیہقی'' حدیث کی کتاب ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے صحیح سند کے ساتھ کہ ھِیَ مِنْ اسماء اللہ تعالٰی ''یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔'' یعنی الف بھی اللہ تعالیٰ کا نام، لام بھی اور میم بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کے ایک ایک نام پر دلالت کرتا ہے۔ الف اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام پر، لام کا اشارہ لطیف کی طرف اور میم کا مالک کی طرف۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ مزید اس کے متعلق تفصیل پہلے کئی جگہ گزر چکی ہے۔

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی، دانائی والی کتاب کی۔ یہ بڑی محکم کتاب ہے۔ چونکہ ہماری زبان عربی نہیں ہے اس لیے ہم اس کی فصاحت اور بلاغت کو نہیں سمجھتے۔ ان لوگوں کی زبان عربی تھی اس لیے وہ اس کا اثر مانتے تھے مگر ظالم جادو کہہ کر ٹال دیتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ کتاب جادو سے بھری ہوئی ہے اس لیے اس کے اندر اتنا اثر ہے۔ حالانکہ یہ جادو نہیں ہے حق ہے اور بڑی کھری کتاب ہے اور

اس کا بڑا مقام ہے۔اس کا پڑھنا ثواب،اس کا سمجھنا ثواب،اس پر عمل کرنا نجات،اس کو ہاتھ لگانا ثواب مگر وضو کے ساتھ،اس پر عقیدہ رکھنا ایمان۔خوش قسمت اور خوش نصیب ہیں وہ مرد اور عورتیں جنھوں نے قرآن کا لفظی ترجمہ پڑھا ہے۔میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کا لفظی ترجمہ سمجھ لے تو وہ کفر شرک اور گمراہی کے قریب نہیں جا سکتا گمراہی اس کے قریب نہیں آئے گی۔یہ کفر،شرک،بدعات و رسومات کی بیماریاں یہ سب قرآن سے دوری کا نتیجہ ہیں۔

تو فرمایا یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ھُدًی یہ نری ہدایت ہے وَّ رَحْمَةً اور رحمت ہے مگر کن کے لیے لِّلْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کے لیے۔کیونکہ جب تک عمل نہیں ہو گا تو کچھ حاصل نہیں۔مثلاً ایک آدمی سارا دن کہتا رہے کہ پانی کے ساتھ پیاس بجھتی ہے،پانی کے ساتھ پیاس بجھتی ہے اور وہ پانی پیتا نہیں ہے تو پیاس نہیں بجھے گی۔اسی طرح ایک آدمی یہ کہے کہ کھانے سے بھوک ختم ہوتی ہے مگر کھائے نہ تو بھوک ختم نہیں ہو گی۔تو جب تک قرآن پر عمل نہیں کریں گے اس وقت تک کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔اس پر عمل کرنے سے خرابیاں دور ہوں گی۔تو فرمایا کہ یہ ہدایت اور رحمت ہے نیکی کرنے والوں کے لیے۔

محسنین کی صفات :

محسن لوگوں کی پہلی صفت: الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔نماز کو جماعت کے ساتھ اپنے وقت پر ادا کرتے ہیں۔ایمان کے بعد تمام عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے۔قیامت والے دن مومن سے حقوق اللہ کے بارے میں سب سے پہلا سوال نماز کا ہو گا اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

الصَّلٰوۃَ پہلا پرچہ ہی نماز کا ہوگا۔ اگر پہلے پرچے میں کامیاب ہوگیا تو امید ہے کہ دوسروں میں بھی کامیاب ہوگا اگر پہلے پرچے میں پھنس گیا تو پھر پھنسا ہی رہے گا۔ نماز کے قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وقت پر ادا کرے شرائط کے ساتھ۔ فرائض، واجبات اور سنن کے ساتھ ادا کرے اور باطنی طور پر خشوع وخضوع ہو۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرٰهُ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس انداز سے کر کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرٰهُ فَاِنَّهٗ يَرٰكَ اگر یہ صفت حاصل نہ ہو تو یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' باطنی خشوع کے ساتھ ظاہری خشوع بھی ہو۔ قیام میں ہو تو نگاہ سجدے والی جگہ پر ہو ادھر ادھر بالکل نہ دیکھے۔ جسم اور کپڑوں کے ساتھ نہ کھیلے۔ تو محسنین کی پہلی صفت نماز کا قائم کرنا ہے۔ جو نماز نہیں پڑھتا وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت نصیحت فرمائی الصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ''نماز نہ چھوڑنا اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، نماز نہ چھوڑنا اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، نماز نہ چھوڑنا اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔'' حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ لَا حَظَّ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ ''جو نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔''

دوسری صفت: وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوۃَ اور وہ ادا کرتے ہیں زکوٰۃ۔ بدنی عبادتوں میں نماز سب سے بڑی عبادت ہے اور مالی عبادتوں میں زکوٰۃ سب سے بڑی عبادت ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ بدن کو رب تعالیٰ کی اطاعت میں لگاتے ہیں اور مال بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

تیسری صفت: وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے

ہیں۔فرمایا ان خوبیوں کا نتیجہ بھی سن لو اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی طرف سے وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔اور لوگوں نے کامیابی کرسی اور اقتدار میں سمجھی ہے، کارخانے، کوٹھیوں اور دولت میں سمجھی ہے۔اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی کے لیے یہ اوصاف ہیں جن کا ذکر ہوا ہے اور دنیا عقل منداس کو کہتی ہے جو چاند تک پہنچ چکا ہو، زہرہ ستارے پر پہنچنے کی کوشش کرے۔اور اللہ تعالیٰ نے عقل مند کن لوگوں کو کہا ہے؟ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ [آل عمران: ۱۹۱] ''عقل مند وہ ہیں جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے اور پہلو کے بل۔'' کھڑے ہیں تو رب کا ذکر کرتے ہیں بیٹھے ہیں تب رب کو یاد کرتے ہیں لیٹے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ''خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔'' یہ مال و دولت والے چاہے جتنی دولت کما لیں ان کو اطمینان نہیں ہوتا۔ان بے چاروں کو تو نیند نہیں آتی۔کامیاب لوگوں کے مقابلے میں ناکام لوگوں کا ذکر ہے۔

شانِ نزول :

نضر بن حارث ایک قریشی سردار تھا اور بہت بڑا تاجر تھا۔مکہ مکرمہ کی تقریباً ہر گلی میں اس کی دکان تھی۔اس زمانہ میں حیرہ عراق کے علاقے میں مشہور منڈی تھی جیسے آج کل ہانگ کانگ کی منڈی ہے۔یہ حیرہ کی منڈی سے خوبصورت اور اچھی آواز والی لونڈیاں خریدتا ان کو ایرانی پہلوانوں کے قصے یاد کراتا اور جہاں آنحضرت ﷺ لوگوں کو قرآن سناتے یہ قریب ہی مجمع لگا کر لونڈیوں سے گیت سنتا کہ لوگ ادھر آ جائیں اور قرآن نہ سنیں۔اور ظاہر بات ہے کہ جدھر خوبصورت عورتیں ہوں اور پھر ان کی سریلی آواز ہو تو اکثریت

ادھر ہی جائے گی کوئی بڑا پختہ دین دار ہو جو نہ جائے۔ اس نضر بن حارث نے قرآن پاک کی تعلیم کو ناکام کرنے کے لیے اور آپ کی مجلسوں کو ناکام بنانے کے لیے یہ طریقہ شروع کیا تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے بھی ہمت نہیں ہاری۔ آپ ﷺ کی ہمت کے سامنے بلند پہاڑ کی کیا حیثیت تھی۔ مولانا حالیؒ نے کہا ہے......

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

اس آواز کو کوئی حربہ نہ روک سکا۔ نہ ندی نالے، نہ پہاڑ روک سکے وہ آواز پہنچ کر رہی اور دلوں کو مسخر کر کے رہی۔ مستدرک حاکم وغیرہ میں روایت ہے کہ حج کے موقع پر منٰی کے مقام پر آپ ﷺ تقریر فرمایا کرتے تھے کیونکہ دور جاہلیت میں لوگ حج کرتے تھے۔ حج کا یہ سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چلا آتا تھا تو جب آپ ﷺ تقریر فرماتے تو کبھی ابو جہل پہنچ جاتا تھا اور کبھی ابولہب پہنچ جاتا ہے کیونکہ انہوں نے باری مقرر کی ہوئی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ پندرہ بیس منٹ آدھا گھنٹا یا اس سے کم و بیش بیان کر لیتے تو ابو جہل کھڑا ہو کر کہتا اَیُّھَا النَّاس اے لوگو! میرا نام عمرو بن ہشام ہے اور جس کا بیان تم نے سنا ہے یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب یہ میرا بھتیجا ہے۔ یہ صابی ہے اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے اور اپنے باپ دادا کے دین کا مخالف ہے۔ یہ جھوٹا ہے اس کی بات نہ ماننا۔ اور کبھی ابولہب کھڑا ہو جاتا اور کہتا میرا نام ابولہب عبدالعزیٰ ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور یہ میرا سگا بھتیجا ہے یہ صابی ہے اس نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے اور یہ جھوٹا ہے اس کی بات نہ ماننا اس کے پھندے میں نہ آنا۔ تو قرآن پاک کی تعلیم کو ناکام بنانے کے لیے انہوں نے بڑے حربے استعمال کیے۔

تو اس آیت کریمہ میں نضر بن حارث کا ذکر ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو خریدتے ہیں کھیل تماشے کی باتیں وہ قصے کہانیاں۔

رافضیوں کی خرافات :

جیسے آج کل بعض جاہل قسم کے لوگ گھروں میں بی بی فاطمہ کا قصہ پڑھتے ہیں اور کسی جگہ امیر حمزہ کا قصہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ تمام رافضیوں کی بنائی ہوئی خرافات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ سمجھدار عورتیں اچھی طرح سن لیں کہ بی بی فاطمہ کا قصہ اول تا آخر بالکل جھوٹ ہے۔ نہ سنو اور نہ سنانے دو۔ کبھی حضرت جعفر کے کونڈے ہوتے ہیں یہ ان خبیث قوموں اور فرقوں نے لوگوں کو پھنسانے کے لیے طریقے ایجاد کیے ہوئے ہیں جیسے مرغیوں کو پکڑنے کے لیے چوگا اور دانہ ڈالتے ہیں۔ تم اپنے گھروں میں قرآن کریم رکھو اس کو پڑھو، بہشتی زیور پڑھو، تعلیم الاسلام پڑھو اور اپنے ایمان اور عمل کو بچاؤ۔ یہ جھوٹے قصے، کہانیاں نہ پڑھو، ناولوں سے پرہیز کرو۔ ان میں بے شک اردو ادب ہوتا ہے اس کا کوئی انکار نہیں ہے لیکن دو تین بار پڑھنے کے بعد بھٹک جاؤ گے۔ تو فرمایا یہ خریدتے ہیں کھیل تماشے کی باتیں لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو گمراہ کریں علم کے بغیر۔ علم تو ان میں ہے نہیں قصے کہانیاں ہیں اور یہ جہالت کی وجہ سے سب کچھ کر رہے ہیں وَّ یَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اور تاکہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے راستے کو ٹھٹھا۔ صحیح راستے کا مذاق اڑاتے ہیں فرمایا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ان لوگوں کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا پیٹھ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے

كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں ہے كَاَنَّ فِىۡۤ اُذُنَيۡهِ وَقۡرًا گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ ہیں جس چیز سے نفرت ہو اس کے لیے آدمی ایسے ہی کرتا ہے۔

ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ساتھ تھے آپ ﷺ نے بانسری کی آواز سنی کانوں میں انگلیاں دے لیں چلتے رہے۔ پوچھا آواز آرہی ہے؟ ساتھیوں نے کہا دھیمی دھیمی آواز آرہی ہے پھر چلتے رہے اور پوچھا کہ آواز آرہی ہے؟ عرض کیا گیا کہ نہیں آرہی۔ تو پھر آپ ﷺ نے کانوں سے انگلیاں نکالیں۔ تو جس چیز سے نفرت ہو اس کو آدمی نہیں سنتا۔ تو یہ خود بھی نہیں سنتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ [حم سجدہ: ۲۶] ''اور کہا کافروں نے اس قرآن کو نہ سنو اور شور مچاؤ تاکہ اور بھی کوئی نہ سنے تاکہ تم غالب آجاؤ۔''

میری اس بات کو یاد رکھنا اس وقت سب سے بڑی نیکی ہر مرد اور عورت کی یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھے اور سمجھے۔ یہ صرف مولویوں کے لیے نہیں ہے سب کے لیے ہے۔ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی آنحضرت ﷺ استغاثہ دائر کریں گے مقدمہ درج کرائیں گے اور فرمائیں گے اے میرے رب! اِنَّ قَوۡمِى اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا [فرقان: ۳۰] ''بے شک میری قوم نے بنالیا اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔'' اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ فرمایا فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ پس آپ ان کو خوش خبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔ یہ طنز ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِيۡمِ ان کے لیے

باغ ہیں نعمتوں کے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں۔ ہمیشہ کی خوشیاں ہوں گی ہمیشہ کی نعمتیں ہوں گی۔ جو نیک بخت ایک دفعہ داخل ہو گیا پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہے گا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا رب تعالیٰ کا وعدہ سچا اور پکا ہے۔ تم ایمان لاؤ، اچھے عمل کرو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا کہ تمہیں نعمتوں کے باغوں میں داخل کرے گا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اور وہ اللہ تعالیٰ غالب بھی ہے حکمت والا بھی ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ
وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا
فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ
الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ
اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ
وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾
وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ
فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ
اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ
ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ پیدا کیا اس نے آسمانوں کو بِغَیْرِ عَمَدٍ بغیر ستونوں کے تَرَوْنَهَا جن کو تم دیکھتے ہو وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ اور ڈال دیے اس نے زمین میں رَوَاسِیَ مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ تاکہ وہ حرکت نہ کرے تمہیں لے کر وَبَثَّ فِیْهَا اور پھیلا دیے اس نے زمین میں مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ہر طرح

کے جانور وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے مَآءً پانی فَاَنْبَتْنَا فِیْهَا پس ہم نے اگائے ہیں زمین میں مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ہر قسم کے عمدہ جوڑے هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں فَاَرُوْنِیْ پس تم مجھے دکھلاؤ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ کیا پیدا کیا ہے ان لوگوں نے مِنْ دُوْنِهٖ جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں بَلِ الظّٰلِمُوْنَ بلکہ ظالم لوگ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کھلی گمراہی میں ہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو الْحِكْمَةَ دانائی اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو وَ مَنْ یَّشْكُرْ اور جو شخص شکر ادا کرتا ہے فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے کہ وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی جان کے لیے وَ مَنْ كَفَرَ اور جس نے ناشکری کی فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ بے پروا، تعریفوں والا ہے وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ اور جس وقت کہا لقمان نے لِابْنِهٖ اپنے بیٹے کو وَ هُوَ یَعِظُهٗ اور وہ اس کو نصیحت کر رہا تھا یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ نہ شرک کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ بے شک شرک البتہ بڑا ظلم ہے وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے انسان کو بِوَالِدَیْهِ اس کے والدین کے بارے میں حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ اٹھایا اس کو اس کی ماں نے وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ کمزوری پر کمزوری وَّ فِصٰلُهٗ اور اس کا دودھ چھڑانا فِیْ عَامَیْنِ دو سالوں میں اَنِ اشْكُرْ لِیْ یہ کہ میرا شکر ادا کر وَلِوَالِدَیْكَ اور اپنے ماں باپ

کا اِلَیَّ الْمَصِیْرُ میری طرف لوٹنا ہے وَ اِنْ جَاهَدٰکَ اور اگر وہ تجھے مجبور کریں عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ اس بات پر کہ تم میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اس چیز کو جس کا تجھ کوئی علم نہیں ہے فَلَا تُطِعْهُمَا پس ان کی اطاعت نہ کرنا وَصَاحِبْهُمَا اور ان کا ساتھی بنا رہنا فِی الدُّنْیَا دنیاوی معاملات میں مَعْرُوْفًا اچھے طریقہ سے وَّاتَّبِعْ اور پیروی کرنا سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ اس کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ پھر میری طرف تمہارا لوٹنا ہے فَاُنَبِّئُکُمْ پس میں تمہیں خبر دوں گا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ان کاموں کی جو تم کرتے تھے۔

تفسیر آیات :

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ذکر فرمایا ہے کہ کوئی سمجھنا چاہے تو اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے اور اگر آنکھیں بند کر لے تو پھر سمجھنا آسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ عَمَدٌ عِمَاد کی جمع ہے۔ معنیٰ ہے ستون۔ بغیر ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو۔ آسمانوں کے نیچے کوئی ستون نہیں ہے۔ یہ پہلا آسمان تو ہمیں نظر آتا ہے اس پر دوسرے، تیسرے، چوتھے کو پانچویں، چھٹے، ساتویں کو قیاس کر لو۔ لوگ چھوٹی سی عمارت کھڑی کرتے ہیں تو اس کے نیچے کتنی دیواریں اور ستون ہوتے ہیں لیکن اتنے بڑے آسمان اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھڑے ہیں نیچے کوئی ستون نہیں ہے وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اور ڈال دیئے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔ رَوَاسِیَ رَاسِیَةٌ کی جمع ہے بمعنیٰ مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِیْدَ

بِکُمْ تاکہ وہ زمین حرکت نہ کرے تمہیں لے کر۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو اس میں اضطراب تھا لرزش تھی۔ آج معمولی سا زلزلہ آ جائے تو لوگ گھروں سے نکل کر باہر بھاگ جاتے ہیں ڈر کے مارے کہ کہیں مکان ہم پر نہ گر جائیں۔ اگر زمین میں اضطراب رہتا تو اس پر مکان کس نے بنانے تھے اور اس پر رہنا کس نے تھا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ بڑے بڑے مضبوط پہاڑ میخوں کے طور پر اس میں ٹھونک دیئے وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا [سورۃ نبا] وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ اور پھیلا دیئے اس نے زمین میں ہر طرح کے جانور۔ چار ٹانگوں والے بھی ہیں دو ٹانگوں والے بھی ہیں اور پھر عجیب و غریب شکلیں ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی۔ بارش برسائی بارش برسانے کے بعد فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا پس اگائے ہم نے زمین میں مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ہر قسم کے عمدہ جوڑے۔ زوج کا معنیٰ جوڑا بھی ہوتا ہے۔ پھلوں میں میٹھے بھی ہیں کڑوے بھی ہیں، گرم بھی ہیں ٹھنڈے بھی ہیں، مختلف رنگوں میں بھی ہیں، خشک بھی ہیں تر بھی ہیں، یہ مختلف چیزیں اللہ تعالیٰ کے سوا کس نے پیدا کی ہیں ایک زمین سے؟ اور ذائقے مختلف ہیں، رنگ مختلف ہیں، بارش کا پانی بھی سب کو ایک جیسا ملتا ہے ہوا اور سورج کی کرنیں بھی ایک جیسی ہیں یہ کس ذات کی قدرت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ پس تم مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا ہے ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں جن کو تم نے معبود، مشکل کشا بنایا ہوا ہے انہوں نے بھی کوئی چیز پیدا کی ہے پیدا کرنا ان کے اختیار ہی میں نہیں ہے وہ کیا پیدا کر سکتے ہیں؟ سترھویں پارے

کے آخری رکوع میں تم پڑھ چکے ہو یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ اے لوگو بیان کی گئی ہے ایک مثال فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ پس تم ان کو غور سے سنو اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِاجْتَمَعُوْا لَہٗ ’’بے شک وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے وہ سارے مل کر ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔‘‘ یہ اتنے بے بس ہیں اور ہر بڑی اور چھوٹی چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی قدرت کے اتنے واضح دلائل اور نشانیاں دیکھتے ہوئے بھی شرک کرو تو بہت بری بات ہے اور شرک کرنے والے بڑے ظالم ہیں بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

حضرت لقمان رحمہ اللہ کا واقعہ :

آگے اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان رحمہ اللہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو دانائی اور سمجھ۔ ان کے باپ کا نام باعور تھا اور دادا کا نام ناحور تھا رحمہما اللہ تعالیٰ۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بہت بڑے بزرگ تھے۔ حضرت عکرمہؒ تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ پیغمبر تھے۔ ان کے سوا کوئی ان کی نبوت کا قائل نہیں ہے۔ جمہور کے نزدیک وہ پیغمبر نہیں تھے اللہ تعالیٰ کے ولی اور نیک بندے تھے۔ جاہل لوگ حقے کی اچھائی پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ حضرت لقمان کی ایجاد ہے۔ کیسے دانا تھے کہ انہوں نے حقہ ایجاد کیا۔ لیکن رب تعالیٰ ان کی حکمت اور دانائی بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ دانا ہے اس میں سمجھ ہے عقل مندی ہے۔ پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱ میں اللہ تعالیٰ نے عقل مندوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ ’’عقلمند وہ لوگ ہیں جو اللہ

تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھنے کی حالت میں اور پہلو کے بل لیٹنے کی حالت میں'' اور غور و فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھتے ہوئے کہتے ہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ''اے ہمارے پروردگار تو نے ان کو بے مقصد اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔'' تو دانائی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے بے شمار دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ نِعْمَةً اَوْ اَمْسٰی اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَضْلَ وَحْدِکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ ''اے پروردگار صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک جو نعمتیں آپ نے مجھے دی ہیں اور جس مخلوق کو دی ہیں آپ اکیلے نے دی ہیں آپ کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے آپ کا کوئی شریک نہیں ہے پس آپ کے لیے حمد ہے اور شکر ہے۔'' اور شکر ادا کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ [ابراہیم: ۷] ''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا۔'' کتنے واضح الفاظ میں فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ فرمایا وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ اور جو شخص شکر ادا کرتا ہے پس پختہ بات ہے کہ وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی جان کے لیے۔ اس شکر کا صلہ اس کو دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ شکر کا فائدہ بندے ہی کو ہے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اگر ساری مخلوق ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی ساری مخلوق باغی ہو جائے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ فرمایا وَمَنْ کَفَرَ اور جس نے ناشکری کی رب تعالیٰ کی نعمتوں کی فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ پس بے شک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے وہ تمہارے شکر کا محتاج نہیں ہے حَمِیْدٌ تعریفوں والا ہے۔ تم اللہ

تعالیٰ کی حمد و ثنا نہ بھی کرو گے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ وہ فی حد ذاتہٖ قابل تعریف ہے تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ [اسراء: ۴۴] ''تسبیح بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔'' ریت کا ایک ایک ذرہ، پانی کا ایک ایک قطرہ، درختوں کا ایک ایک پتا اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ''لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔'' لہٰذا اگر تم اس کا شکرادا نہیں کرو گے تو اس کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

حضرت لقمانؒ کا بیٹے کو نصیحت کرنا :

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ اور جس وقت کہا لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو۔ اکثر حضرات اس کا نام ساران بتلاتے ہیں وَ هُوَ يَعِظُهٗ اور وہ اس کو نصیحت کر رہا تھا۔ نصیحت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بیٹا مشرک تھا اس کو شرک سے روکنے کے لیے نصیحت کی۔ دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ تھا تو موحد مشرک نہیں تھا اس کو مزید توحید پر پختہ کرنے کے لیے یہ سبق دیا۔ کیا نصیحت کی؟ يٰبُنَيَّ یہ تصغیر ہے پنجابی میں اس کا معنیٰ ہے اے میری پتری! بڑے پیار کا انداز ہے اے میرے پیارے بیٹے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ نہ شرک کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرانا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون میں شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ [النساء: ۴۸] ''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور بخش دے گا اس سے ورے جس کو چاہے گا۔'' رب تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے کہ مشرک کو نہیں بخشے گا اور کفر و شرک کے علاوہ جو گناہ ہیں جس کو چاہے گا بخش دے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو تقریر قوم کو سمجھانے کے لیے فرمائی وہ پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۷۲ میں موجود ہے وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ''اور کہا مسیح علیہ السلام نے اے بنی اسرائیل عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بے شک جس نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس تحقیق حرام کر دی اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور ٹھکانا اس کا دوزخ ہے۔'' حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرانا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ کئی لوگ شرک کا مفہوم ہی نہیں سمجھے۔ وہ شرک صرف بتوں کی پوجا کو سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی اطاعت کرنا یہ بھی شرک ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۱ میں ہے وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ''اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو بے شک البتہ تم بھی شرک کرنے والے بن جاؤ گے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی اطاعت کرنا یہ بھی شرک کی قسم ہے اور گناہ جتنے بھی ہیں وہ شیطان کی ترغیب کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ تو شیطان کی پیروی کرنا شرک کی قسم ہے چاہے وہ وضع قطع میں ہو یا لباس میں یا خوراک میں ہو اور شرک کی ایک قسم ہے اپنی خواہش کو الٰہ بنانا۔ سورۃ جاثیہ آیت نمبر ۲۳ میں ہے اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ''کیا پس آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو جس نے بنا لیا الٰہ اپنی خواہش کو۔'' جو اس کی خواہش کہتی ہے وہ کرتا ہے شریعت کی مخالفت میں ذاتی خواہش پر چلنے والا بھی مشرک ہے۔ اسی مضمون کو علامہ اقبال مرحوم نے بیان کیا ہے۔

؎ نہیں ہے دہریت کیا بندہ حرص و ہوا ہونا

قیامت ہے مگر اوروں کو سمجھا دہریہ تو نے
زبان سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے

از روئے قرآن ایسی خواہش پر چلنا جو شریعت کے حکم کے خلاف ہو یہ بھی شرک ہے۔ مشرک کے سینگ نہیں ہوتے وہ اچھا بھلا آدمی ہوتا ہے شیطان کی اطاعت کرنے والا مشرک ہے۔ اور جو آدمی شریعت کے خلاف اپنی مرضی پر چلتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور شرک بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ مشرکوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور شرک کے علاوہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی اسے کہتے ہیں کہ وہ بات اللہ تعالیٰ نے براہ راست آنحضرت ﷺ کو بتلائی ہو اس میں جبرائیل علیہ السلام کا بھی واسطہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ ذَنْبًا لَلَقِيْتُكَ مِثْلُهَا مَغْفِرَةً ''اے آدم کے بیٹے اگر تو مجھے ملے اتنے گناہوں کے ساتھ کہ ساری زمین گناہوں سے بھری ہوئی ہو۔ مشرق سے لے کر مغرب تک شمال سے لے کر جنوب تک زمین کے فرش سے لے کر آسمان کی چھت تک تیرے گناہ ہوں میں تجھے بخش دوں گا مَا لَمْ تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا یہ شرط ہے کہ تو نے میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کیا ہو۔ نہ اپنے نفس کو نہ شیطان کو نہ خواہش کو۔''

تو حکیم لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا بیٹا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرنا شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور فرمایا بیٹے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو اس کے والدین کے بارے میں حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ اٹھایا اس کو اس کی ماں نے اپنے پیٹ میں وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ

کمزوری سے کمزوری پر۔ پہلے بچہ پیٹ میں ہلکا ہوتا ہے تکلیف تھوڑی ہوتی ہے پھر جب بڑا ہوتا جاتا ہے تو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ تو تکلیف پر تکلیف کے ساتھ اس کو ماں نے پیٹ میں اٹھایا وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سالوں میں ہے۔ بعض پہلے بھی چھڑا دیتے ہیں۔ جس ماں نے نو ماہ پیٹ میں اٹھایا دو سال دودھ پلایا اب یہ بچہ بڑا ہونے کے بعد ماں کو پوچھے بھی نہ تو کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ فرمایا اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ یہ کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر بھی ادا کرو۔ اے بندے یاد رکھنا! اِلَیَّ الْمَصِیْرُ میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور مجھ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ اور بندے یہ بھی یاد رکھنا! وَ اِنْ جَاهَدٰكَ اور اگر ماں باپ تیرے اوپر کوشش صرف کریں تجھے مجبور کریں عَلٰۤى اَنْ اس بات پر تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کہ میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ ان چیزوں کو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے تو میرا فیصلہ سن لو فَلَا تُطِعْهُمَا پھر ماں باپ کی اطاعت بالکل نہیں کرنی۔ ماں باپ کفر و شرک پر آمادہ کریں گناہ پر آمادہ کریں تو پھر ان کے قریب نہیں جانا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا اور ساتھی بنا رہ ان کا دنیا کی زندگی میں اچھے طریقہ کے ساتھ۔ لباس، خوراک، رہائش، بیماری میں ان کی خدمت کرنی ہے بول چال میں نرمی برتنی ہے مگر عقیدے میں ان کا ساتھ نہیں دینا وَّ اتَّبِعْ اور اتباع کر، تقلید کر۔

تقلید اور اتباع شیٔ واحد ہے :

تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے۔ پیروی کر تقلید کر سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ان لوگوں کے راستے کی جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ یاد رکھنا! جتنے امام فقہاء گزرے ہیں، محدثین گزرے ہیں، مفسرین گزرے ہیں سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی طرف

رجوع کرنے والے تھے ان کی بات سننے کا، ان کی پیروی کرنے کا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا قرآن میں حکم ہے۔ رہی یہ بات کہ یہاں تو اتباع کا حکم ہے؟ تو فقہائے کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اَلْاِتِّبَاعُ وَالتَّقْلِيْدُ شَيْءٌ وَّاحِدٌ ''اتباع اور تقلید دونوں ایک چیز ہیں۔'' تو فرمایا ان کی پیروی اور تقلید کرو جو میری طرف رجوع کرتے ہیں ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ پھر میری طرف تمہارا لوٹنا ہے فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس میں تمہیں خبر دوں گا ان کاموں کی جو تم کرتے تھے کہ تم نے یہ کیا اس کا یہ پھل ہے اور یہ کیا اس کا یہ بدلہ ہے۔ اس چیز کو مت بھولنا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ
اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي
السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾
يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ
عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ
لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع

يٰبُنَيَّ اے میرے پیارے بیٹے اِنَّهَآ بے شک وہ برائی اِنْ تَكُ اگر ہووہ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ رائی کے دانے کے برابر فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ پھر ہووہ برائی کسی چٹان میں اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ یا آسمانوں میں اَوْ فِي الْاَرْضِ یا زمین میں يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ لائے گا اس کو اللہ تعالیٰ میدان میں اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے يٰبُنَيَّ اے میرے پیارے بیٹے اَقِمِ الصَّلٰوةَ قائم رکھو نماز کو وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کر نیکی کا وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روک برائی سے وَاصْبِرْ اور صبر کر عَلٰى مَآ ان تکالیف پر اَصَابَكَ جو تجھے پہنچے اِنَّ ذٰلِكَ بے شک یہ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ پختہ باتوں میں سے ہے وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ اور نہ پھلا اپنے گال کو لِلنَّاسِ لوگوں

کے سامنے وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے
اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا یُحِبُّ نہیں پسند کرتا کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ کسی
بھی اترانے والے اور شیخی مارنے والے کو وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ اور میانہ
روی اختیار کر اپنی چال میں وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اور پست رکھو اپنی آواز کو
اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ بے شک سب آوازوں میں بُری آواز لَصَوْتُ
الْحَمِیْرِ البتہ گدھے کی آواز ہے۔

تفسیر آیات :

حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے ساران ؒ کو نصیحت کرتے ہوئے بڑی قیمتی باتیں
بیان فرمائی ہیں کہ بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے تمام
پیغمبروں کی دعوت کا پہلا سبق ہے۔ پیغمبروں کی دعوت اسی سبق سے شروع ہوتی ہے
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ''اے میری قوم عبادت اللہ تعالیٰ کی کرو اس
کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔'' اور کلمے کا پہلا جز بھی یہی ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
دوسرے نمبر پر والدین کے حقوق بتلائے۔ اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ ماں
باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھائی ہے اور باپ نے بھی
کمائی کے سلسلے میں بڑی تکلیف اٹھائی ہے تجھے پالا ہے ان کی خدمت کو نہ بھولنا۔ ہاں اگر
ماں باپ تمہیں شرک پر آمادہ کریں تو پھر ان کی بات نہیں ماننی۔ کوئی بھی گناہ کی بات
والدین کہیں تو نہیں ماننی۔ دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔ اور
میرے بیٹے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ میری طرف رجوع کرنے والے ہیں ان کا

اتباع کرنا جو میرے ساتھ تعلق جوڑنے والے بندے ہیں ان کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ پہلے عقائد بتلائے آگے تصوف بتلاتے ہیں، اخلاقیات۔ لوگ تصوف کی تعریف کرنے میں بڑا اختلاف کرتے ہیں۔ تصوف کس کو کہتے ہیں؟ بعض نے کہا ہے کہ صوف کا لباس پہننے والا صوفی ہوتا ہے مگر یہ کوئی بات نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تصوف کا مطلب ہے کہ اپنے باطن کو صاف رکھے اپنے رب کے لیے اور بندوں کے لیے بھی۔ صوفی وہ ہے جس کا ظاہر و باطن صاف ہو رب تعالیٰ کے لیے اور بندوں کے لیے۔ تو تصوف کا خلاصہ یہ ہے کہ باطن کی صفائی کرنا، رب تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا، بندوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں کمی نہ کرنا۔ یہ باتیں یاد رکھنا! بڑی قیمتی باتیں ہیں جو لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو بتلائی ہیں۔

فرمایا یٰبُنَیَّ اے میری پتری، اے میرے پیارے بیٹے اِنَّھَآ بے شک وہ بری خصلت، گناہ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ اگر ہو وہ ایک دانے کے برابر مِّنْ خَرْدَلٍ رائی کے۔ اگر گناہ، بری خصلت، بری چیز رائی کے ایک دانے کے برابر بھی ہو فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ پھر ہو وہ برائی چٹان میں یعنی وہ برائی کسی چٹان میں چھپ کر کی گئی ہو اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ یا آسمانوں میں جا کر برائی کی ہو اَوْ فِی الْاَرْضِ یا زمین میں سرنگ لگا کر اس میں برائی کی ہو تو بیٹے یاد رکھنا! یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ لائے گا اس کو اللہ تعالیٰ میدان میں قیامت والے دن۔ مطلب یہ ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کس نے برائی کی چاہے جہاں کہیں کی ہے اس کا بھی حساب ہوگا۔'' اگر ہم اس نکتے پر یقین رکھیں تو بہت سی برائیوں سے بچ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے پابند ہو جائیں گے۔

جھوٹ چھوڑنے کی وجہ سے تمام گناہ چھوٹ گئے :

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت! آپ بمنزلہ والدین کے ہیں آپ سے کوئی چیز چھپانی نہیں ہے۔ میرے اندر چار بری خصلتیں ہیں اور میں سب کو یک دم چھوڑ نہیں سکتا۔ ایک آدھ کے متعلق فرمائیں تو چھوڑ دوں گا باقی کے بارے میں پھر دیکھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی خصلتیں ہیں؟ کہنے لگا ایک جھوٹ ہے، دوسری زنا ہے، تیسری شراب نوشی ہے اور چوتھی جوا کھیلنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وعدہ کرتے ہو کہ ایک کو چھوڑ دو گے؟ کہنے لگا ہاں! تو فرمایا جھوٹ کو چھوڑ دو۔ اس نے کہا وعدہ ہے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جب رات کو گھر گیا شراب پینے کا وقت آیا تو گھر والوں نے شراب کا پیالہ لا کر سامنے رکھا تو یہ سوچ میں پڑ گیا کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی مجلس میں جاؤں گا تو آپ ﷺ اہل مجلس کی موجودگی میں پوچھیں گے کہ تو نے شراب پی ہے یا نہیں؟ اگر کہا کہ نہیں پی تو یہ جھوٹ ہو گا اور جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کر کے آیا ہوں اور اگر کہا کہ پی ہے تو مجرم ثابت ہو جاؤں گا۔ یہ سوچ کر گھر والوں سے کہا کہ پیالہ توڑ دو آئندہ مجھے شراب نہ دینا۔ تھوڑی دیر کے بعد جواری ساتھی آ گئے یہ فکر میں پڑ گیا کہ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ جوا کھیلا ہے تو جھوٹ تو بولنا نہیں اقرار کروں گا تو بدنام ہو جاؤں گا۔ ساتھیوں سے کہا کہ آج کے بعد جوا کھیلنے کے لیے میرے گھر نہ آنا اور نہ ہی مجھے جوے کی دعوت دینا۔ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد وہ عورت آ گئی جس کے ساتھ بدمعاشی کرتا تھا۔ پھر وہی فکر دامن گیر ہوئی تو اس عورت کو کہا کہ واپس چلی جا اور آئندہ میرے گھر نہ آنا جو ہو چکا سو ہو چکا وہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے میں نے گناہ چھوڑ دیا ہے۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ کی خدمت میں آ

کر کہا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ نے مجھ سے ایک چیز نہیں سب چیزیں چھڑا دی ہیں۔ایک جھوٹ تھا جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔تو آدمی میں اگر جواب دہی کی فکر پیدا ہو جائے تو گناہ چھوڑ دیتا ہے۔اسی طرح اگر یہ بات دماغ میں بیٹھ جائے کہ میں نے اگر ذرہ برابر بھی گناہ کیا چاہے جہاں بھی کیا وہ میرے سامنے آئے گا تو آدمی تمام برائیوں سے بچ جائے گا۔حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چٹان میں گناہ کرتا ہے جس کا نہ کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی ہے نہ روشن دان ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا۔تو اگر کوئی اس خیال سے گناہ کرتا ہے کہ میرا گناہ چھپا رہے گا تو وہ غلطی پر ہے۔آج ظاہر نہ ہو تو کل ظاہر ہو جائے گا کل نہ ظاہر ہوا تو پرسوں ظاہر ہو جائے گا، ہفتے تک ہو جائے گا، مہینے تک ہو جائے گا۔تو انسان جب یہ بات سمجھ لے گا اور اس کو دماغ میں بٹھا لے گا کہ گناہ ایک نہ ایک دن ظاہر ہو گا اور پھر مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے گی تو وہ گناہ سے بچنے کی کوشش کرے گا اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے۔وہ نیتوں اور ارادوں کو جاننے والا ہے ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے۔

پہلے عقائد پھر اخلاقیات اور اب آگے عادات کا ذکر ہے۔فرمایا یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا نہ کوئی امت ایسی گزری ہے کہ جس میں نماز کا تصور نہ ہو۔نماز ہر نبی کی شریعت میں تھی اور ہر امت پر تھی ہاں! یہ بات الگ ہے کہ کسی پر تھوڑی کسی پر زیادہ۔یہ پانچ نمازیں صرف ہمیں ملی ہیں خصوصاً عشاء کی نماز۔بخاری شریف میں روایت ہے کہ عشاء کی نماز پہلی امتوں کو نہیں ملی یہ صرف رب تعالیٰ نے

تمہیں عطا فرمائی ہے۔ تو فرمایا میرے پیارے بیٹے نماز کو نہ چھوڑنا وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ اور حکم کر نیکی کا وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روک برائی سے۔ یہ لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی اور اس امت کے فریضہ میں ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر یہ اس امت کا فرض ہے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰ میں ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ''تم تمام امتوں میں سے سب سے بہتر امت ہو تمہیں پیدا کیا گیا ہے لوگوں کے لیے، تمہیں اپنے لیے نہیں پیدا کیا گیا کہ تم سمجھو کہ ہمارا کاروبار چل رہا ہے دکانیں چل رہی ہیں کام خوب ہو رہا ہے نہیں بلکہ تمہیں لوگوں کے فائدے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں کا کیا کام کرو گے؟ نیکی کا حکم دینا ہے برائی سے منع کرنا ہے۔'' امر بالمعروف نہی عن المنکر ہر امتی کا فریضہ ہے یہ صرف مولویوں کی ذمہ داری نہیں ہے۔

حدیث میں آتا ہے بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً ''بخاری شریف کی روایت ہے اگر تمہیں قرآن کریم کی ایک آیت بھی آتی ہے تو تمہارے فریضہ میں ہے کہ اس کو دوسروں تک پہنچاؤ۔'' اپنی فکر کے ساتھ دوسروں کی بھی فکر کرو۔ لوگ دنیا کے پیچھے دیوانوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ تو فرمایا بیٹے کسی کو برائی کرتے دیکھو تو اس کو منع کرو وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ اور صبر کر ان تکالیف پر جو تجھے پہنچیں۔ راہ حق میں لوگ تمہیں طعنہ دیں گے ماریں پیٹیں گے ذہنی تکلیف دیں گے مگر صبر کا دامن نہ چھوڑنا واویلا نہ کرنا جزع فزع نہ کرنا۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کو تکلیف آتی ہے تو کہتے ہیں رب جانے میں کیا گناہ کر بیٹھا ہوں۔ اپنے گناہوں کا انکار کرتا ہے معصوم بنتا ہے کہ معلوم نہیں کون سا گناہ کر بیٹھا ہوں۔ تم تو سر سے لے کر پاؤں تک گناہوں میں غرق ہو پھر کہتے ہو کہ خدا جانے کون

سا گناہ کر بیٹھا ہوں ۔ ہر وقت اپنے آپ کو گنہگار سمجھنا چاہیے اگر ہم اپنے گناہوں کا خیال کریں تو معلوم ہو کہ ہم کتنے گنہگار ہیں اور اگر کوئی گناہ نہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت یہ کم گناہ ہے ۔ اگر حساب کرو تو اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ تو امر بالمعروف نہی عن المنکر کے نتیجے میں تکلیفیں آئیں پھر صبر کرو ۔ ویسے کوئی تکلیف آئے مالی ، جانی ، بیماری وغیرہ تو پھر صبر سے کام لو علاج کراؤ ۔

علاج کرانا سنت ہے :

علاج کرنا سنت ہے شفا اللہ تعالیٰ نے دینی ہے آنحضرت ﷺ کا حکم ہے عَلَيْكُمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ ''اللہ کے بندو تم پر لازم ہے جب بیمار ہو جاؤ تو علاج کرو ۔'' ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آکر کہا حضرت ! دم کر دیں ۔ آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ اگر اس کو محض دم ہی کر دیا تو یہ سمجھے گا کہ صرف دم ہی سبب شفا ہے ۔ آپ ﷺ نے دم کرنے کے ساتھ فرمایا کہ فلاں حکیم سے جا کر دوا بھی لے لو تا کہ اس کا ذہن بن جائے کہ علاج کرانا بھی سنت ہے ۔ دوا ظاہری سبب ہے اور دعا روحانی سبب ہے اور اثر دونوں میں اللہ تعالیٰ نے ڈالنا ہے ۔ کوئی یہ سمجھے کہ میرے دم میں اثر ہے حاشا وکلا یا کوئی کہے کہ میری دوا میں اثر ہے حاشا وکلا اثر رب تعالیٰ نے ڈالنا ہے اس کی مرضی ہوگی تو اثر ہوگا نہ ہوگی تو کوئی اثر نہیں ہوگا ۔ سنت سمجھ کے علاج کراؤ گے تو جو پیسہ خرچ کرے گا اس کا ثواب ملے گا شفا ہو یا نہ ہو ۔ اگر آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں علاج نہ کیا تو اجر نہیں ملے گا ۔

بہر حال جو تکالیف آئیں ان پر صبر کرنا چاہیے اور اس کے ازالے کی شریعت کی روشنی میں کوشش کرنی چاہیے ۔ حدیث شریف میں آتا ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ ''جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے (عبد کا

لفظ نہ بھولنا) تو اس کو کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے۔'' اگر کسی مسلمان کو کوئی ذہنی، روحانی، جسمانی یا خانگی پریشانی آ جائے یا اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں ڈال دے اور وہ اس تکلیف پر صبر کرے تو وہ تکلیف اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور اس کی نیکی بن جاتی ہے اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بے شک یہ صبر کرنا پختہ باتوں میں سے ہے ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ اور اے بیٹے! وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ اور نہ پھلاؤ اپنے گال لوگوں کے سامنے۔ گال پھلانے کا مطلب ہے کہ تم کسی پر غصے کی وجہ سے منہ میں ہوا بھر کر گال پھلاؤ اور آپے سے باہر ہو جاؤ ایسا نہ کرو یہ تکبر کی علامت ہے بلکہ خندہ پیشانی سے دوسروں کی بات سنو اور اس کا جواب دو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ تکبر کسے کہتے ہیں غِمط الناس لوگوں کو حقیر سمجھنا وَ بَطَرُ الْحَقِّ اور حق بات کو ٹھکرا دینا۔ مثلاً یہ کہے کہ چھوڑو اس کالے کو، اس بونے کو، یہ کمی برادری سے تعلق رکھتا ہے اس کی کیا حیثیت ہے۔ یہ نسبتیں ہیں سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے لَا فَخْرَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰی عَجَمِيٍّ ''عربی کو محض عربی ہونے کی وجہ سے کوئی فضیلت نہیں، کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے کُلُّکُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ''تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام خاک سے پیدا کیے گئے ہیں۔'' فرمایا وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو زمین پر اتراتے ہوئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی بھی اترانے والے شیخی مارنے والے کو۔ اور نصیحت وَاقْصِدْ فِيْ مَشْیِکَ اور میانہ روی اختیار کر اپنی چال میں۔ جب چلو تو میانہ روی اختیار کرو نہ پاگلوں کی طرح بھاگو کہ لوگ کہیں کہ اس کو کیا ہو گیا ہے اور نہ بیماروں کی

طرح پاؤں گھسیٹ کر چلو درمیانی چال چلو۔کیسی پتے کی نصیحتیں فرمائی ہیں۔اور اے بیٹے! وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اور پست رکھو اپنی آواز کو اتنی کہ لوگ سمجھ لیں۔فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کے پیچھے مقتدی تھوڑے ہیں اور اس نے زیادہ بلند آواز سے قرأت کی تو فَقَدْ اَسَآءَ ''اس نے برا کام کیا ہے۔'' مگر آج تو مصیبت ہے کہ چاہے سامنے ایک آدمی بھی مسجد میں نہ ہو اس نے سپیکر پر سارے شہر کو جگایا ہوتا ہے۔

مسجد میں اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیے :

تفسیر مظہری وغیرہ میں ہے کہ ایک آدمی بھی مسجد میں ہو تو اونچی آواز سے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے کہ اس کی نماز میں خلل آئے گا۔آج تو لوگوں نے دوسروں کو بیدار کرنا ہی عبادت سمجھا ہوا ہے۔کسی کی نماز ہو یا نہ ہو،کوئی آرام کر رہا ہے یا نہیں،کوئی بیمار ہے،کوئی مطالعہ کر رہا ہے اس کو کسی کی کوئی پروا نہیں ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے رَفْعُ الْاَصْوَاتِ ''آوازوں کا بلند ہونا۔'' خصوصاً مسجدوں میں لوگوں کو چین نہیں لینے دیں گے۔تو فرمایا بیٹے! اپنی آواز کو پست رکھو اس لیے کہ اونچی آواز اگر کوئی فضیلت کی بات ہوتی تو گدھا بڑا افضل ہوتا۔حالانکہ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ایسی آواز سے بات کرو جو لوگوں کے کانوں تک پہنچ جائے ویسے لوگوں کے کان نہ کھاؤ۔پانچ دس آدمی ہیں اور تم نے ساری بستی کو بیدار کیا ہوا ہے۔کیسی اہم نصیحتیں ہیں۔رب تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

❁ ❁ ❁

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ
مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ
بَاطِنَۃً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّ لَا ہُدًی
وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ
مَا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ کَانَ الشَّیۡطٰنُ یَدۡعُوۡہُمۡ اِلٰی عَذَابِ
السَّعِیۡرِ ﴿۲۱﴾ وَ مَنۡ یُّسۡلِمۡ وَجۡہَہٗۤ اِلَی اللّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ
بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۲۲﴾ وَ مَنۡ کَفَرَ فَلَا یَحۡزُنۡکَ
کُفۡرُہٗ ؕ اِلَیۡنَا مَرۡجِعُہُمۡ فَنُنَبِّئُہُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوۡرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُہُمۡ قَلِیۡلًا ثُمَّ نَضۡطَرُّہُمۡ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیۡظٍ ﴿۲۴﴾
وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ
الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾

اَلَمۡ تَرَوۡا کیا تم نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے مَّا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وَ اَسۡبَغَ اور اس نے مکمل کی ہیں عَلَیۡکُمۡ تمہارے اوپر نِعَمَہٗ اپنی نعمتیں ظَاہِرَۃً ظاہری وَّ بَاطِنَۃً اور باطنی وَ مِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے مَنۡ وہ بھی ہیں یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بِغَیۡرِ عِلۡمٍ علم کے بغیر وَّ لَا ہُدًی اور بغیر ہدایت کے وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ اور نہ کوئی کتاب ہے روشنی پہنچانے والی وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ

اور جب ان کو کہا جاتا ہے اِتَّبِعُوْا پیروی کرو مَآ اس چیز کی اَنْزَلَ اللّٰہُ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے قَالُوْا کہتے ہیں بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ ہم پیروی کریں گے مَا اس چیز کی وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا پایا ہم نے جس پر اپنے آباؤ اجداد کو اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ کیا اور اگرچہ ہو شیطان یَدْعُوْھُمْ بلاتا ہو ان کو اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ شعلہ مارنے والے عذاب کی طرف وَ مَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَہٗٓ اور جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اِلَی اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے سامنے وَ ھُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی کرنے والا ہے فَقَدِ اسْتَمْسَکَ پس بے شک اس نے پکڑ لیا بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی مضبوط دستے کو وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہے سب کاموں کا انجام وَ مَنْ کَفَرَ اور جس نے کفر کیا فَلَا یَحْزُنْکَ کُفْرُہٗ پس نہ غم میں ڈالے آپ کو اس کا کفر اِلَیْنَا مَرْجِعُھُمْ ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے فَنُنَبِّئُھُمْ پس ہم ان کو خبر دیں گے بِمَا اس کارروائی کی عَمِلُوْا جو انہوں نے کی اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ عَلِیْمٌ جاننے والا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ دلوں کے رازوں کو نُمَتِّعُھُمْ قَلِیْلًا ہم ان کو فائدہ دیتے ہیں تھوڑا ثُمَّ نَضْطَرُّھُمْ پھر ہم ان کو مجبور کر دیں گے اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ سخت عذاب کی طرف وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ اور اگر آپ ان سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے قُلْ آپ کہہ دیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں

بَلْ اَکْثَرُ ھُمْ بلکہ اکثر ان کے لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے رکوع میں حضرت لقمانؒ کی نصیحتوں کا ذکر تھا جن میں بنیادی طور پر انہوں نے بیٹے کو شرک سے منع کیا تھا۔ اس رکوع میں اجمالی طور پر دلیل پیش کی گئی ہے کہ رب تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی نے کیے ہیں۔

فرمایا اَلَمْ تَرَوْا کیا تم نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے تمہارے تابع کر دی ہیں مَّا وہ چیزیں فِی السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو چیزیں زمین میں ہیں۔ چاند سورج ستارے تمہارے کام میں لگے ہوئے ہیں، ہوا تمہارے فائدے کے لیے ہے، زمین میں میدان تمہارے فائدے کے لیے ہیں، پہاڑ تمہارے فائدے کے لیے ہیں درخت، اناج، سبزیاں، میوے تمہارے فائدے کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہے جس نے یہ سب چیزیں پیدا کی ہوں۔ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ۔نِعَمَ نِعْمَۃٌ کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکمل کیں تمہارے اوپر اپنی نعمتیں ظَاھِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ظاہری نعمتیں بھی اور باطنی نعمتیں بھی۔ ظاہری نعمتیں وہ ہیں جو دوسروں کو نظر آئیں زمین آسمان وغیرہ انسانی قد، اس کی شکل، آنکھیں، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں، لباس، صحت وغیرہ۔ اور باطنی نعمتیں وہ ہیں جو دوسروں کو نظر نہ آئیں۔ ایمان ہے، علم ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے یہ نظر نہیں آتیں اور ہیں بڑی نعمتیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی آدمی کی شکل و صورت سے آدمی بڑا مرعوب ہوتا ہے مگر جب وہ بات کرتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ خاموش ہی رہتا تو بہتر

تھا۔کیونکہ اس میں علم،سمجھ بوجھ،بصیرت نہیں ہے۔تو ظاہری اور باطنی نعمتیں سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں لیکن وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے۔بعض مفسرین نضر بن حارث کا ذکر کرتے ہیں یہ ایک بڑا منہ پھٹ کافر تھا۔بعض کہتے ہیں کہ امیہ بن خلف تھا۔جس وقت توحید کا اثبات ہوتا،شرک کا رد ہوتا تو یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں۔حالانکہ ان کے پاس نہ علم تھا وَّ لَا هُدًى اور نہ ہدایت تھی وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ اور نہ ایسی کتاب تھی جو روشنی پہنچانے والی ہو۔علم سے مراد عقلی دلیل ہے اور ہدایت سے مراد نقلی دلیل ہے جو انبیائے کرام کی وساطت سے وحی الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔اور تیسری چیز روشن کتاب ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے حق میں یا اس کے خلاف دلیل دی جاسکتی ہے اور ان کے پاس ان میں سے کوئی شے بھی نہیں ہے نہ علم،نہ ہدایت اور نہ روشن کتاب اور جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں محض اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہوئے۔

ادلہ شرعیہ چار ہیں :

کسی مسئلے کے اثبات کے لیے چار دلیلوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ کتاب اللہ،سنت رسول اللہ،اجماع اور قیاس۔لیکن مطلق قیاس نہیں بلکہ جو قرآن و حدیث سے کیا گیا ہو۔ایسا قیاس اور اجتہاد جو قرآن و سنت کے خلاف ہو مردود ہے اور ہر آدمی مجتہد بھی نہیں بن سکتا بلکہ مجتہد کے لیے شرائط ہیں۔پھر یہ بھی یاد رکھنا! کہ مجتہد کے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے اور وہ درست بھی ہوتا ہے البتہ پیغمبر سے خطا نہیں ہوتی کہ پیغمبر معصوم ہوتا

ہے جب کہ مجتہد معصوم نہیں ہوتا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ مجتہد سے غلطی بھی ہوگئی تو وہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس کو ایک اجر ملتا ہے بشرطیکہ مجتہد صحیح ہو پانچواں سوار نہ ہو۔ (پانچویں سوار کا واقعہ حضرت اس طرح بیان فرماتے تھے کہ چار آدمی بہترین گھوڑوں پر سوار دلی جا رہے تھے۔ جب دلی پہنچنے لگے تو ایک آدمی لنگڑی گدھی پر سوار ساتھ مل گیا۔ جب وہاں پہنچے تو وہ بھی ساتھ کھڑا ہوگیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں بہترین گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہوں۔ یعنی نام وروں کی فہرست میں خواہ مخواہ اپنا نام شامل کرنا۔ گویا لہو لگا کر شہیدوں میں ملنا۔ مراد اس سے مودودی صاحب ہیں۔)

ائمہ مجتہدین معصوم نہیں :

اور یاد رکھنا! بعض جاہل قسم کے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مقلدین نے اپنے اماموں کو نبی کی گدی پر بٹھایا ہوا ہے حاشا وکلا ثم حاشا وکلا کسی مقلد نے جو صحیح معنٰی میں مقلد ہو وہ امام کو نبی کی گدی پر نہیں بٹھاتا پیغمبر معصوم ہے امام غیر معصوم ہے زمین آسمان کا فرق ہے۔ تو امام پیغمبر کی گدی پر کس طرح بیٹھ سکتا ہے یا اس کو کوئی بٹھا سکتا ہے۔ اب دیکھو ایک آدمی کو مسئلہ قرآن سے نہیں ملتا، حدیث سے نہیں ملتا، خلافت راشدہ کے دور میں بھی نہیں ملتا، صحابہ کرام ﷺ سے بھی نہیں ملتا اگر یہ شخص مجتہدین میں سے کسی کی بات مان لے کہ ممکن ہے اس کی بات صحیح ہو یہ ہے اہل اسلام کی تقلید کہ اس نے مجتہد کی بات پر عمل کیا ہے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ تقلید جائز بھی ہے اور ناجائز بھی ہے۔ کل کے سبق میں تم پڑھ چکے ہو وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ''اور تقلید کر اس کی جو میری طرف رجوع کرنے والا ہے۔'' تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے اور کوئی امام معصوم نہیں ہے۔ البتہ رافضیوں کا نظریہ ہے کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شاہ احمد سرہندیؒ کے دور میں رافضیوں کا بڑا فتنہ تھا اور یہ

دہشت گرد فتنہ ہے۔ ملا علی قاریؒ افغانستان ہرات کے باشندے تھے اس علاقے کا حکمران شیعہ آگیا اس نے چن چن کر علماء قتل کرائے۔ ملا علی قاریؒ نے بھی اس کے خلاف فتویٰ دیا تھا ان کو ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ اس ظالم نے آپ کو یہاں چھوڑنا نہیں ہے لہٰذا آپ ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ یہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہاں بیٹھ کر انہوں نے کتابیں لکھیں وہیں فوت ہوئے اور جنت المعلیٰ میں ان کی قبر ہے۔ تو مجدد الف ثانیؒ نے ایک شرک و بدعت کا بڑی سختی سے رد کیا ہے اور دوسرا شیعہ کا بڑا رد کیا ہے۔ شیعہ کے رد میں انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے ''ردّ روافض'' یہ چھوٹی سی کتاب ہے فارسی زبان میں چونکہ اکثر لوگ فارسی زبان نہیں جانتے تو ہماری ترغیب سے ایک پروفیسر صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کر دیا ہے ''ردّ رفض'' کے نام سے۔ اس کتاب کو ضرور پڑھو۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس میں شیعوں کے کفر کے اصول بیان فرمائے ہیں کہ یہ شیعہ رافضی کافر کیوں ہیں۔

شیعہ کے کفر پر دلائل :

پہلی دلیل کہ قرآن پاک جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کا سارے شیعہ انکار کرتے ہیں کیا پہلے اور کیا پچھلے، سوائے ان کے چار مولویوں کے مگر ان چار نے بھی تقیہ کے طور پر مانا ہے۔ یہ سارے کہتے ہیں کہ قرآن اصلی قرآن نہیں ہے تو جو فرقہ اس قرآن کو اصلی نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے۔ اصول کافی میں لکھا ہے وَاللّٰہِ مَا فِیْہِ مِنْہُ حرف وَاحِدٌ ''اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اصل قرآن کا اس قرآن میں ایک حرف بھی نہیں ہے۔'' اور اصول کافی کا درجہ شیعوں کے ہاں ایسے ہی ہے جیسے ہمارے ہاں بخاری شریف کا درجہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اصل قرآن کا اس موجودہ قرآن میں ایک

حرف بھی نہیں ہے تو کیا وہ اصل قرآن سنسکرت میں ہے یا غیر ملکی زبان میں ہے یا چینی، لاطینی، فرانسیسی زبان میں ہے۔ اگر عربی میں ہے تو کوئی نہ کوئی حرف تو اس میں یقیناً ہوگا۔ اب جو فرقہ یہ کہے کہ اس قرآن میں اصل قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟

شیعہ کے کفر کی دوسری وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ صحابہ کرام ﷺ کی تکفیر کرتے ہیں اور جو صحابہ کرام ﷺ کی تکفیر کرتا ہے وہ خود کافر ہے کیونکہ یہ قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ اور تیسری دلیل یہ ہے کہ یہ اماموں کو معصوم سمجھتے ہیں کہ ان سے غلطی نہیں ہوسکتی اور ان پر وحی نازل ہوتی ہے جو معصوم بھی ہو اور اس پر وحی بھی نازل ہوتی ہو تو امام اور نبی میں کیا فرق ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کشف میں میری ملاقات آنحضرت ﷺ سے ہوئی تو میں نے کہا حضرت! آپ ﷺ شیعہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ذرا سختی کے ساتھ فرمایا احمد، یہ نام ہے شاہ ولی اللہ صاحب کا، احمد بن عبد الرحیم شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا احمد کیا کہا ہے؟ فرماتے ہیں میں سہم گیا اور کہا حضرت! میں نے یہ پوچھا ہے کہ شیعہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے لفظ امام پر غور نہیں کیا کہ جس کو یہ امام کہتے ہیں اس کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ میری آنکھیں کھلیں تو میں نے غور کیا کہ یہ کہتے ہیں کہ امام معصوم ہوتا ہے اور اس پر وحی اترتی ہے۔ تو جو امام کو معصوم بھی مانے اور یہ بھی کہے کہ اس پر وحی اترتی ہے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ اس لیے فرماتے ہیں کہ یہ شیعہ کافر ہیں۔ تو مقلد تو اس کو کافر کہتے ہیں جو امام کو معصوم سمجھے تو نبی کی گدی پر کس طرح بٹھا دیا۔ تو یہ لوگ لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں ان کے مغالطے میں نہ آنا۔ ناجائز تقلید ناجائز ہے، جائز جائز ہے۔ ناجائز تقلید وہ ہے جو قرآن

وحدیث کے مقابلے میں ہو، خلافت راشدہ کے اصولوں کے خلاف ہو، صحابہ کرام ﷡ کے خلاف ہو۔ اور جائز وہ ہے جو ان میں سے کوئی بات بھی اس میں نہ ہو۔ پھر امام کی بات کو مان لینا اس لیے کہ وہ زیادہ تقویٰ اور علم والے ہیں ان کو ہم سے زیادہ دین کی سمجھ ہے مگر امام کو معصوم نہ سمجھے۔ معصوم صرف خدا کے پیغمبر ہیں۔ مشرکین مکہ ناجائز تقلید کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو اِتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ پیروی کرو اس چیز کی جو نازل کی ہے اللہ تعالیٰ نے قَالُوْا کہتے ہیں بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ ہم پیروی کریں گے مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا جس چیز پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ کیا اور اگر چہ ہو شیطان يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ بلاتا ہو ان کو شعلہ مارنے والے عذاب کی طرف وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ اور جس شخص نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف وَ هُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی کرنے والا ہے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى پس بے شک اس نے پکڑ لیا مضبوط دستے کو جو ہاتھ میں آجائے تو انسان گرتا نہیں ہے وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹتا ہے سب کاموں کا انجام۔ وہی خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی سب کچھ کرنے والا ہے وَ مَنْ كَفَرَ اور جس نے کفر کیا فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ پس نہ غم میں ڈالے آپ کو اس کا کفر۔ کیوں؟ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ہماری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا پس ان کو خبر دیں گے اس کارروائی کی جو انہوں نے کی ہے۔ آنا تو انہوں نے ہمارے پاس ہے ہماری عدالت میں پیشی ہونی ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے دلوں کے راز۔ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ہم ان کو فائدہ دیتے ہیں تھوڑا۔ کتنا عرصہ جی لیں گے؟ دس سال، بیس سال، پچاس سال،

سوسال، پانچ سوسال ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ پھر ہم ان کو مجبور کردیں گے اِلٰی عَذَابٍ غَلِيْظٍ سخت عذاب کی طرف۔ اللہ تعالیٰ بچائے اس عذاب سے یہ دنیا کی آگ برداشت نہیں ہو تی اس میں لوہا، تانبا، پتھر ہر شے پگل جاتی ہے اور دوزخ کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ ان مشرکوں سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ یہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ مشرکوں کا بھی عقیدہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ تم اقراری مجرم ہو کہ یہ تسلیم کرتے ہو کہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ پھر دوسروں کو تم حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہو جب سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں پھر دوسرا کوئی تمہارا سر درد کس طرح دور کرتا ہے؟ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے، توجہ نہیں کرتے، غور نہیں کرتے، رب تعالیٰ نے جو سمجھ دی ہے اس کے مقتضٰی پر نہیں چلتے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ(۲۶) وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ
وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۲۷) مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍؕ اِنَّ
اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ(۲۸) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ
فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ٘ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ
اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(۲۹) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا
یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ(۳۰) ع

لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے مَا جو کچھ ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ الْغَنِیُّ وہ بے پرواہے الْحَمِیْدُ قابل تعریف ہے وَلَوْ اَنَّ اور اگر بے شک مَا وہ چیز فِی الْاَرْضِ جو زمین میں ہے مِنْ شَجَرَةٍ درخت اَقْلَامٌ یہ قلمیں بن جائیں وَّالْبَحْرُ اور سمندر یَمُدُّهٗ اس کی امداد کرے مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد سَبْعَةُ اَبْحُرٍ سات سمندر مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ نہیں ختم ہوں گی اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے کلمات اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے مَا خَلْقُكُمْ نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا وَلَا بَعْثُكُمْ اور نہ تمہارا

اٹھ کر دوبارہ کھڑا ہونا اِلَّا مگر کَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ایک نفس کی طرح اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ سَمِيۡعٌ سنتا ہے بَصِيۡرٌ دیکھتا ہے اَلَمۡ تَرَ اے مخاطب کیا تم نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ داخل کرتا ہے رات کو فِى النَّهَارِ دن میں وَ يُوۡلِجُ النَّهَارَ اور داخل کرتا ہے دن کو فِى الَّيۡلِ رات میں وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ اور اس نے تابع کیا سورج کو وَ الۡقَمَرَ اور چاند کو كُلٌّ ہر ایک ان میں سے يَّجۡرِىۡۤ چلتا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر وقت تک وَّ اَنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ تعالیٰ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ جو کچھ تم عمل کرتے ہو خبردار ہے ذٰلِكَ یہ اس لیے بِاَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ الۡحَقُّ وہ سچا ہے وَ اَنَّ اور بے شک مَا وہ يَدۡعُوۡنَ جن کو پکارتے ہیں مِنۡ دُوۡنِهِ اس سے نیچے نیچے الۡبَاطِلُ بے کار ہیں وَ اَنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ الۡعَلِىُّ وہی بلند ہے الۡكَبِيۡرُ بڑی ذات ہے۔

تمام عبادتوں کی بنیاد توحید ہے :

تمام عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ایمان اور توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات اور افعال میں وحدہ لاشریک تسلیم کرنا۔ نہ کوئی اس کی ذات میں شریک ہے نہ کوئی اس کی صفات میں شریک ہے نہ اس کے افعال میں کوئی شریک ہے۔ راس الطاعة التوحید تمام عبادتوں کی بنیاد توحید ہے یہی وجہ ہے کہ موحد بے شک سر سے پاؤں تک گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو کسی نہ کسی وقت دوزخ سے نکل آئے گا۔ جہنم کے سات طبقے ہیں سب سے اوپر والے طبقے میں اہل توحید جو گنہگار ہوں گے وہ ہوں گے۔ ایک

وقت ایسا آئے گا کہ آخری گنہگار بھی اس سے نکل آئے گا اور وہ طبقہ بالکل خالی ہو جائے گا۔ باقی چھ طبقوں میں مجرم بدستور اور ابدالآباد یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اسی کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں مَا وہ چیزیں فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا خالق و مالک بھی رب ہے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس کا خالق و مالک بھی رب ہی ہے اور ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہی متصرف ہے اور کسی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو نبوت دی، اولیاء کو ولایت دی، نیکوں کو نیکی دی، بڑے بلند درجے عطا فرمائے مگر الوہیت اور ربوبیت اور خدائی اختیارات میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا خدائی اختیارات کا مالک صرف پروردگار ہے وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ [سورۃ القصص] ''آپ کا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہے اور آپ کا رب ہی سب چیزوں پر اختیار رکھتا ہے نہیں ہے ان لوگوں کے لیے اختیار۔'' مخلوق کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمینوں میں اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ بے شک اللہ تعالیٰ ہی بے پرواہ ہے۔ تم اس کی تعریف کرو نہ کرو نہ اس کا کچھ بنتا ہے نہ بگڑتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ساری مخلوق ایک متقی آدمی کے دل پر جمع ہو جائے یعنی ساری مخلوق متقی ہو جائے تو رب تعالیٰ کی خدائی میں ایک رتی بھر اضافہ نہیں ہوگا اور خدا

نخواستہ ساری مخلوق عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رجل سب کے سب اللہ تعالٰی کے باغی اور نافرمان ہو جائیں تو رب تعالٰی کی خدائی میں ایک رتی کی بھی کمی نہیں ہوتی ۔ یہ تمہارے اعمال تمہارے ہی لیے فائدہ مند اور نقصان دہ ہیں وہ غنی اور صمد ہے بے پرواہے اور ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اَلْحَمِیْدُ قابلِ تعریف ہے۔ زمین کا ایک ایک ذرہ، پانی کا ایک ایک قطرہ، درختوں کا ایک ایک پتا اس کی تسبیح بیان کرتا ہے اور یہ بات بڑے غور کے ساتھ سمجھنے والی ہے یہ زمین میں جتنے درخت پیدا ہوئے ہیں اور جہان کے فنا ہونے تک جتنے پیدا ہوں گے یہ درخت کسی اور مصرف میں نہ لائے جائیں یعنی ان کے شہتیر، بالے، دروازے وغیرہ نہ بنائے جائیں نہ ان کو جلایا جائے غرض یہ کہ جو کام لکڑی سے لیا جاتا ہے نہ لیا جائے ان درختوں کی قلمیں بنائی جائیں اور دنیا میں اتنے لمبے لمبے جنگلات ہیں اور بڑے بڑے قدآور درخت ہیں کہ سارے جن اور انسان ان کی قلمیں بنانا شروع کریں تو قیامت تک سب کی قلمیں نہ بن سکیں۔ تو اندازہ لگاؤ کہ کتنی قلمیں بنیں گی اور سارا سمندر سیاہی بن جائے اور جغرافیہ دان کہتے ہیں کہ دنیا کے سو حصوں میں سے اکہتر (۷۱) حصوں پر پانی ہے اور انتیس (۲۹) حصوں پر مخلوق آباد ہے۔ تو اس سے اندازہ لگالو کہ پانی کتنا ہوگا اور ایسے سات سمندر اور، کمک اور امداد پہنچائیں اور یہ تمام سیاہی ہو اور تمام انسان اور تمام جنات اور تمام فرشتے ان قلموں کے ساتھ ان آٹھ سمندروں کی سیاہی سے رب تعالٰی کی تعریف لکھنا شروع کر دیں انسانوں، جنوں اور فرشتوں کی زندگیاں ختم ہو جائیں اور قلمیں گھس جائیں اور آٹھ سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے تو اللہ تعالٰی کی تعریف کا ابجد بھی ختم نہیں ہوگا افسوس ہے کہ مشرکوں نے رب تعالٰی کی عظمت کو سمجھا ہی نہیں ہے کہ دوسروں سے مانگتے پھرتے ہیں۔

رب تعالیٰ نہ مانگنے پر ناراض ہوتا ہے :

نسائی شریف میں روایت ہے مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰهَ یَغْضب عَلَیْه ''جو رب تعالیٰ سے نہیں مانگتا رب اس سے سخت ناراض ہوتا ہے۔'' اس کو تم اس طرح سمجھو کہ تمہارے گھروں میں بچے بچیاں ہیں تمہاری بیوی ہے وہ تم سے مانگنے کے بجائے محلے میں کسی اور کو جا کر کہیں کہ مجھے فلاں چیز چاہیے۔ تمہاری بیوی، بیٹی کسی اور سے دوپٹا، کپڑے وغیرہ مانگے تو تم برداشت کرلو گے؟ غصہ آئے گا کہ نہیں آئے گا؟ جس طرح تمہیں غصہ آتا ہے اسی طرح رب تعالیٰ کو بھی غصہ آتا ہے کہ میری مخلوق کسی اور سے کیوں مانگتی ہے؟ تو جو رب سے نہیں مانگتا رب تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اکبر مرحوم نے کہا ہے اور اچھا کہا ہے......

اسی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

ایک اور شاعر نے کہا ہے......

دینا ہے اپنے ہاتھ سے اے بے نیاز دے
کیا مانگتا پھرے تیرا سائل جگہ جگہ

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سوال کرو رب تعالیٰ سے سوال کرو، مدد مانگو رب سے مانگو۔ اتنی قادر مطلق ذات کو چھوڑ کر بندہ کسی اور کے سامنے دامن پھیلائے تو اسے یقیناً غصہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ اور اگر اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ بے شک جو زمین میں

ہیں نہ کیا؟ مِنۡ شَجَرَةٍ درخت اَقۡلَامٌ ۔ قلم کی جمع ہے یہ سارے کے سارے درخت قلمیں بن جائیں وَّالۡبَحۡرُ اور سمندر جو زمین کے اکہتر حصوں پر غالب ہے یَمُدُّهٗ اس کی امداد کریں مِنۡ بَعۡدِهٖ اس کے بعد سَبۡعَةُ اَبۡحُرٍ سات سمندر۔ یہ سمندر سیاہی بن جائے اور سات سمندر اور اس کو امداد پہنچائیں سیاہی بن کر مَّا نَفِدَتۡ كَلِمٰتُ اللّٰهِ نہیں ختم ہوں گے اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی خوبیاں۔ اس کی صفات لکھتے لکھتے انسانوں کی زندگیاں بھی ختم ہو جائیں، جنات بھی ختم ہو جائیں، انسان سے جنات بہت زیادہ ہیں اور جنات سے فرشتے بہت زیادہ ہیں۔ حضرت عثمان ﷺ سے روایت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس فرشتے رات کو اس کی جان کی حفاظت کے لیے ہوتے ہیں اور چار فرشتے اعمال لکھنے والے، دو دن کے اور دو رات کے۔ تو دن رات میں ایک آدمی کے ساتھ چوبیس فرشتے ہوتے ہیں اور ہر جن کے ساتھ بھی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ سات آسمان ہیں اور ان کے اوپر کرسی اور اس کے اوپر عرش ہے۔ ان میں ایک ہاتھ کے برابر بھی جگہ خالی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ رب تعالیٰ کی تسبیح نہ بیان کر رہا ہو۔ اور بخاری شریف میں روایت ہے کہ کعبۃ اللہ کے عین اوپر آسمانوں میں ایک مقام ہے جس کا نام بیت المعمور ہے جس کا ذکر ستائیسویں پارے میں ہے ستر ہزار فرشتے روزانہ اس کا طواف کرتے ہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ کر رہے ہیں اور دنیا کے فنا ہونے تک کرتے رہیں گے اور جس نے ایک مرتبہ طواف کیا ہے قیامت تک اس کی دوبارہ باری نہیں آئے گی۔ اس سے تم فرشتوں کی تعداد کا اندازہ لگاؤ۔ یہ فرشتے بھی لکھنے میں شریک ہو جائیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ختم نہیں ہو سکتیں اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

آگے قیامت کا ذکر ہے۔ مشرکین جیسے توحید کا انکار کرتے ہیں اسی طرح قیامت کا بھی انکار کرتے تھے اور کہتے تھے وَ اِذَا مِتْنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ [ق:۳] "کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا بہت بعید ہے۔" اور یہ بھی کہتے تھے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ [یٰسین:۷۸] "کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسانو! اور اے میری مخلوق مَا خَلْقُکُمْ نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا وَلَا بَعْثُکُمْ اور نہ تمہارا دوبارہ کھڑا ہونا اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ مگر ایک نفس کی طرح جیسے ایک نفس کا دنیا میں آنا مشکل نہیں ہے روزانہ تم دیکھتے ہو دنیا میں بچے پیدا ہوتے اور مرتے ہیں رب تعالیٰ کا ساری مخلوق کو پیدا کرنا اور فنا کر دینا اور دوبارہ اٹھانا ایسے ہی ہے جیسے ایک نفس کو پیدا کرنا اور مارنا۔ رب تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

رب تعالیٰ کی قدرت کے دلائل :

آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے وہ دلائل بیان فرمائے ہیں جو روزمرہ تم دیکھتے ہو پھر انکار کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اَلَمْ تَرَ اے مخاطب تم دیکھتے نہیں ہو اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمیوں میں دن لمبے ہو جاتے ہیں راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں کہ رات کے حصے کاٹ کر دن میں شامل کر دیئے جاتے ہیں وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ سردیوں میں راتیں لمبی ہو جاتی ہیں اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں یہ رب تعالیٰ کی قدرت تمہارے سامنے ہے کرو انکار کہ ایسا نہیں ہوتا؟ سمجھنا چاہو تو رب تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا بڑا آسان

ہے مگر ضد اور ہٹ دھرمی کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے ہٹ دھرم کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں سمجھا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھی اور ابلیس کو بھی حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو مگر ابلیس اکڑ گیا فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ [حجر: ۳۰] ''پس سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔'' رب تعالیٰ نے فرمایا مَامَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْاَمَرْتُكَ [اعراف: ۱۲] ''اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا جب میں نے تجھے حکم دیا سجدہ کرنے کا۔'' کہنے لگا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ''میں اس سے بہتر ہوں مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے جس میں روشنی اور بلندی ہے اور اس کو خاک سے جو پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے میں اس کو کیوں سجدہ کروں؟'' پھر معاذ اللہ تعالیٰ، رب تعالیٰ کے ساتھ گلہ شکوہ کیا۔ کہنے لگا اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ [اسراء: ۶۲] ''مجھے بتلاؤ تو سہی، یہ ہے جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔'' جیسے عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں اس طرح رب تعالیٰ کو طعنہ دیا۔ اب شیطان قادر مطلق کے سامنے اکڑ گیا اس کا کیا علاج ہے؟ لیکن رب تعالیٰ نے فوراً گرفت نہیں کی کیونکہ اس نے اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [کہف: ۱۵] ''پس جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' فرمایا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے مسخر کیا ہے سورج کو اور چاند کو، جو رفتار اور راستہ سورج اور چاند کا اس نے مقرر کر دیا ہے مجال ہے کہ اس میں وہ کوئی کمی بیشی کر سکیں راستہ بدل سکیں یا رفتار میں سستی اور تیزی لا سکیں كُلٌّ يَّجْرِىْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ہر ایک ان میں سے چلتا ہے مقرر میعاد تک۔ سورج بھی چلتا رہے گا اور چاند بھی چلتا رہے گا یہ رب تعالیٰ کی قدرتیں روزمرہ تم دیکھتے ہو یہی ذات

مردوں کو زندہ کرے گی اور سب کا حساب کتاب ہوگا وَّ اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے ذٰلِکَ یہ اس لیے کہ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الۡحَقُّ بے شک اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے سچا ہے وَ اَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ اور بے شک وہ جن کو یہ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے پکارتے ہیں یا لات یا منات یا عزّٰی الۡبَاطِلُ بے فائدہ اور بے کار ہیں۔ تم ساری زندگی ان کو پکارتے رہو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ نہ وہ حاجت روا ہیں، نہ مشکل کشا ہیں، نہ دست گیر ہیں یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الۡعَلِیُّ الۡکَبِیۡرُ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور بہت بڑی ہے اور اس کی صفات بھی جو ہمارے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہیں۔

الم تر

اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌۢ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ ع ۴ / ۱۲

اَلَمْ تَرَ کیا تم نے نہیں دیکھا اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ بے شک کشتیاں چلتی ہیں فِى الْبَحْرِ سمندر میں بِنِعْمَتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لِيُرِيَكُمْ تاکہ وہ دکھائے تمہیں مِّنْ اٰيٰتِهٖ اپنی نشانیوں میں سے اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ کئی نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ ہر صبر کرنے والے کے لیے شَكُوْرٍ شکر کرنے والے کے لیے وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ اور جس وقت ان کو ڈھانپ لیتی ہے موج كَالظُّلَلِ سائبان کی طرح دَعَوُا اللّٰهَ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین اور

اعتقادکو فَلَمَّا نَجّٰھُمْ پس جس وقت وہ نجات دیتا ہے اِلَی الْبَرِّ خشکی کی طرف فَمِنْھُمْ پس ان میں سے بعض مُّقْتَصِدٌ درمیانی چال چلنے والے ہیں وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اورنہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ مگر ہر وہ شخص جو وعدہ شکن ہے کَفُوْرٍ اور ناشکری کرنے والا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے لوگو اتَّقُوْا ڈرو رَبَّکُمْ اپنے رب سے وَاخْشَوْا یَوْمًا اور خوف کرو اس دن کا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ نہیں کام آئے گا کوئی باپ عَنْ وَّلَدِہٖ اپنے بیٹے کے لیے وَلَا مَوْلُوْدٌ اور نہ کوئی بیٹا ھُوَ جَازٍ وہ کفایت کرنے گا عَنْ وَّالِدِہٖ اپنے باپ کے لیے شَیْئًا کچھ بھی اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے فَلَا تَغُرَّنَّکُمْ پس نہ دھوکے میں ڈالے تمہیں الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ اور نہ دھوکے میں ڈالے تمہیں بِاللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ الْغَرُوْرُ دھوکے باز اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے عِلْمُ السَّاعَۃِ قیامت کا علم وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ اور وہ اتارتا ہے بارش وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ اورنہیں جانتا کوئی نفس مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا کیا کچھ کمائے گا کل وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ اورنہیں جانتا کوئی نفس بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کس زمین میں وہ مرے گا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بے شک اللہ جاننے والا ہے خَبِیْرٌ خبر رکھنے والا ہے۔

ربطِ آیات :

اس سے پہلے رکوع کی آخری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جن کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ بے کار ہیں کسی کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کچھ دلائل بیان فرمائے ہیں کہ اَلَمْ تَرَ اے مخاطب تم دیکھتے نہیں اَنَّ الْفُلْکَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بے شک کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں بِنِعْمَتِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی نعمت کے ساتھ۔ آج تو خیر سائنس بڑی ترقی کر گئی ہے اور مختلف چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں۔ اس زمانے میں کشتیاں ہوا کے ساتھ چلتی تھیں بادبانی کشتیاں ہوتی تھیں کشتیوں کے ساتھ بڑے بڑے کپڑے یا ٹاٹ باندھ لیتے تھے اور ہوا کے رخ پر انہیں چلاتے تھے۔ (یہی بادبان کشتیوں کی رفتار تیز کرنے اور انہیں موڑنے کے کام آتے تھے۔) ادھر کی چیزیں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر لے آتے تھے جیسے آج کل برآمد اور درآمد کا سلسلہ ہے یہ اس وقت بھی ہوتا تھا تو فرمایا یہ کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لِیُرِیَکُمْ مِّنْ اٰیٰتِہٖ تاکہ دکھائے تمہیں اپنی قدرت کی بعض نشانیاں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں تو بے شمار ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کشتیوں کا صحیح، سالم پار جانا اور پھر واپس آنا اور تمہارا ان پر سفر کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے چند ایک نشانیاں ہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں کئی نشانیاں ہیں لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے۔ سمندر کا سفر اُس دور میں خاصا مشکل ہوتا۔ موجوں پر موجیں آتی تھیں کشتیوں کے غرق ہونے کا خطرہ ہوتا تھا ایسے موقع پر صبر کی ضرورت پیش آتی تھی لوگ جس وقت پار جاتے تھے رب تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتے تھے چاہے شکر ادا کرنے والے تھوڑے

ہوتے تھے اس لیے دو لفظ بولے ہیں صبر کرنے والے شکر ادا کرنے والے وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ اور جب ڈھانپ لیتی تھی ان کو موج جس وقت چھا جاتی تھی ان پر سمندر کی موج كَالظُّلَلِ سائبان کی طرح دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کرتے ہوئے دین اور اعتقاد۔ صحاح ستہ کی کتاب نسائی شریف میں روایت ہے کہ ۸ھ میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو جتنے نامی گرامی کافر تھے سب بھاگ گئے۔ ان بھاگنے والوں میں ہبار بن اسود وحشی بن حرب صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اس زمانے میں جدہ کا وجود نہیں تھا یہ جدہ بہت بعد میں آباد ہوا ہے کعبۃ اللہ کے دروازے کی عین سیدھ میں تیس میل کی مسافت پر سمندر ہوتا تھا وہاں سے کشتیاں آتی جاتی تھیں کبھی ہفتے کے بعد کبھی مہینے کے بعد۔ عکرمہ اس ارادے سے روانہ ہوا کہ عرب کی سرزمین پر تو میں بچ نہیں سکتا حبشہ بھاگ جاؤں۔ حبشہ جانے والی کشتی میں سوار ہو گیا کشتی چند میل سمندر میں چلی کہ طوفان آ گیا لوگوں نے اپنے اپنے خداؤں کو پکارنا شروع کیا۔ کسی نے کہا یا لات اغثنی کسی نے کہا یا منات اغثنی یا عزی اغثنی اے لات میری مدد کر، اے منات میری مدد کر، اے عزّیٰ میری مدد کر۔ ملاحوں نے کہا اِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِىْ هٰهُنَا شَيْئًا یہ جن کو تم پکار رہے ہو یہ تمہارے حاجت روا معبود یہاں کچھ کام نہیں آ سکتے یہاں صرف اکیلے رب کو پکارو وہ تمہیں بچائے گا عکرمہ نے کہا کہ یہ سبق تو ہمیں محمد دیتے تھے اور اس سے ہم بھاگے پھر رہے ہیں اگر یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو پھر خشکی میں بھی کوئی نہیں بچا سکتا۔ نسائی شریف میں روایت ہے کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا تو میں ضرور آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ کا کلمہ پڑھوں گا۔ طوفان بہت بڑا تھا کشتی واپس آ کر کنارے لگی تو عکرمہ کی بیوی ام حکیم بغل میں کوئی چیز

چھپائے ہوئے کھڑی تھی عکرمہ دیکھ کر پریشان ہوگیا کہ مردوں کے علاوہ عورتوں کے ساتھ بھی کیا زیادتی ہورہی ہے کہ میری بیوی بھاگ کر یہاں آگئی ہے۔ پوچھا ام حکیم کیسے آئی ہو، کیا گزری؟ اس نے کہا کہ وہاں تو رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے صفا کی چٹان پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اے مکہ والو! لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، کوئی ڈانٹ نہیں، کوئی سرزنش نہیں ہے، میں نے تم سب کو معاف کر دیا ہے۔ تو وہ جو سکہ بند مشرک تھے وہ بھی انتہائی مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر ظلم، حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ آج کل کے مشرک کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور شرک میں ڈوبے ہوئے بھی ہیں اور کہتے ہیں.....

بگرداب بلا افتاد کشتی

مدد کن یا معین الدین چشتی

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

دنیا اور آخرت کی کامیابی ان سے مانگتے ہیں۔ یقین جانو! اس سے بڑا اور کوئی شرک نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب چھا جاتی ہے ان پر موج سائبان کی طرح تو خالص اعتقاد رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ پس جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو نجات دیتا ہے خشکی کی طرف فَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ پس ان میں سے بعض درمیانی چال چلتے ہیں میانہ روی اختیار کرتے ہیں کبھی رب کو پکارتے ہیں اور کبھی کسی اور کو وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ مگر ہر وہ شخص جو وعدہ شکن ہے اور ناشکری کرنے والا ہے۔ خَتَّار کا معنی ہے غدار، وعدہ شکن، وعدہ کر کے پھر جانے

والا۔ جب انتہائی مصیبت میں ہوتے تو صرف رب تعالیٰ کو پکارتے اور جب کنارے لگ جاتے تو لات، منات، عزّیٰ یاد آ جاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے۔ رب تو رحمٰن، رحیم ہے اس سے ڈرنے کا کیا معنٰی ہے؟ تو بعض مفسرین کرامؒ یہاں عقاب کا لفظ مقدر مانتے ہیں یعنی عقاب رَبَّکُمْ کا لفظ نکالتے ہیں۔ معنٰی اس کا بھی وہی ہے۔ بعض مخالفۃ رَبَّکُمْ نکالتے ہیں کہ اپنے رب کی مخالفت سے بچو۔ کیونکہ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اس کے بدلے میں تمہیں سزا ہو گی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو وَاخْشَوْا یَوْمًا اور خوف کرو اس دن کا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ نہیں کام آئے گا باپ اپنے بیٹے کے وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا اور نہ بیٹا کفایت کرے گا اپنے والد کی کچھ بھی۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَ اُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَ بَنِیْہِ [سورہ عبس] ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور بھاگے گا اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔'' کوئی مجھ سے نیکی نہ مانگ لے۔ بلکہ قرآن مجید میں ہے کہ بندہ اپنے بدلے میں ان سب کو جہنم ڈالنے کے لیے تیار ہو جائے گا یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَاَخِیْہِ وَ فَصِیْلَتِہِ الَّتِیْ تُؤْیْہِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْہِ [سورہ معارج: پ ۲۹] ''مجرم خواہش کرے گا کہ کاش کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کا فدیہ دے دے اور اپنی بیوی اور بھائی کا اور اپنے قبیلے کا جو اس کو پناہ دیتا تھا اور سب زمین پر رہنے والوں کو بھی فدیہ میں پیش کر دے پھر وہ اپنے آپ کو بچا لے۔''

فرمایا کَلَّا یہ حرف ردع ہے ''ہرگز یہ سودا نہیں ہوگا۔'' اور سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۱ میں ہے فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ''ہرگز قبول نہیں کی جائے گی سونے کی بھری ہوئی زمین اگرچہ وہ اس کا فدیہ دے دے۔'' یعنی بالفرض اگر کسی کے پاس سونے سے بھری ہوئی زمین ہو اور وہ رب تعالیٰ کے دربار میں پیش کردے کہ یا اللہ یہ مجھ سے لے لے اور مجھے نجات دے دے تو یہ فدیہ بھی ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۶ میں ہے وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ ''اتنی زمین اور بھی سونے کی بھری ہوئی ہو تو قبول نہیں کی جائے گی اور چھٹکارا نہیں ہوگا۔'' تو ڈرو اس دن سے جس دن نہ باپ بیٹے کی طرف کفایت کرے گا اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت ضرور آئے گی نیکوں کو نیکی کا بدلہ ملے گا اور بروں کو سزا ملے گی فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا پس نہ ڈالے تمہیں دھوکے میں دنیا کی زندگی۔ یہ ناپائیدار ہے صبح ہے شام نہیں شام ہے صبح نہیں، آج ہے کل نہیں، اب ہے ایک لمحے کے بعد نہیں۔ لہٰذا یہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکے باز۔ غَــرُوْر غین کے فتح کے ساتھ بروزن رَسُــوْل یہ صفت کا صیغہ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے دھوکے باز۔ اور غین پر ضمہ ہو غُـرُوْر تو اس کا معنیٰ ہے دھوکا۔ یہ شیطان دھوکے باز ہے اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں اور اس کے احکام کے بارے میں تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے جو کچھ رب تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ہے وہ برحق ہے۔ قیامت حق ہے، میدان محشر حق ہے، پل صراط حق ہے، میزان حق ہے، حساب حق ہے، جنت اور دوزخ حق ہیں۔

عالم الغیب خدا تعالیٰ ہے :

ایک شخص تھا حارث بن عمرو۔ پہلے کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا اس نے حالت کفر میں آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر سوال کیے۔ کہنے لگا میں نے آپ سے چند سوال کرنے ہیں آپ مجھے ان کا تسلی بخش جواب دیں۔ کہنے لگا میں کاشت کار ہوں اگر بارش نہ ہو میری فصل نہیں ہوتی مجھے یہ بتلائیں کہ بارش کب ہو گی؟ دوسری بات یہ ہے کہ میری بیوی حاملہ ہے مجھے یہ بتلائیں کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی ہو گی؟ میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ میں مروں گا کہاں؟ اور چوتھا سوال یہ ہے کل میں کیا کروں گا؟ اور یہ بتلائیں کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم۔ اجمالی طور پر تو قیامت کا علم سب جانتے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی جیسے ہمیں تمہیں یقین ہے کہ ہمیں موت ضرور آئے گی لیکن کس وقت آئے گی؟ اس کا کسی کو علم نہیں ہے۔ حیرت الہ آبادی کا شعر ہے......

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کے ہیں، کل کی خبر نہیں

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منیٰ کے مقام پر مسجد خیف میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے تاکہ لوگ دیکھ بھی لیں اور اچھی طرح سن بھی لیں فرمایا خُذُوۡا عَنِّیۡ مَنَاسِکَکُمۡ ''مجھ سے تم احکام حج سیکھ لو۔'' ہو سکتا ہے آئندہ سال میری ملاقات نہ ہو لَعَلِّیۡ لَا اَلۡقَاکُمۡ بَعۡدَ عَامِھِمۡ ھٰذَا تقریر کے بعد بعض نے پوچھا حضرت! آپ کو کوئی اشارہ ہوا ہے فرمایا نہیں۔ موت ایک

راز ہے رب تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا میں نے قرینوں سے سمجھا ہے کہ میری وفات قریب ہے۔ایک قرینہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رمضان میں میرے ساتھ ایک دور کرتے تھے اور اس دفعہ دوبار دور کیا اس سے میں نے اخذ کیا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔مجمع الزوائد میں یہ روایت ہے کہ حضرت عباس ﷜ نے خواب دیکھا جو آپ ﷺ کے چچا محترم ہیں کہ آسمان سے بڑی مضبوط رسیاں اتری ہیں اور زمین میں کنڈے ہیں ان کو پکڑ رہی ہیں اور ساری زمین کو کھینچ کر آسمان تک لے گئی ہیں۔ حضرت عباس نے یہ خواب آنحضرت ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان تمہارے بھتیجے کے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔تو آپ ﷺ نے ایسے قرائن سے اخذ فرمایا کہ میری موت قریب ہے ورنہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔

امام ابوحنیفہؒ اور خلیفہ ابوجعفر منصور کا خواب :

تفسیر مظہری، ابوسعود، معالم التنزیل، مدارک، تفسیرات احمدیہ مشہور تفسیریں ہیں۔ ان سب میں یہ واقعہ موجود ہے۔ابوجعفر خلیفہ بنوعباس بہت ذہین اور زیرک آدمی تھا کچھ علم کے ساتھ بھی تعلق اور مناسبت رکھتا تھا مگر بادشاہ تھا غصہ اس میں بہت تھا۔امام ابوحنیفہؒ کو اس نے مختلف اوقات میں برہنہ کر کے ڈیڑھ سو کوڑے لگوائے ہیں اس جرم میں کہ تم وزارت عظمیٰ کا عہدہ قبول کرلو۔ملک کے وزیر اعظم بن جاؤ اور امام صاحبؒ نے انکار کر دیا۔بہت بڑا ملک تھا عرب سے کاشغر تک سرحد تھی ترپن (۵۳) لاکھ مربع میل کا حکمران تھا۔امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں اس ظالم حکومت کا معاون بننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہ بات تم خود سمجھتے ہو کہ ظالم کو ظلم کرنے والے ہی مطلوب ہوتے ہیں۔اس جرم میں امام ابو حنیفہؒ کو قید کیا اور روزانہ برہنہ کر کے کوڑے مارے جاتے تھے۔بالآخر جیل ہی میں امام

صاحبؒ کی وفات ہوئی جیل میں ان کو زہر دیا گیا تھا۔ایک کارندہ آیا اس نے آکر اطلاع دی کہ حضرت! آپ کو زہر دینے کا پروگرام بن گیا ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں ملازم ہوں۔ زہر کا پیالہ لایا گیا کہ پیو۔فرمایا اِنِّی لَاَعْلَمُ مَافِیْه ''بے شک میں جانتا ہو جو کچھ اس میں ہے۔''میں خودکشی کو حرام سمجھتا ہوں خود نہیں پیوں گا۔ چنانچہ ان کو گرا کر زبردستی ان کے منہ میں زہر کا پیالہ انڈیل دیا گیا سجدے کی حالت میں امام صاحبؒ کی روح پرواز کرگئی۔ خیر یہ تو بعد کا واقعہ ہے جو واقعہ میں سنانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابوجعفر نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا عزرائیل علیہ السلام کو، کہنے لگا مجھے بتلاؤ کہ میری زندگی کتنی باقی ہے؟ تو ملک الموت نے ہاتھ کی پانچ انگلیاں کھڑی کردیں۔تم نے آج کل پنجے کا نشان بسوں اور مکانوں پر دیکھا ہوگا یہ شیعہ کی علامت ہے۔اس سے وہ پنج تن پاک مراد لیتے ہیں۔ وہ ہمارے ہی بزرگ ہیں۔آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید۔شیعوں نے جو عقائد گھڑے ہوئے ہیں ان کے ساتھ ان کی کوئی نسبت نہیں ہے۔ وزیراعظم پاکستان رہی ہیں بے نظیر، ان کی کوٹھی پر بھی یہی پنجہ لگا ہوا ہے میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا ہے کراچی میں۔اور کالا جھنڈا بھی لگا ہوا تھا۔ یہ لوگ بڑی جرأت کے ساتھ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں اور ہمارے لیڈر اپنے آپ کو سنی کہلانے میں صم بکم عمی ہیں۔اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور ان کے افسر بھی اپنے باطل فرقے کی پوری رعایت کرتے ہیں۔تو خیر ملک الموت نے ابوجعفر کے سامنے پنجہ کر دیا۔ابوجعفر منصور نے محققین بلائے تعبیر کے لیے۔کسی نے کہا پانچ دن زندہ رہو گے کسی نے کہا پانچ مہینے زندہ رہو گے کسی نے کہا پانچ سال زندہ رہو گے مگر وہ ان کی تعبیروں سے

مطمئن نہ ہوا۔ کہنے لگا نعمان بن ثابت، یہ امام صاحب کا نام ہے، کو بلاؤ۔ ثابت والد کا نام اور ان کے دادا کا نام تھا زُوطی۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حنیفہ ان کی لڑکی تھی اور اس کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو ابوحنیفہ کہا جاتا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ حنیفہ ان کی کوئی لڑکی نہیں تھی ابوحنیفہ کا معنٰی ہے ملت حنفیہ والا۔ اب، اخ کے لفظ کی اضافت جب غیر ذوالعقول کی طرف ہو تو اس کا معنٰی ہوتا ہے والا۔ ابن الوقت کا معنٰی ہے وقت پاس کرنے والا اَخُ الْخَیْر کا معنٰی ہے خیر والا۔ ابو الشّر کا معنٰی ہے شر والا۔ ابوحنیفہ کا معنٰی ہے ملت حنفیہ کو سنبھالنے والا۔ ملت حنفیہ پر چلنے والا۔

امام صاحب تشریف لائے تو منصور نے اپنا خواب سنایا اور دوسرے حضرات نے جو تعبیریں بتائی تھیں وہ بھی بتائیں۔ ان تفسیروں میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا کَذَبَ کُلُّھُمْ "سب نے غلط کہا ہے۔" درحقیقت ملک الموت نے بتلایا ہے کہ موت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم رب تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

تو فرمایا قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یعنی اس کا صحیح وقت اس کے بغیر کوئی نہیں جانتا وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ اور وہ اتارتا ہے بارش۔ بارش اتارنے کا وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ ہمارے محکمہ موسمیات والے تھوک کے حساب سے جھوٹ بولتے رہتے ہیں کہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔ قطعی علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائے گا کل۔ کئی پروگرام بنتے ہیں اور دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ کئی دفعہ براتیں جاتی ہیں اور واپس میتیں اٹھا کر لاتی ہیں۔ کیا معلوم قسمت میں خوشی نصیب ہوگی یا غم؟ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ

تَمُوْتُ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ اسی لیے فقہاءِ کرامؒ لکھتے ہیں کہ کفن ساتھ رکھنا چاہیے اور زندگی میں اپنی قبر بنانا مکروہ ہے کیونکہ معلوم نہیں کہاں مرنا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے خبردار ہے۔

آج بروز اتوار ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ بہ مطابق یکم جولائی ۲۰۱۲ء

پندرھویں جلد مکمل ہوئی۔

والحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ، گوجرانوالا۔